شافیہ

لِحلّ أسئلة الكافية

منظر اقبال دِیناجپوری
متعلم دار العلوم دیوبند

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم الله الرحمن الرحیم

کتابت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب : شافیہ لحل أسئلة الكافيه

مؤلف : منظر اقبال دیناجپوری، متعلم دار العلوم دیوبند

باہتمام : فیض الحسن اعظمی

کمپوزنگ : محمد محسن دیوبند: 08057239323 09358911053

صفحات :

ناشر : مکتبہ صوت القرآن دیوبند 01336-223460

ملنے کے پتے

کتب خانہ حمیدیہ، جامع مسجد دہلی ● شبلی کتاب گھر اعظم گڈھ

ثاقب بک ڈپو سنبھل ● دیوبند اسلامک بک اسٹور دیوبند

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

MAKTABA SAUTUL QURAN

Madani Market, Deoband, E-mail: faizulhasanazmi@gmauk.com

Mob: 9358911053 Ph: 01336-223460

website: www.deobandtody.com/sautul-quran

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

انتساب

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے نام جس کے آغوش میں رہ کر یہ شرف حاصل ہوا کہ کسی کتاب پر خامہ فرسائی کرسکوں۔

اور

مشفق والدین کے نام جن کی شفقت ومہربانی اور دعاؤں کے باعث احقر اس لائق ہوا کہ علمِ نحو جیسے معرکۃ الآراء فن کے اُصول وضوابط کو مرتب کر سکے۔

اور

اپنے محسن ومشفق اساتذہ کرام کے نام جن کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ احقر نے ''کافیہ'' جیسی شہرہ آفاق کتاب کے حل کے لئے قلم اُٹھانے کی ہمت کی۔

منظر اقبال غفرلہٗ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عرضِ مؤلف

زیرِ نظر کتاب ''شافیہ لحل اسئلۃ الکافیہ'' بندے کی ایک حقیر سی کاوش ہے، جو علمِ نحو کی شہرہ آفاق اور مشہور و معروف کتاب ''کافیہ'' کے حل کے لئے بندے کی طرف سے ایک ناکام کوشش ہے، بندے نے اپنی کم علمی اور علوم وفنون میں مہارتِ تامہ نہ ہونے کے باوجود کتاب کو جامع اور مدلل کرنے کی کوشش کی ہے، کتاب کی چند خصوصیات قابلِ دید ہیں: (۱) عبارت بااعراب لکھ کر ترجمہ سلیس اور آسان کیا گیا ہے۔ (۲) مطلب بوضاحت بیان کیا گیا ہے۔ (۳) اور فائدہ کے عنوان کے تحت چند مقامات پر بڑی اہم اور ضروری باتوں کو قلمبند کیا گیا ہے۔ (۴) نیز سوالات کے حل کی ترتیب کافیہ کے صفحات کے مطابق رکھی گئی ہے۔

اخیر میں، میں اپنے چند ساتھیوں: محمد خالد مظفرنگری، تحسین فائز، محمد سہیل اور عبدالرحمٰن پونہ کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مشکل وقت میں میرا حوصلہ بڑھایا، اور کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہر موقع پر میرا ساتھ دیا۔

اخیر میں خداوند قدوس سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کے فیض کو عام کرے اور اسی طرح اپنے دین کی خدمت میں لگے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

منظر اقبال غفرلہ

۱۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مُقدّمۃ

کسی بھی کتاب کو شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے جن کو مبادی یا مبادیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(۱) اُس علم کی نحوی و اصطلاحی تعریف، (۲) اُس علم کا موضوع، (۳) اُس کی غرض وغایت (۴) اُس علم کا مرتبہ، (۵) اور اس کی تدوین۔

(۱)۔**علم نحو کے لغوی معنیٰ:** لفظ نحو لغت میں تقریباً سات معانی کے لئے آتا ہے، قصد وارادہ، جہت، مثل و مانند، نوع، راستہ، فصاحت، پھرانا۔

(۲)۔**علمِ نحو کی اصطلاحی تعریف:** علمِ نحو وہ علم ہے جس میں کلمات موضوعہ کے آخری حرفوں کے احوال یعنی اعراب وبناء، ترکیب وافراد وغیرہ سے بحث کی جائے۔

(۳)۔**علمِ نحو کا موضوع:** علمِ نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

(۴)۔**علمِ نحو کی غرض و غایت:** گفتگو کے وقت اعرابی غلطی سے بچنا۔

(۵)۔**علمِ نحو کا مرتبہ:** علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ اس کا سیکھنا فرض علی الکفایہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تعلموا النحو کما تعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَالفرائِضَ ''تم علمِ نحو کو ایسے ہی سیکھو جیسے فرائض وسنن کو سیکھتے ہو''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس علم کی اہمیت وافادیت اور اس کے مرتبے کو بتلانے کے لئے کافی ہے۔

(۶)۔**علمِ نحو کی تدوین اور وجہ تسمیہ:** جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پہنچا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو عرب وعجم کے اختلاط کی وجہ سے عربی زبان میں فساد آنے لگا اور لوگ غلط سلط بولنے لگے تو کچھ سلیم الفطرت لوگوں کو اس کے انسداد کی فکر ہوئی۔ بیان کا جاتا ہے کہ ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ، جو کبار تابعین میں سے ہیں، ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو متفکر پایا، ابوالاسود نے تفکر کا سبب پوچھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اس شہر میں غلطیاں سُنی ہیں۔ اس لئے میں نے عربیت میں ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں تین دن کے بعد جب ان کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک صحیفہ پیش کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ مضمون لکھا تھا:

الکلام کلہ اسمٌ و فعلٌ وحرفٌ فالاسم ماانبا عن المسمّٰی والفعل ماانبا عن الفاعل والحرف ماابنا عن معنی لیس باسم وفعلٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو میری معلومات کے مطابق ہے تم اس میں اور اضافہ کرو۔ اور تین چیزیں اور ہیں: ظَاھِرٌ، مُضْمَرٌ، وَشیٔ لیس بظاھر ولامضمر.

ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے ان کی ہدایت کے مطابق کچھ قواعد جمع کئے، پھر مزید قواعد اکٹھا کئے جب وہ اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہوگیا تو میں نے اس مجموعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا: مااحسن ھٰذا النحو الذی قد نحوت ''یہ طریقہ جو تم نے اختیار کیا ہے کتنا عمدہ ہے''، اسی وجہ سے اس کا نام نحو رکھ دیا گیا۔

روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس کی تدوین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابوالاسود ہی نے کی تھی، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے مدوّن اوّل عبدالرحمٰن ابن ہرمز الاعرج ہے اور بعض نے نصر بن عاصم کو واضع اوّل مانا ہے۔

❁❁❁

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

نام و نسب: نام عثمان، کنیت ابوعمرو، لقب جمال الدین، والد کا نام عمر۔
علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے آپ کے والد ماجد امیر عز الدین موسک صلاحی کے یہاں دربان تھے اور دربان کو عربی میں حاجِب کہا جاتا ہے، اِس لئے آپ ابنِ حاجب سے مشہور ہیں۔

پیدائش: آپ ملک مصر کے اسناد، نامی ایک چھوٹی سی بستی میں ۵۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے قاہرہ میں تعلیم حاصل کی، صغر سنّی ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا، علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ماہر فن سے قرأت حاصل کی۔ اور علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ سے قرأت سبعہ پڑھی اور اپنے زمانے کے متبحر علماء سے مختلف علوم وفنون میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔

درس و تدریس: جامع دِمشق میں ایک زمانے تک درس وتدریس کے بعد آپ مصر تشریف لائے اور مدرسہ فاضلیہ میں صدر مقرر ہوئے، آخر زمانے میں آپ اسکندریہ منتقل ہوگئے۔

وفات: اسکندریہ ہی میں ۶ رشوال ۶۴۶ھ میں تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی، اور باب البحر کے باہر شیخ صالح بن ابی اُسامہ کی قبر کے پاس مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

❀❀❀

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کافیہ: صفحہ/۳

اَلْکَلَامُ مَاتَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْإِسْنَادِ.

(الف) کلام کی تعریف کیجئے، (ب) مَا سے کیا مراد ہے، (ج) اور اسناد کی تعریف کر کے بالإسناد کی قید کا فائدہ بیان کیجئے۔

جواب:

(الف) کلام کی تعریف:

کلام کے لغوی معنیٰ: "مَایُتَکَلَّمُ بِہٖ قَلِیْلًا کَانَ أَوْ کَثِیْرًا" یعنی کلام وہ لفظ ہے جس کا تلفظ کیا جائے، خواہ وہ قلیل ہو جیسے: "کِتَابٌ" یا کثیر ہو جیسے "اَلْبَابُ مَفْتُوْحٌ".

کلام کی اصطلاحی تعریف:

کلام وہ لفظ ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو۔ اور ان دو کلموں کے درمیان کوئی اسناد (تعلق) بھی ہو۔

فائدہ: کلام کی تعریف میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کم سے کم تعداد لکھی ہے کہ کلام وہ ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو۔ زیادہ کلموں سے بھی مرکب ہوسکتا ہے۔

اسی طرح "جَسَقٌ مُھْمَلٌ" بھی کلام ہے۔ حالانکہ پہلا لفظ مہمل ہے، لیکن چونکہ یہ ھٰذَا اللَّفْظُ کی تاویل میں ہے، اس لئے یہ بھی کلمہ ہوگیا۔ چنانچہ اس طرح کہا جائے گا: ھٰذَا لَفْظ جسق مھمل. اِسی طرح دو کلموں سے مرکب ہونا خواہ حقیقتاً ہو جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

"اَلْأُسْتَاذُ جَالِسٌ" یا حکماً ہو جیسے: "اُدْخُلْ" کہ اس میں ضمیر اَنت پوشیدہ ہے، اس لئے یہ بھی دو کلموں کے حکم میں ہے۔

(ب) ما سے مراد لفظ ہے۔

(ج) اسناد کی تعریف:

الإسناد: نِسْبَةُ إِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ حَقِيْقَةً أَوْ حُكْمًا إِلَى الْأُخْرىٰ بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً.

اسناد: دو کلموں میں سے ایک کا دوسرے کی طرف ایسے طور پر نسبت کرنا کہ مخاطب کو پورا پورا فائدہ پہنچ جائے۔

اور پورا فائدہ پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ کہنے والے اس پر سکوت کر سکے جیسے: أَلْمَاءُ بَارِدٌ (پانی ٹھنڈا ہے) اس مثال میں مبتدا کی نسبت خبر کی طرف ہے۔ اور جَلَسَ رَاشِدٌ (راشد بیٹھا ہے) میں فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔ اور یہ نسبت اس طور پر ہے کہ مخاطب کو پورا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

بالإسناد کی قید کا فائدہ:

بالاسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ کلام کی تعریف سے خارج ہو گئے۔ مرکبات غیر کلامیہ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ. رَجُلٌ عَالِمٌ. یہ مرکب تو ہیں لیکن کلامیہ نہیں ہیں۔ کیونکہ اس میں نسبت ایسی نہیں ہے جس سے مخاطب کو پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔

کافیہ: صفحہ/ ٤

وَحُكْمُهُ أَنْ يَّخْتَلِفَ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ لَفْظًا أَوْتَقْدِيْرًا.

(الف) ترجمہ اور مطلب بیان کیجئے۔ (ب) اسم کی تعریف اور اس کے خاصے مع مثال لکھئے۔ (ج) اختلافِ لفظی اور تقدیری نیز حقیقی اور حکمی کی مثالیں لکھئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب:

(الف) **ترجمہ:** اور اس (معرب) کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے لفظاً یا تقدیراً بدل جائے۔

مطلب: مذکورہ عبارت میں مصنفؒ معرب پر معرب ہونے کی حیثیت سے جو حکم اور اثر مرتب ہوتا ہے اس کو بیان فرمار ہے ہیں۔ کہ معرب کا حکم اور اثر یہ ہے کہ اس کا آخر اختلافِ عوامل سے مختلف ہوجائے۔ خواہ وہ اختلاف اور تبدیلی لفظی ہو جیسے: جَائَنِيْ زَيْدٌ. رَأَيْتُ زَيْدًا. مَرَرْتُ بِزَيْدٍ. یا اختلاف تقدیری ہو جیسے: جَائَنِيْ فَتًي. رَأَيْتُ فَتًي. مَرَرْتُ بِفَتًي.

(ب) اسم کی تعریف:

أَلْإِسْمُ مَادَلَّ عَلٰي مَعْنًي فِيْ نَفْسِهٖ غَيْرَ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ.

''اسم وہ لفظ ہے جو دلالت کرے ایسے معنیٰ پر جو اس کی ذات میں موجود ہو، تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ کے ساتھ ملنے والا نہ ہو''۔

اسم کے خاصے:

(۱) دخول اللام: لام تعریف کا داخل ہونا۔ لام تعریف اسم کا خاصہ اس لئے ہے کہ لام تعریف کی وضع اِس کام کے واسطے ہوئی کہ وہ ایسے معنیٰ کو متعین کردے جس پر لفظ مطابقۃً دلالت کرے اور یہ بات صرف اسم میں پائی جاتی ہے، کیونکہ حرف تو مستقل معنیٰ پر دلالت ہی نہیں کرتا۔ اور فعل دلالت تو کرتا ہے مگر اس کی دلالت مطابقۃً نہیں ہوتی بلکہ تضمناً یعنی معنیٰ مصدری کے ضمن میں ہوتی ہے۔

حرفِ تعریف کے سلسلے میں نحویوں کے مذاہب: حرفِ تعریف کے سلسلے میں نحویوں کے تین مذہب ہیں۔

(۱) سیبویہ کا مذہب یہ ہے کہ حرفِ تعریف صرف لام ہے اور ہمزۂ وصل کو ابتداء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بالسکون کی دشواری کی وجہ سے لایا گیا ہے۔(۲) خلیل نحوی کا مذہب یہ ہے کہ حرف تعریف الف لام دونوں ہے۔(۳) مبرد کا مذہب یہ ہے کہ حرف تعریف صرف ہمزہ ہے، اور لام کا اضافہ ہمزۂ تعریف اور ہمزۂ استفہام کے درمیان فرق کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔

مصنفؒ نے سیبویہ کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حرفِ تنکیر واحد ہے یعنی تنوین تو حرف تعریف بھی واحد ہونا چاہئے اور وہ لام ہے۔اور ہمزہ اگر چہ واحد ہے مگر وہ درمیان کلام میں ساقط ہو جاتا ہے، جبکہ علامت کو ساقط نہیں ہونا چاہئے۔اور الف لام واحد نہیں ہے۔

دخول اللام کی مثال: جیسے: اَلــرَّجُــلُ اس میں رَجُــلٌ اسم ہے تو اس پر لام تعریف داخل ہوا ہے۔

(۲) اسم کا دوسرا خاصہ جر کا داخل ہونا ہے: جر کا داخل ہونا اسم کا خاصہ اس وجہ سے ہے کہ جر حرفِ جر کا اثر ہے، یعنی جو بھی مجرور ہوگا وہ حرفِ جر کی وجہ سے ہوگا، خواہ لفظاً ہو جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ یا تقدیراً ہو جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ کہ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ تھا۔اور نحویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حرفِ جر خواہ لفظوں میں ہو یا پوشیدہ اس کا دخول اسم ہی کے ساتھ خاص ہے، تو جب حرف جر اسم کے ساتھ ہے تو اس کے اثر یعنی جر بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگا ورنہ اثر کا بغیر مؤثر کے پایا جانا لازم آئے گا اور یہ درست نہیں ہے، اور حرفِ جر کا دخول اسم کے ساتھ خاص اس لئے ہے کہ حرف جر کی وضع اس مقصد سے ہے تا کہ فعل کے معنیٰ اسم تک پہنچا دے۔اور یہ کام اسم پر داخل ہو کر ہی ہو سکتا ہے۔

جر کے داخل ہونے کی مثال جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اس میں زیدٌ اسم ہے تو اس پر جر آیا ہے۔

(۳) تیسرا خاصہ تنوین ہے: تنوین کی پانچ قسمیں ہیں: تمکن، تنکیر، عوض، مقابلہ، ترنم۔

تنوین تمکن اسم کو منصرف بنانے کے لئے آتی ہے۔اور منصرف غیر منصرف ہونا اسم کا خاصہ ہے، تنوین تنکیر اسم کو نکرہ بنانے کے لئے آتی ہے، اور نکرہ یا معرفہ ہونا بھی اسم کا خاصہ ہے۔تنوین عوض مضاف پر مضاف الیہ کے عوض میں آتی ہے جیسے: حِیْــنَـــئِـذٍ وغیرہ۔اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ تنوین مقابلہ جمع مؤنث سالم کے آخر میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آتی ہے اور جمع بھی اسم ہی ہوتا ہے، رہی تنوین ترنم جو آواز کو بڑھانے کے لئے اشعار کے آخر میں آتی ہے، وہ اسم، فعل اور حرف تینوں پر آسکتی ہے۔ یہ اسم کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ چونکہ تنوین کی چار قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے مصنفؒ نے للأکثر حکم الکل کے قاعدے کے تحت فرمایا کہ تنوین اسم کا خاصہ ہے۔

تنوین کی مثال جیسے: رَأَیْتُ رَجُلًا. اس میں رَجُلٌ اسم ہے اس لئے اس پر تنوین آئی ہے۔

(۴) اسم کا چوتھا خاصہ مضاف ہونا ہے۔ اضافت اسم کا خاصہ اس لئے ہے کہ کیونکہ اضافت کے تین لوازم ہیں: تعریف، تخصیص، تخفیف۔ اور یہ تینوں اسم کے ساتھ خاص ہیں، لہٰذا ان کا ملزوم یعنی اضافت بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگی، ورنہ لازم کا ملزوم سے جدا ہونا لازم آئے گا۔ تعریف و تخصیص اضافت معنوی میں پائی جاتی ہے اور تخفیف اضافت لفظی میں۔

فائدہ: صرف مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے یا مضاف الیہ ہونا بھی؟ اس سلسلے میں نحویوں کے دو قول ہیں:

(۱) ایک قول تو یہ ہے کہ صرف مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ مضاف الیہ ہونا اسم کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ فعل اور جملہ مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ.

(۲) اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ مضاف الیہ ہونا بھی اسم کا خاصہ ہے اور فعل و جملہ اگر مضاف الیہ ہوں تو ان کو مصدر کی تاویل میں کرلیا جائے گا، جیسے مذکورہ مثال میں یَنْفَعُ کو نَفْعٌ کی تاویل میں کیا جائے گا۔

مضاف ہونے کی مثال: جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ میں غلام مضاف ہے جو کہ اسم ہے۔

(۵) پانچواں خاصہ مسند الیہ ہونا ہے۔ مسند الیہ ہونا اسم کا خاصہ اس لئے ہے کہ مسند الیہ بننے کے لئے ایسا کلمہ ہونا ضروری ہے جو مستقل معنیٰ رکھتا ہو اور ایسا کلمہ اسم ہے اور فعل بھی اگرچہ مستقل معنیٰ رکھتا ہے لیکن واضع نے اس کو مسند بننے کے لئے وضع کردیا۔ اب اگر اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو مسند الیہ بنادیں تو واضع کی وضع کے خلاف لازم آئے گا، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مسند الیہ بننے کے لئے ایسا کلمہ ہونا ضروری ہے جو مستقل معنیٰ مطابقۃً رکھتا ہو اور ایسا کلمہ صرف اسم ہے، کیونکہ فعل تو مستقل معنیٰ رکھتا ہے لیکن مطابقۃً نہیں بلکہ تضمناً یعنی معنیٰ مصدری کی تاویل میں۔

اسم کے مسند الیہ ہونے کی مثال: جیسے: جَاءَ زَیْدٌ اس میں زیدٌ اسم ہے اس لئے مسند الیہ ہے۔

فائدہ: اسم کے صرف پانچ خاصے نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بھی ہے لیکن مصنفؒ نے یہاں پر صرف پانچ کو بیان کیا ہے۔

(ج) اختلاف لفظی کی مثال جیسے: جَاءَ زَيْدٌ. رَأَيْتُ زَيْداً. مَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

اختلافِ تقدیری کی مثال جیسے: جَاءَ فَتًى. رَأَيْتُ فَتًى. مَرَرْتُ بِفَتًى.

حقیقی کی مثال جیسے: جَائَنِي أَبُوكَ. رَأَيْتُ أَبَاكَ. مَرَرْتُ بِأَبِيكَ.

حکمی کی مثال جیسے: جَاءَ رَجُلَانِ. مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ. رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ.

تثنیہ میں حالتِ نصبی اور جری میں اختلاف حکماً ہوا ہے ایسے ہی جمع میں بھی ہوگا۔

کافیه: صفحه/ ٤

اَلْإِعْرَابُ مَا اخْتَلَفَ آخِرُهُ بِهِ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَعَانِي الْمُعْتَوِرَةِ عَلَيْهِ. وَالْعَامِلُ مَابِهِ يَتَقَوَّمُ الْمَعْنَى الْمُقْتَضِىُ لِلْإِعْرَابِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے اور مطلب لکھئے۔ (ب) ضمیروں کے مرجع اور خط کشیدہ الفاظ کی مکمل وضاحت کیجئے۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ کریں۔

ترجمہ: اعراب وہ (حرکت یا حرف) ہے جس کے ذریعے معرب کا آخر بدل جائے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تا کہ وہ دلالت کرے ان معانی پر جو اُس پر پے در پے آنے والے ہیں۔ اور عامل وہ چیز ہے جس کے ذریعے ایسے معنیٰ پیدا ہوتے ہیں جو اعراب کو چاہنے والے ہیں۔

مطلب: مذکورہ عبارت میں مصنفؒ اعراب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اعراب وہ حرکت یا حرف ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدل جائے، تا کہ یہ اختلاف اور تبدیلی ان معانی پر دلالت کرے جو اسم معرب پر یکے بعد دیگرے آنے والے ہیں۔

لفظ مَـا موصولہ ہے جس سے حرف یا حرکت مراد ہے اور حرف سے حرف مبانی مراد ہے، تو اب اعراب کی تعریف سے عامل اور معنیٰ مقتضی (فاعلیت، مفعولیت، اضافت) خارج ہو جائیں گے، کیونکہ عامل اور معنیٰ مقتضی حرف یا حرکت نہیں، اگر چہ ان کی وجہ سے بھی معرب کا آخر بدلتا ہے۔

مختلف اعراب وضع کرنے کا مقصد: لیدل الخ سے مصنفؒ نے تین قسم کے اعراب وضع کرنے کے مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے، کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ تا کہ ان سے مختلف معنیٰ (یعنی فاعلیت مفعولیت، اضافت) پر دلالت ہو جائے، اگر اعراب مختلف نہ ہوتے تو مختلف معنیٰ پر دلالت نہ ہو پاتی۔

والعامل مابه الخ مذکورہ عبارت میں عامل کی تعریف بیان کی ہے۔

عامل سے مراد عام ہے خواہ عامل لفظی ہو یا معنوی اور مَـا سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے اندر عامل بننے کی صلاحیت موجود ہو، خواہ وہ اسم ہو یا حرف و فعل کیوں نہ ہو۔

لہٰذا عامل خواہ لفظی ہو یا معنوی! وہ چیز یعنی اسم فعل یا حرف ہے جس کے ذریعے ایسے معنیٰ پیدا ہوتے ہیں جو اعراب کو چاہنے والے ہیں اور وہ فاعلیت، مفعولیت اور اضافت کے معنیٰ ہے، کیونکہ عامل جب فاعلیت کے معنیٰ کو پیدا کرے گا تو وہ رفع کو چاہے گا جیسے: ذَهَبَ زَيْدٌ. اور جب مفعولیت کے معنیٰ کو پیدا کرے گا تو وہ نصب کو چاہے گا جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا. اور جب عامل اضافت کے معنیٰ کو پیدا کرے گا تو وہ جر کو چاہے گا جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ. تو گویا کہ عامل معنیٰ کے واسطے سے اعراب یعنی رفع نصب اور جر کا سبب ہے، پس خلاصہ یہ ہے کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عامل وہ چیز ہے جس کی وجہ سے رفع، نصب اور جر آئے، جیسا کہ ذَهَبَ زَيْدٌ میں عامل ذَهَبَ کی وجہ سے زَيْدٌ پر رفع آیا۔ اور ضَرَبْتُ زَيْدًا میں عامل ضَرَبْتُ کی وجہ سے زَيْدًا پر نصب آیا۔ اور مَرَرْتُ بِزَيْدٍ میں عامل مَرَرْتُ کی وجہ سے زَيْدٍ پر جر آیا۔

(ب) ضمیروں کے مرجع:

آخِرُهٗ میں "ہ" ضمیر کا مرجع معرب ہے۔ اور بِہٖ میں ضمیر کا مرجع کلمہ مَا ہے جس سے مراد حرکت یا حرف ہے۔ اور مَابِہٖ میں ضمیر کا مرجع مَا ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

اختلف: فعل ماضی ہے باب افتعال سے۔ اس کے معنیٰ بدلنا، مختلف ہونا۔ اس میں ضمیر کا مرجع الاعراب ہے۔

المعانی المعتورة: المعانی جمع ہے معنیٰ کی۔ اور المعتورة یہ اسم فاعل ہے باب افتعال سے اِعْتِوَارًا مصدر ہے، اس کے معنیٰ پے در پے آنا، لگاتار آنا۔ اور معانی معتورہ سے مراد فاعلیت، مفعولیت اور اضافت کے معنیٰ ہے۔

العامل: یہ اسم فاعل ہے باب سمع سے ہے اس کے معنیٰ عمل کرنا۔ یہاں عامل سے مراد وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ایسے معنیٰ پیدا ہوتے ہیں جو اعراب کو چاہنے والے ہیں۔

المعنی المقتضی: المعنیٰ واحد ہے اس کی جمع معانی آتی ہے۔ اور المقتضی اسم فاعل ہے بابِ افتعال سے آتا ہے اس کے معنیٰ تقاضہ کرنا، کسی چیز کو چاہنا، معنیٰ مقتضی سے مراد وہ معنیٰ ہے جو اعراب کو چاہنے والے ہیں۔

کافیہ: صفحہ ۵

أَبُوكَ وَأَخُوكَ وَحَمُوكِ وَهَنُوكَ وَفُوكَ وَذُومَالٍ مُضَافَةً إِلٰي غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ بِالْوَاوِ وَالْأَلِفِ وَالْيَاءِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و مطلب تحریر کیجئے۔ (ب) اسم متمکن کی کل اقسام اجمالاً تحریر کیجئے۔ (ج) نیز بتلائیے کہ (مضافةً) کیوں منصوب ہے؟

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت پر ملاحظہ کریں۔

ترجمہ: ابوک، اخوک، حموکِ، ہنوک اور ذو مالٍ اس حال میں کہ یہ (چھ اسماء) یاءِ متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب (رفعی حالت) میں واؤ کے ساتھ، اور (نصبی حالت میں) الف کے ساتھ، اور (جری حالت میں) یاء کے ساتھ ہوگا۔

مطلب: اس سے پہلے ایسی تین قسمیں بیان کی گئیں جن کا اعراب بالحرکت ہوتا ہے، اب یہاں سے ایسی قسموں کا بیان ہے جن کا اعراب بالحروف ہوتا ہے، سب سے پہلے اسماءِ ستہ مکبّرہ کا اعراب بیان کر رہے ہیں، کہ ان کا اعراب چار شرطوں کے ساتھ رفعی حالت میں واؤ، نصبی حالت میں الف، اور جری حالت میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔

وہ چار شرطیں یہ ہیں: (۱) یہ اسماء اسمائے مکبّرہ ہوں مصغّرہ نہ ہوں، کیونکہ تصغیر کی صورت میں ان کا اعراب پہلی قسم کی طرح اعراب بالحرکت ہوگا۔ (۲) واحد ہوں تثنیہ یا جمع نہ ہوں۔ اگر تثنیہ یا جمع ہوں گے تو تثنیہ جمع کی طرح اعراب ہوگا۔ (۳) مضاف ہوں، اگر مضاف نہ ہوں تو بھی پہلی قسم کی طرح اعراب بالحرکت ہوگا۔ (۴) یاءِ متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں، اگر یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوں گے تو غُلَامِــيْ کی طرح تقدیری اعراب ہوگا۔ ان چار شرطوں میں سے مصنف نے صرف دو کا ذکر کیا۔ دو شرطوں کو مثالوں سے سمجھ میں آنے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ اِن کی اصل أَبَوٌ، اَخَوٌ، حَمَوٌ اور هَنَوٌ ہے فَعَلٌ کے وزن پر اس دلیل سے کہ ان کا تثنیہ أَبَوَانِ، اَخَوَان، حَمَوَان اور هَنَوَان آتا ہے۔

فُــوْكَ: یہ اجوف واوی ہے، یعنی اس کا عین کلمہ واؤ ہے اور لام کلمہ ہاء ہے، اور اسکی اصل فَوْهٌ ہے فَعْلٌ کے وزن پر اس دلیل سے کہ اس کی جمع أَفْوَاهٌ آتی ہے، جیسے: ثَوْبٌ کی جمع أَثْــوَابٌ. ہاء کو بغیر کسی قاعدے کے حذف کر دیا گیا، پھر مضاف ہونے کی حالت میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

واؤ کو اعراب قرار دیا گیا، اور مضاف نہ ہونے کی حالت میں بلا کسی قاعدے کے واؤ کو میم سے بدل دیا گیا، فَمٌ ہو گیا۔

ذُوْ کی اصل ذَوَوٌ فَعَلٌ کے وزن پر ہے، مصنفؒ نے اس کی اضافت دوسرے اسماء کی طرح کاف ضمیر کی طرف نہیں کی بلکہ اسم ظاہر میں سے اسم جنس کی طرف کی، کیونکہ ذُوْ ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

حَمُوْكِ میں حَمٌ کو کاف مکسورہ کی طرف مضاف کیا، کیونکہ یہ رشتہ دار صرف عورت کے ہوتے ہیں، کیونکہ حَمٌ کے معنیٰ خسر کے آتے ہیں۔

یہ چھ اسماء چونکہ مصغرہ نہیں ہیں اس لئے ان کو اسماءِ ستہ مکبّرہ کہا جاتا ہے۔

(ب) اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں:

(۱) مفرد منصرف صحیح جیسے: زَيْدٌ. (۲) مفرد منصرف قائم مقام صحیح جیسے: دَلْوٌ. ظَبْيٌ. (۳) جمع مکسر منصرف جیسے: رِجَالٌ. (۴) جمع مؤنث سالم جیسے مُسْلِمَاتٌ. (۵) غیر منصرف جیسے عُمَرُ. (٦) اسماءِ ستہ مکبّرہ جب یاءِ متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں جیسے: أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْمَالٍ. (۷) تثنیہ جیسے: رَجُلَانِ. (۸) كِلَا وَكِلْتَا. جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں جیسے: جَاءَ كِلَاهُمَا. (۹) اِثْنَانِ. اِثْنَتَانِ. جیسے: جَاءَ اِثْنَانِ. (۱۰) جمع مذکر سالم جیسے: مُسْلِمُوْنَ. (۱۱) أُوْلُوْ جیسے: جَاءَ أُوْلُوْمَالٍ. (۱۲) عِشْرُوْنَ سے لے کر تِسْعُوْنَ تک کی کل دہائیاں جیسے: جَاءَ عِشْرُوْنَ. (۱۳) اسم مقصور جیسے: مُوْسٰى، عِيْسٰى. (۱۴) جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی ایسا اسم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: غُلَامِي، كِتَابِي. (۱۵) اسم منقوص جیسے: قَاضِي، دَاعِي. (۱٦) جمع مذکر سالم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: مُسْلِمِيَّ.

(ج) مُضَافَةً:

منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے، اور یہ أَبُوكَ، أَخُوكَ وغیرہ سے حال ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ ۶/

اَلتَّقْدِيْرُ فِيْمَا تَعَذَّرَ كَعَصًا وَغُلَامِيْ مُطْلَقًا. اَوِاسْتُثْقِلَ كَقَاضٍ رَفْعًا وَجَرًّا. وَنَحْوُ مُسْلِمِيَّ رَفْعًا وَاللَّفْظِيُّ فِيْمَا عَدَاهُ.

(الف) عبارت با اعراب لکھیں۔(ب) مطلب بیان کریں۔(ج) تعذر، و استثقال دونوں میں کیا فرق ہے، پوری طرح واضح کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت پر ملاحظہ کریں۔

(ب) مطلب: اس سے پہلے مصنفؒ نے اعراب کی تقسیم اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف کی طرف کی تھی، اور چونکہ ان دونوں کے اعراب کبھی لفظی ہوتے ہیں اور کبھی تقدیری، اسلئے اب ان دونوں کے مواقع کو بیان کررہے ہیں، اور بیان کی صورت یہ اختیار کی کہ اعراب تقدیری کو تو متعین طور پر بیان کردیا، اور اعرابِ لفظی کو "واللفظي فيما عداه" کہہ کر مختصراً بیان کیا تاکہ مقصود بھی حاصل ہوجائے اور بات مختصر بھی رہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ اعراب تقدیری کے دو موقع ہیں: (۱) جہاں اعراب لفظی متعذر ہو، یعنی اعرابِ لفظی وہاں نہ آسکتا ہو۔(۲) جہاں اعرابِ لفظی ثقیل ہو، یعنی اعراب لفظی تو آسکتا ہو مگر تھوڑی دُشواری ہو۔

تعذر کے مواقع: جہاں اعراب لفظی متعذر رہوتا ہے اس کے دو موقع ہیں:

(۱) اسم مقصور: یعنی جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو، خواہ الف لفظوں میں موجود رہے جیسے: العصا، الرُّحٰی یا حذف ہوجائے جیسے: عَصًى، رُحًى.

(۲) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم جیسے: غُلَامِيْ.

تعذر کی ان دونوں قسموں میں رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مُطلَقًا: کہہ کر مصنفؒ ان بعض نحات کے مذہب کا رَد کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ غُلَامِيْ جیسے الفاظ پر حالتِ جری میں کسرہ اعراب لفظی کے طور پر ہے، اور رَد کی وجہ یہ ہے کہ "غُلَامِـــي" پر کسرہ عامل کے آنے سے پہلے آیا ہے اور عامل کے زائل ہونے کے بعد بھی باقی رہتا ہے، لہٰذا "غُلَامِـــيْ" پر کسرہ حرکت اعرابیہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ حرکت اعرابیہ کے لئے ضروری ہے کہ عامل کے داخل ہونے کے بعد داخل ہو اور عامل کے زائل ہونے سے خود بھی زائل ہو جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "غُلَامِــــــيْ" میں بھی تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔

ثقیل ہونے کے مواقع: جہاں پر اعراب لفظی ثقیل ہو اس کے بھی دو موقع ہیں۔

(۱) اسمِ منقوص: یعنی جس کے آخر میں یاء ہو اور ماقبل مکسور ہو، خواہ یا موجود ہو، جیسے: اَلْقَــاضِيْ. یا پھر محذوف ہو جیسے: قَــاضٍ. مذکورہ صورت میں صرف حالتِ رفعی اور جری کا اعراب تقدیری ہوگا، نصبی حالت میں اعراب لفظی ہوگا، تقدیری نہیں ہوگا۔ کیونکہ یاء پر صرف ضمہ اور کسرہ ثقیل ہوتا ہے، فتحہ ثقیل نہیں ہوتا۔

(۲) جمع مذکر سالم مضاف بیاءِ متکلم: اس میں صرف رفعی حالت میں اعراب تقدیری ہوگا، نصبی و جری میں نہیں، کیونکہ جب جمع کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کریں گے تو اضافت کی وجہ سے نونِ جمع گر جائے گا، مثلاً: مُسْــلِـمُوْنَ کی اضافت یاءِ متکلم کی طرف کریں گے تو نونِ جمع گر جائے گا اور عبارت ہوگی مُسْـلِـمُوْيَ اس کے بعد واؤ اور یاء کے جمع ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیں گے، اور ماقبل یعنی میم کے ضمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ سے بدل دیں گے تو مُسْـلِـمِيَّ ہو جائے گا۔ چونکہ واؤ کا وجود ہی ختم ہو گیا تو اعراب کس پر آئے گا، اس لئے اعراب تقدیری ہوگا، اور نصبی اور جری حالت میں جمع مذکر سالم کا اعراب یاء ماقبل مکسور ہوتا ہے۔ اور یاء موجود ہے ادغام کی وجہ سے یاء کا وجود ختم نہیں ہوا، اس لئے اُن دونوں حالتوں میں اعراب تقدیری نہیں ہوگا بلکہ لفظی ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

والـلـفـظـي فيما عداه: چونکہ اوپر مذکور اعراب تقدیری کے ان دونوں موقعوں کے علاوہ تمام مواقع اعراب لفظی کے ہیں، اس لئے مصنفؒ نے مختصراً کہہ دیا کہ ان کے علاوہ تمام مواقع اعراب لفظی کے ہیں۔

(ج) تعذر واستثقال میں فرق:

تعذر واستثقال میں فرق یہ ہے کہ تعذر کہتے ہیں جہاں پر اعراب لفظی آ ہی نہیں سکتا، اور استثقال کہتے ہیں کہ جہاں پر اعراب لفظی تو آ سکتا ہوں لیکن اس کا تلفظ دُشوار ہو۔

اور مزید فرق یہ ہے کہ تعذر کی وجہ سے اعراب تقدیری صرف اعراب بالحرکت میں ہوتا ہے اور ثقل کی وجہ سے اعراب تقدیری اعراب بالحرکت اور بالحرف دونوں میں ہوتا ہے، اعراب بالحرکت میں رفعی وجری حالت میں اور اعراب بالحرف میں صرف رفعی حالت اور اگر کہیں اعراب بالحرف تینوں حالتوں میں تقدیری ہو تو یہ شاذ ہے۔

کافیہ: صفحہ/۷

وَيَجُوْزُ صَرْفُهُ لِلضَّرُوْرَةِ اَوْ لِلتَّنَاسُبِ مَثْلُ سَلَاسِلًا وَاَغْلَالًا.

(الف) ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے بتائیں کہ یہ کون سے اسم کا حکم ہے اور ضرورت وتناسب کا فرق مثالوں سے واضح کریں۔ (ج) سلاسلا واغلالا میں کونسا اسم منصرف ہے اور کون سا غیر منصرف؟

جواب:

(الف) **ترجمہ:** اور جائز ہے غیر منصرف کو منصرف (کے حکم میں) کر دینا ضرورت کی وجہ سے یا تناسب کی وجہ سے جیسے سلاسلاً واغلالاً۔

(ب) **مطلب:** اس سے پہلے مصنفؒ نے بیان کیا تھا کہ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی، یہاں سے یہ بیان فرما رہے ہیں کہ دو صورتیں ایسی ہیں جہاں غیر منصرف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پر کسرہ اور تنوین داخل کر کے اس کو منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے۔ایک ضرورت کی بناء پر اور دوسرے ساتھ والے کلمے کی مناسبت کی وجہ سے۔

ضرورت کا بیان: ضرورت سے مراد ضرورتِ شعری ہے اور ضرورتِ شعری کی تین قسمیں ہیں: (۱) وزن شعر کی حفاظت۔(۲) قافیہ کی رعایت (۳) زحاف (فن عروض کی بحروں کے ارکان کا تغیر) سے حفاظت۔

پہلے کی مثال:

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْأَنَّهَا ۞ صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

کہا جاتا ہے کہ یہ شعر حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے مرثیہ میں پڑھا۔شعر کا ترجمہ (حضور ﷺ کی وفات کی وجہ سے) مجھ پر ایسے مصائب ڈالے گئے کہ اگر وہ مصائب دنوں پر ڈالے جاتے تو وہ راتیں بن جاتے)۔

اِس شعر میں مصائبٌ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے، اس کے باوجود یاء پر تنوین دے کر اس کو منصرف پڑھا گیا، کیونکہ اگر اس کو منصرف نہ پڑھا جائے تو شعر کا وزن باقی نہیں رہے گا۔کیونکہ اس شعر کا وزن چھ مرتبہ مُتَفَاعِلُنْ ہے اگر مَصَائِبٌ پر تنوین داخل نہ کی جائے تو مُتَفَاعِلُنْ کا وزن باقی نہیں رہے گا۔اس لئے مصائبٌ کو غیر منصرف ہونے کے باوجود منصرف پڑھا گیا۔

فائدہ: وزن ٹوٹنے کو عربی میں انکسار کہا جاتا ہے۔

رعایتِ قافیہ کی مثال:

سَلَامٌ عَلٰي خَيْرِ الْأَنَامِ وَسَيِّدٍ ۞ حَبِيْبِ إِلٰهِ الْعٰلَمِيْنَ مُحَمَّدٍ

بَشِيْرٍ نَذِيْرٍ هَاشِمِيٍّ مُكَرَّمٍ ۞ عَطُوْفٍ رَؤُفٍ مَنْ يُّسَمّٰي بِأَحْمَدٍ

(خیر الخلائق اور سید الخلائق پر سلام ہو۔جو محبوب رب العالمین محمد ﷺ ہیں) (خوش خبری سنانے والے، ڈرانے والے، ہاشمی معزز، نہایت مہربان انتہائی شفیق جن کا نام احمد ہے)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس شعر میں "اَحْمَدِ" غیر منصرف ہے مگر قافیہ کی رعایت اس پر کسرہ پڑھا جائے گا۔

قافیہ: قافیہ کہا جاتا ہے جملوں کے آخر میں یکسانیت پیدا کرنا۔

زحاف کی مثال امام شافعیؒ کا شعر ہے:

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا أَنَّ ذِكْرَهُ ۞ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

(نعمان یعنی ابوحنیفہؒ کا ذکر ہمارے سامنے بار بار کرو، کیونکہ ان کا ذکر مشک ہے جتنا اس کو رگڑو گے اتنا ہی وہ خوشبو دے گا)

اس شعر میں نعمان غیر منصرف ہے، اس پر تنوین زحاف سے بچنے کے لئے پڑھی گئی ہے، یعنی اگر نعمان کے نون پر تنوین نہ پڑھی جائے تو وزن تو درست رہے گا البتہ سلاست باقی نہیں رہے گی۔ اس کو عربی میں زحاف یا انزحاف کہتے ہیں۔

تناسب کا بیان: کبھی منصرف کے تناسب اور مناسبت سے غیر منصرف پر تنوین اور کسرہ پڑھا جاتا ہے، جیسے: "سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا" اس میں سَلَاسِلًا پر غیر منصرف ہونے کے باوجود تنوین پڑھی گئی، کیونکہ اس کو اغلالًا کے ساتھ مناسبت لفظی اور معنوی دونوں ہے، لفظی تو یہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ مذکور ہیں، اور معنوی یہ ہے کہ سَلَاسِلَا. سِلْسِلَةٌ کی جمع ہے اور سِلْسِلَةٌ کے معنیٰ زنجیر کے ہیں اور أَغْلَال. غُلٌّ کی جمع ہے اور غُلٌّ کے معنیٰ طوق کے ہیں، طوق اور زنجیر میں مناسبت ظاہر ہے کہ دونوں قید کرنے کے لئے ہیں۔

فائدہ: قرآنِ کریم میں (سورہ دہر میں) اگر چہ غیر منصرف ہی پڑھا جاتا ہے، مگر یہاں مراد کتابت ہے، اور اس لفظ کی کتابت لام الف کے ساتھ ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتابت کے اعتبار سے اس پر تنوین ہے۔

فائدہ: ضرورتِ شعری کی وجہ سے کسرہ اور تنوین غیر منصرف پر پڑھنا ضروری ہے۔ اور تناسب کی وجہ سے صرف جائز ہے، لیکن مصنفؒ نے دونوں کو یَجُوْزُ سے بیان کیا کیونکہ یہاں یَجُوْزُ لَا يَمْتَنِعُ کے معنیٰ میں ہے یعنی ممتنع اور منع نہیں ہے خواہ ضروری ہو جیسے ضرورتِ شعری کی وجہ سے یا جائز ہو جیسے تناسب کی وجہ سے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج)سلاسلا و أغلالا:

ان دونوں میں سے اغلال منصرف ہے اور سلاسلا غیر منصرف ہے۔
سلاسلا جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور جمع منتہی الجموع میں ایک ہی سبب کا پایا جانا غیر منصرف ہونے کے لئے کافی ہے۔

کافیہ: صفحہ/۷

فَالْعَدْلُ خُرُوْجُهُ عَنْ صِيْغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ تَحْقِيْقًا كَثُلٰثَ وَمَثْلَثَ وَأُخَرَ وَجُمَعَ أَوْتَقْدِيْرًا كَعُمَرَ وَبَابِ قَطَامِ فِيْ تَمِيْمٍ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) عدل کے لغوی معنیٰ، اصطلاحی تعریف نیز عدل تحقیقی وتقدیری کی تعریف کرتے ہوئے مذکورہ تمام مثالوں میں عدل تحقیقی وتقدیری کی تعیین اس طرح کیجئے کہ ہرایک کا معدول عنہ معلوم ہوجائے۔ (ج) اور بتایئے کہ مصنفؒ باب قطام سے کیا کہنا چاہتے ہیں، تحقيقاً و تقديراً ترکیب میں کیا واقع ہے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ کریں۔

ترجمہ: چنانچہ عدل اس (یعنی مادہ) کا نکلا ہوا ہونا ہے اپنے اصلی صیغہ (یعنی صورت) سے تحقیقی طور پر جیسے "ثُـلٰث و مثلث" اور أُخَرُ جُمَعُ. یا تقدیری طور پر جیسے عُمَرُ. اور جیسا کہ قطام کا باب بنوتمیم کے نزدیک۔

(ب) عدل کے لغوی معنیٰ: لفظ عدل یہاں پر مصدر مجہول ہے۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے معنیٰ ہٹنا، چھوڑنا جبکہ صلہ عَنْ آئے۔ مراد اسم کا معدول ہوجانا۔
عدل کی اصطلاحی تعریف: کسی اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ کی طرف نکالا جانا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عدل تحقیقی کی تعریف: عدل تحقیقی وہ ہے جس میں معدول عنہ پر واقعی کوئی دلیل موجود ہو۔

عدل تقدیری کی تعریف: عدل تقدیری وہ ہے جس میں معدول عنہ پر واقعی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

عدل تحقیقی کی مثالیں اور ان کی مکمل وضاحت: عدل تحقیقی کی مصنفؒ نے چار مثالیں دی ہیں: (۱) ثُلٰث. (۲) مَثْلَث. (۳) أُخَرُ. (۴) جُمَعُ.

یہ عدل تحقیقی کی مثالیں اس وجہ سے ہیں کہ ان کی اصل محقق ہے یعنی ان کے وجود پر غیر منصرف کے علاوہ بھی دلیل پائی جاتی ہے مثلاً: "ثُلٰث" اس کے معنیٰ میں تکرار ہے کیونکہ اس کے معنیٰ ہے (تین تین) اور تکرارِ معنیٰ تکرارِ لفظ پر دلالت کرتا ہے، حالانکہ لفظ ثُلٰث مکرر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اصل کوئی ایسا لفظ ہے جو مکرر ہے اور وہ ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ ہے۔ یہی حال مَثْلَثُ کا بھی ہے کہ وہ بھی ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ کے معنیٰ میں ہے، چونکہ ان دونوں کے معدول عنہ پر دلیل غیر موجود ہے اس لئے یہ دونوں عدل تحقیقی کی مثال ہیں۔

أُخَر: اس میں بھی عدل تحقیقی ہے، کیونکہ اس کی اصل پر بھی غیر منصرف کے علاوہ دوسری دلیل موجود ہے۔ دلیل یہ ہے کہ: أُخَرُ. أُخْرٰي کی جمع ہے اور أُخْرٰي آخَرُ (اسم تفضیل) کی مؤنث ہے، اور اسم تفضیل کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہوتا ہے۔ (۱) مِنْ کے ساتھ جیسے: خَالِدٌ أَعْلَمُ مِنْ رَاشِدٍ. (۲) الف لام کے ساتھ جیسے: خَطَبَ رَاشِدُ نِالْأَفْضَلُ. (۳) اضافت کے ساتھ جیسے: حَامِدٌ أَحْسَنُ أَهْلِ الْبَيْتِ. اور یہاں پر أُخَرُ ان میں سے کسی ایک طریقے کے ساتھ بھی مستعمل نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ أُخَرُ ان میں سے کسی ایک طریقے سے معدول ہے یعنی اصل میں آخَرُ مِنْ. یا أَلْآخَرُ یا آخَرُ الْقَوْمِ تھا، لیکن ان میں سے اضافت یعنی آخَرُ الْقَوْمِ سے معدول نہیں ہوسکتا، کیونکہ مضاف کو جب اضافت سے قطع کیا جاتا ہے تو تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہوتی ہے: (۱) یا تو مضاف کو ضمیر پر مبنی کیا جاتا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جیسے: قَبْلُ، بَعْدُ، حَیْثُ وغیرہ۔ (۲) یا تنوین عوض آتی ہے جیسے: حِیْنَئِذٍ، یَوْمَئِذٍ. (۳) یا پھر اضافت مکرر لائی جاتی ہے جیسے: یَاتَیْمَ تَیْمَ عَدِیٍّ. اور یہاں ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں اس لئے یہ احتمال درست نہیں ہے، اس لئے أُخَرُ کو اَلْآخَرُ یا آخَرُ مِنْ سے معدول مانا جائے گا۔

بعض لوگوں نے الآخر معرَّف باللام سے معدول مانا ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ "آخَرُ" افراد، تثنیہ، جمع، تذکیر وتانیث وغیرہ ہر ایک میں ہمیشہ موصوف کے مطابق ہوتا ہے اور ان امور میں مطابقت اسمِ تفضیل معرَّف باللام میں ہی ہوتی ہے۔

اور بعض لوگوں نے آخَرُ مِنْ یعنی اُس اسم تفضیل سے معدول مانا ہے جس کا استعمال مِنْ کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں معدول اور معدول عنہ میں مطابقت باقی رہتی ہے، کیونکہ معدول یعنی آخَرُ بھی نکرہ ہے اور معدول عنہ آخَرُ مِنْ بھی نکرہ ہے، اور معرَّف باللام والی صورت میں معدول اور معدول عنہ کے مابین مطابقت نہیں پائی جارہی ہے۔ معدول تو ہے نکرہ اور معدول عنہ معرفہ، لہٰذا مطابقت نہیں پائی گئی۔

جُمَعُ: یہ بھی عدلِ تحقیقی کی مثال ہے، کیونکہ اس کی اصل یعنی معدول عنہ کے وجود پر غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اور بھی دلیل پائی جاتی ہے، تفصیل یہ ہے کہ: جُمَعُ. جُمْعَاءُ کی جمع ہے جو أَجْمَعُ کی مؤنث ہے اور أَفْعَلُ کی مؤنث کے استعمال کی دو صورتیں ہیں:

(۱) کبھی تو اس میں معنیٰ وصفی کا لحاظ کیا جاتا ہے، اس صورت میں اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے: حَمْرَاءُ کی جمع حُمْرٌ ہے۔

(۲) اور کبھی معنیٰ اسمی کا لحاظ ہوتا ہے اس صورت میں اس کی جمع فَعَالِي یا فَعْلَاوَاتٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے: صَحْرَاءٌ کی جمع صَحَارِي یا صَحْرَاوَاتٌ آتی ہے۔ اس قاعدے کی بناء پر جَمْعَاءُ کی جمع یا تو جُمْعٌ آنی چاہئے یا جَمَاعِي یا جَمْعَاوَاتٌ آنی چاہئے اور جب ان تینوں میں سے کوئی صورت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان ہی تینوں میں سے کسی ایک سے معدول ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فائدہ: جُمَعُ کا جو حال بیان کیا گیا کیا وہی حال اَجْمَعُ کے اخوات أَكْتَعُ، أَبْتَعُ، أَبْصَعُ کا بھی ہے کہ ان کی مؤنث کَتْعَاءُ، تَبْعَاءُ، بَصْعَاءُ آتی ہے۔ اور قاعدے کے مطابق ان کی جمع یا تو کُتْعٌ، بُتْعٌ، بُصْعٌ آنی چاہئے یا پھر کَتَاعِي وَ كَتْعَاوَاتٌ، بَتَاعِي وَ بَتْعَاوَاتٌ، بَصَاعِي وَبَصْعَاوَاتٌ آنی چاہئے لیکن جب ایسا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان ہی تینوں میں سے کسی ایک سے معدول ہے۔ واللہ اعلم۔

عدل تقدیری کی مثالیں: عدل تقدیری کی مثال عُمَرُ ہے کہ اس کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے، لیکن غیر منصرف کے لئے دو سبب کا ہونا ضروری ہے اور عُمَرُ میں صرف علمیت ہے، غیر منصرف کے اسباب میں سے کوئی اور سبب اس میں نہیں ہے اس لئے مجبوراً دوسرا سبب عدل مانا گیا اور چونکہ عدل کے معنیٰ ہے اپنی اصلی صورت سے نکلنا، اس لئے اس کی اصلی صورت بھی فرض کرنی پڑی کہ اس کی اصل عَامِرٌ ہے اس سے عدول کر کے عُمَرُ کیا گیا اسی طرح زُفَرُ بھی ہے۔

(ج) قَطَامِ سے مراد ہر ایسا کلمہ ہے جو فَعَالِ کے وزن پر ہو، مؤنث کا علم ہو، آخر میں راء نہ ہو، بابِ قطام سے مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو کلمہ بھی قَطَامِ کی طرح ہوگا اس میں اکثر بنو تمیم کے نزدیک عدل تقدیری ہوگا، عدل تقدیری کیوں ہوگا، اس کو جاننے کے لئے تھوڑی تفصیل کی ضرورت ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ فَعَالِ کی چار قسمیں ہیں: (۱) وہ فَعَالِ جو امر کے معنیٰ میں ہو جیسے: نَزَالِ بمعنیٰ اِنْزِلْ یہ تو مبنی ہے، کیونکہ یہ مبنی اصل کے معنیٰ میں ہے۔ (۲) وہ فَعَالِ جو مصدر معروف کے معنیٰ میں ہو جیسے: فَجَارِ بمعنیٰ اَلْفُجُوْرُ (۳) وہ فَعَالِ جو مؤنث کی صفت ہو جیسے: فَسَاقِ. فَاسِقَةٌ کے معنیٰ میں ہے جس کے معنیٰ بدکار عورت کے ہیں، یہ دونوں فَعَالِ بھی مبنی ہیں کیونکہ ان دونوں کو اس فَعَالِ کے ساتھ جو امر کے معنیٰ میں ہوتا ہے وزن اور عدل میں مشابہت ہے (۴) وہ فَعَالِ جو مؤنث کا علم ہو خواہ ذات الراء ہو یا نہ ہو، اس میں اختلاف ہے۔ اہلِ حجاز ذات الراء اور غیر ذات الراء دونوں کو مبنی پڑھتے ہیں اور اس کو عدل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ووزن میں فَعَالِ بمعنی امر کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

اور اکثر بنوتمیم ذات الراء اور غیر ذات الراء میں فرق کرتے ہیں، ذات الراء کو وہ بھی مبنی پڑھتے ہیں اور اہلِ حجاز کی طرح عدل اور وزن میں فَعَالِ بمعنی امر کے مشابہ قرار دیتے ہیں جیسے: حَضَارِ لیکن غیر ذات الراء کو یہ لوگ مبنی نہیں پڑھتے، بلکہ غیر منصرف پڑھتے ہیں، اور غیر منصرف پڑھنے کے لئے دوسبب علمیت اور تانیث پہلے سے اس میں موجود ہے، لیکن پھر بھی محض نظائر پر حمل کرنے کے لئے اس میں عدل مانا گیا، تاکہ ذات الراء اور غیر ذات الراء، دونوں کا حکم ایک ہو جائے، اور اقل بنوتمیم دونوں کو غیر منصرف پڑھتے ہیں علمیت اور تانیث کی وجہ سے لہٰذا ان کے نزدیک عدل کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: مصنفؒ نے اس کو یہاں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ عدل کی تمام صورتوں کا احاطہ ہو جائے کہ عدل کا اعتبار کبھی غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے کیا جاتا ہے جیسے عُمَرُ، زُفَرُ میں۔ اور کبھی مبنی ہونے کے لئے جیسے: ذات الراء میں مثلاً: حَضَارِ اور کبھی محض نظائر پر حمل کرنے کے لئے جیسے: قَطَامِ.

تحقیقاً و تقدیراً کی ترکیب: یہ دونوں مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہیں۔ خروجا محققا اور خروجا مقدرا کے معنٰی میں ہیں۔

کافیه: صفحه / ۸

اَلتَّانِيْثُ بِالتَّاءِ شَرْطُهُ الْعَلَمِيَّةُ وَالْمَعْنَوِيُّ كَذَالِكَ وَشَرْطُ تَحَتُّمِ تَاثِيْرِهِ اَلزِّيَادَةُ عَلَي الثَّلَاثَةِ. أَوْتَحَرُّكُ الْأَوْسَطِ أَوِ الْعُجْمَةُ. فَهِنْدٌ يَجُوْزُ صَرْفُهُ وَزَيْنَبُ وَسَقَرُ وَمَاهُ وَجُوْرُ مُمْتَنِعٌ. فَإِنْ سُمِّيَ بِهِ مُذَكَّرٌ فَشَرْطُهُ اَلزِّيَادَةُ عَلَي الثَّلَاثَةِ.

(الف) عبارت با اعراب نقل کر کے ترجمہ کیجئے؟ (ب) غیر منصرف کی تعریف اور اس کے اسباب بیان کیجئے؟ (ج) ضمیروں کا مرجع متعین کرتے ہوئے عبارت کی تشریح کیجئے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(د)اور بتایئے کہ (هند، زينب، سقر، ماه، قدم، عقرب) منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ جو بھی ہو اس کی وجہ بھی تحریر کیجئے؟

جواب:

(الف) عبارت باعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: تانیث بالتاء اس کی شرط علمیت ہے، اور (تانیث) معنوی بھی اسی طرح ہے۔ (اس میں بھی علمیت شرط ہے) اور اس (تانیثِ معنوی) کے اثر کرنے کے وجوب کی شرط تین حرفوں سے زیادہ ہونا ہے۔ یا درمیانی حرف کا متحرک ہونا ہے یا عجمی ہونا ہے، چنانچہ "هند" کو منصرف پڑھنا بھی جائز ہے، اور زینبُ، سَقَرُ، مَاهُ، جُوْرُ کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے، پس اگر تانیث معنوی کے ساتھ کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو پھر اس کی شرط تین حروف سے زیادہ ہونا ہے۔

(ب) غیر منصرف کی تعریف: غیر منصرف وہ اسم معرب ہے کہ جس میں نو علتوں میں سے ایسی دو علتیں موجود ہوں جو کسی اسم میں شرائط کے ساتھ اکٹھی ہوں نیز وہ منع صرف میں مؤثر ہوں یا ایک ہی علت ایسی ہو جو دو کے قائم مقام ہو، یعنی تنہا ہی منع صرف میں مؤثر ہو۔

غیر منصرف کے اسباب: غیر منصرف کے نو اسباب ہیں: (۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث بالتاء، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع منتہی الجموع، (۷) ترکیب، (۸) وزن فعل، (۹) الف نون زائدتان۔

(ج) ضمیروں کے مراجع: شرطهٔ میں ضمیر کا مرجع التانيث ہے۔ تاثیرہ میں ضمیر کا مرجع المعنوي ہے۔ صرفه میں ضمیر کا مرجع هندٌ ہے۔ سمی به میں ضمیر کا مرجع المعنويُ ہے۔ اور شرطه آخر والے میں ضمیر کا مرجع المعنويُ ہی ہے۔

عبارت کی تشریح: مذکورہ بالا عبارت میں مصنفؒ غیر منصرف کے تیسرے سبب تانیث بالتاء کو بیان فرما رہے ہیں، اولاً جاننا چاہئے کہ تانیث کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بالالف (۲) تانیث بالتاء۔ پھر تانیث بالالف دو ہیں: ایک الف مقصورہ اور ایک الف ممدودہ۔ یہ دونوں تو بغیر کسی شرط کے غیر منصرف ہیں۔ پھر تانیث بالتاء کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث لفظی (۲) تانیث معنوی۔

تانیث لفظی: یعنی تاء لفظوں میں موجود ہو جیسے: فاطمة. راشدة.

تانیث معنوی: یعنی تاء لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ مقدر ہو جیسے: زَينبُ. هِندٌ وغیرہ۔

تانیث بالتاء: اس سے مراد وہ تاء ہے جو اسم کے آخر میں زائد ہوتا ہے اور اس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے نیز حالتِ وقف میں ہاء سے بدل جاتا ہے۔

تانیث بالتاء اور تانیث معنوی دونوں غیر منصرف بنتے ہیں، لیکن دونوں کے شرائط الگ الگ ہیں۔

تانیث بالتاء کی شرط: تانیث بالتاء کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے علم ہونا شرط ہے خواہ وہ مذکر کا علم ہو جیسے: طَلْحَةُ یا مؤنث کا علم ہو جیسے: فَاطِمَةُ.

تانیث بالتاء میں علم ہونے کی شرط دو وجہوں سے ہے: (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ جب کلمہ علم ہو جائے گا تو اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہو سکے گا اور تانیث کلمہ کے لئے لازم ہو جائے گی، زائل نہ ہو سکے گی۔

(۲) علمیت کلمہ کے لئے وضع ثانی کا درجہ رکھتی ہے اور وضع کے وقت جتنے حروف ہوتے ہیں وہ سب محفوظ رہتے ہیں، ان میں تغیر نہیں ہوتا، اس طرح تانیث کے اندر قوت پیدا ہو جائے گی، جس کی وجہ سے وہ غیر منصرف کا سبب بنے گی۔

تانیث معنوی کی شرط: جس طرح تانیث بالتاء میں علمیت شرط ہے اسی طرح تانیث معنوی میں بھی علمیت شرط ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ تانیث بالتاء میں شرط وجوبی ہے اور تانیث معنوی میں شرط جوازی ہے۔

کذالک: سے مصنفؒ نے اسی فرق کی طرف اشارہ کیا ہے ورنہ عبارت اس طرح ہوتی: التانيث بالتاء و المعنوي شرطهما العلمية.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وشرط تحتم تاثيره الخ: اوپر بیان کیا گیا کہ تانیث معنوی کے لئے علمیت کی شرط جوازی ہے اب یہاں سے اس کی شرطِ وجوبی بیان کر رہے ہیں۔ وجوب کے لئے تین شرطوں میں سے ایک کا پایا جانا، ضروری ہے۔

وہ تین شرطیں یہ ہیں: (۱) تین حروف سے زائد ہو، (۲) اگر تین حرف ہوں تو بیچ والا حرف متحرک ہو۔ (۳) عجمی ہو، یہ اُمور ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے کلمہ میں ثقل پیدا ہو جائے گا اور یہی ثقل غیر منصرف کے سبب بننے کی وجہ ہوگا، چنانچہ **الزيادة على الثلاثة** اور **متحرک الاوسط** میں ثقل تو ظاہر ہے کہ تین حروف سے زائد والا کلمہ بمقابلہ تین حرفی کلمہ کے ثقیل ہوتا ہے، اور متحرک الاوسط بمقابلہ ساکن الاوسط کے ثقیل ہوتا ہے، البتہ عجمی کلمہ میں ثقل اس وجہ سے ہے کہ ہر زبان والے پر دوسر زبان کا کلمہ ثقیل ہوتا ہے اس لئے اہلِ عرب پر عجمی کلمہ ثقیل ہوگا۔

فان سمي به الخ: یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ تانیث بالتاء میں تو علمیت شرط ہے خواہ وہ مذکر کا علم ہو مؤنث کا دونوں صورتوں میں غیر منصرف کا سبب بنے گی، لیکن اگر تانیث معنوی کے ساتھ کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو پھر اس کے غیر منصرف بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین حروف سے زیادہ ہوں تا کہ چوتھا حرف تانیث کے قائم مقام ہو جائے اور حکماً اس کی تانیث باقی رہے۔

(د) **هند:** اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ غیر منصرف پڑھنا تو اس لئے جائز ہے کہ اس میں دو سبب تانیث اور علمیت پائی جا رہی ہے، اور منصرف اس لئے پڑھ سکتے ہیں کہ اس میں شرط وجوبی (یعنی زیادۃ علی الثلاثہ، تحرک الاوسط اور عجمہ) نہیں پائی جا رہی ہے، اس لئے منصرف بھی پڑھ سکتے ہیں۔

زينب، سقر، ماه، جور: ان میں شرط جواز یعنی تانیث اور علمیت کے ساتھ ساتھ شرط وجوبی بھی پائی جاتی ہے اس لئے ان کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے، زینبُ میں زیادۃ علی الثلاثہ ہے اور سَقَرُ میں تحریک الاوسط ہے، مَاهُ اور جُوْرُ میں عجمہ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قَدَمٌ، عَقرَبُ: قَدَمٌ تو منصرف ہے، کیونکہ تانیث معنوی کے ساتھ مذکر کا نام رکھا گیا ہے، اور اس صورت میں اس کا تین حروف سے زیادہ ہونا ضروری ہے اور یہ شرط قدم، میں مفقود ہے، اس لئے یہ منصرف ہے، اور یہی شرط عَقرَبُ میں پائی جارہی ہے کہ تانیث معنوی کے ساتھ مذکر کا نام رکھا گیا ہے اور وہ تین حروف سے زائد بھی ہے، اس لئے اس کو غیر منصرف پڑھیں گے۔

کافیہ: صفحہ/۱۱

وَزْنُ الْفِعْلِ. شَرْطُهُ أَنْ يُخْتَصَّ بِهِ كَشَمَّرَ وَضُرِبَ. أَوْيَكُوْنَ فِيْ أَوَّلِهِ زِيَادَةٌ. كَزِيَادَتِهِ غَيْرَ قَابِلٍ لِلتَّاءِ وَمِنْ ثَمَّ امْتَنَعَ اَحْمَرُ وَانْصَرَفَ يَعْمَلٌ. وَمَافِيْهِ عَلَمِيَّةٌ مُؤَثِّرَةٌ إِذَا نُكِّرَ صُرِفَ لِمَا تَبَيَّنَ مِنْ أَنَّهَا لَاتُجَامِعُ مُؤَثِّرَةً إِلَّامَاهِيَ شَرْطٌ فِيْهِ إِلَّا الْعَدْلَ وَوَزْنَ الْفِعْلِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) وزن فعل کی تعریف کرکے عبارت کا مطلب لکھیں۔ (ج) علم کو نکرہ بنانے کے کتنے طریقے ہیں ان کو لکھ کر کـزیادتـہ کی مراد متعین کریں؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت پر ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: وزن فعل، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو جیسے: شَمَّرَ اور ضُرِبَ یا اس (کلمہ) کے شروع میں کوئی زیادتی ہو فعل (مضارع) کی زیادتی کی طرح، حال یہ کہ وہ ''ۃ'' کو قبول کرنے والا نہ ہو، اور اسی وجہ سے ''أَحْمَرَ'' غیر منصرف ہے اور ''يَعْمَلٌ'' منصرف ہے۔

اور وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت مؤثر ہو جب اس کو نکرہ بنالیا جائے تو وہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

منصرف ہو جائے گا اس بات کی وجہ سے جو ظاہر ہوگئی یعنی یہ کہ علمیت مؤثر بن کر جمع نہیں ہوتی ہے مگر ان اسباب کے ساتھ جن میں وہ شرط ہوتی ہے، مگر عدل اور وزن فعل میں (کہ ان میں بغیر شرط کے صرف سبب بن کر مؤثر ہوتی ہے)۔

(ب) وزن فعل کی تعریف: وزن فعل اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو وزن اوزانِ فعل میں سے شمار کیا جاتا ہو۔

تشریح: مصنفؒ یہاں سے غیر منصرف کے آخری سبب کو بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وزنِ فعل غیر منصرف کا سبب اس وقت ہوگا جبکہ وہ وزن، فعل کے ساتھ خاص ہو، خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وضع تو اُس کی فعل کے لئے ہو اور اسم عربی میں اس کا استعمال فعل سے منقول ہو کر ہوتا ہو۔

اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس وزن کی وضع فعل کے لئے ہوتی ہے اسم کے لئے نہیں، اس لئے اسم میں اس کا استعمال خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے ثقیل ہوگا، اور اس ثقل کی وجہ سے وزن فعل غیر منصرف کا سبب بن سکے گا۔

مثالیں: جیسے: شَمَّرَ اور ضُرِبَ یہ دونوں وزن، فعل کے ساتھ خاص ہونے کی مثالیں ہیں۔ شَمَّرَ ثلاثی مزید معروف سے ماضی معروف کا صیغہ ہے اس کا مصدر تَشْمِيْرٌ ہے معنیٰ ہے: دامن سمیٹنا۔ اس کے بعد اسم کی طرف منتقل ہو کر تیز رفتار گھوڑے کا نام ہوگیا، وجہ مناسبت یہ ہے کہ جب آدمی تیز دوڑتا ہے تو دامن سمیٹ لیتا ہے، یہ حجاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام تھا، یہ لفظ وزنِ فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اسی طرح ضُرِبَ جو ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول ہے، جب یہ کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے تو وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

أو يكون في أوله الخ: یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ اگر وہ وزن، فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس اسم کے شروع میں ایسی زیادتی ہو جو فعل کے شروع میں ہوتی ہے، یعنی حروف اَتَيْنَ میں سے کوئی حرف اس اسم کے شروع میں ہو اور آخر میں ''ۃ'' نہ آئے۔ ان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دونوں شرطوں کی وجہ یہ ہے کہ فعل جیسی زیادتی کی وجہ سے اس وزن کو فعل کے ساتھ خصوصیت ہو جائے گی، اور ''ۃ'' کے لاحق نہ ہونے کی وجہ سے اسمیت کا غلبہ نہ ہو پائے گا، تو جب اس وزن کو اسم میں استعمال کریں گے تو اس میں ثقل ہوگا، اور یہی ثقل غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ لیکن اگر ''ۃ'' لاحق ہوگئی تو پھر وہ وزن فعل کا نہیں رہے گا، اور جب وزنِ فعل نہیں رہے گا تو غیر منصرف کا سبب بھی نہیں بن سکے گا۔

ومن ثم امتنع احمر الخ: مصنفؒ نے یہ بات کہی تھی کہ اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو پھر یہ شرط ہے کہ اس کے شروع میں فعل کی زیادتی کی طرح کوئی زیادتی ہو اور آخر میں ''ۃ'' نہ آئے۔ اب اسی شرط پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ''أَحْـمَـرُ'' غیر منصرف ہے کہ اس کے شروع میں حروف أَتَيْـنَ میں سے ایک حرف ہمزہ پایا جا رہا ہے، اور آخر میں ''ۃ'' نہیں آرہی ہے، اور ''يَعْمَلٌ'' میں فعل جیسی زیادتی تو ہے مگر اس کے آخر میں ''ۃ'' آتی ہے، اور يَعْمَلَةٌ کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے منصرف ہے۔

يَعْمَلَةٌ عرب میں اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو کام اور چلنے پھرنے میں بہت قوی ہو۔

وَمَافِيْه علمية الخ: مذکورہ عبارت سے مصنفؒ ایک قاعدہ بیان فرما رہے ہیں کہ جو اسمِ غیر منصرف ایسا ہو کہ اس میں علمیت مؤثر ہو جب اس کو نکرہ بنا لیا جائے یعنی اس کی علمیت ختم کردی جائے تو وہ اسم منصرف ہو جائے گا۔

علمیت کے مؤثر ہونے کی صورتیں: غیر منصرف میں علمیت کے مؤثر ہونے کی دو صورتیں ہیں: (۱) علمیت صرف سبب ہو۔

(۲) علمیت سبب بھی ہو اور دوسرے سبب کے لئے شرط بھی ہو۔

عدل اور وزنِ فعل میں علمیت صرف سبب بنتی ہے، اور چار اسباب یعنی تانیث (لفظی ہو یا معنوی) عجمہ ترکیب اور الف نون زائدتان ان میں علمیت سبب بھی ہے اور ہر ایک کے لئے شرط بھی۔

(ج) علم کو نکرہ بنانے کے طریقے: علم کو نکرہ بنانے کے دو طریقے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱) اس نام کی جماعت کا ایک فرد غیر معین مراد لیا جائے جیسے: ھٰذا احمدُ ورأیت احمد آخرَ اس مثال میں پہلا اَحمدُ معرفہ ہے، اور دوسرا نکرہ کیونکہ لفظ آخرُ ہمیشہ نکرہ ہی کی صفت بنتا ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ علم سے کوئی متعین فرد مراد نہ ہو بلکہ اس کا وصفِ مشہور مراد ہو، جیسے: لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسٰی. اس مثال میں فرعون سے اس کی ذات مراد نہیں ہے بلکہ اس کا وصف مشہور مُبْطِلٌ مراد ہے، ایسے ہی موسیٰ سے ذاتِ موسیٰ مراد نہیں ہے بلکہ ان کا وصفِ مشہور مُحِقٌّ مراد ہے یعنی لِکُلِّ مُبْطِلٍ مُحِقٌّ. ہر باطل پرست کے لئے ایک حق پرست ہوتا ہے۔

کزیادته: اس سے مراد فعل مضارع ہے۔

کافیہ: صفحہ/ ۱۲

وَخَالَفَ سِيْبُوَيْهُ الْأَخْفَشَ فِيْ مِثْلِ اَحْمَرَ عَلَمًا. إِذَانُكِّرَ اِعْتِبَارًا لِلصِّفَةِ الْأَصْلِيَّةِ بَعْدَ التَّنْكِيْرِ وَلَايَلْزَمُهُ بَابُ حَاتِمٍ لِمَايَلْزَمُ مِنْ اِعْتِبَارِ الْمُتَضَادَّيْنِ فِيْ حُكْمٍ وَاحِدٍ.

(الف) ترجمہ ومطلب تحریر کریں۔(ب) ولایلزمه باب خاتم الخ سے کس اشکال کا جواب ہے اشکال وجواب دونوں کی وضاحت کریں۔(ج) نیز بتلائیے کہ سیبویہ اور اخفش میں کیا رشتہ ہے؟

جواب:

ترجمہ: اور سیبویہ نے اخفش کی مخالفت کی ہے اَحْمَرَ جیسے لفظ میں علم ہونے کی حالت میں جب اس کو نکرہ بنالیا جائے، صفتِ اصلیہ کا اعتبار کرتے ہوئے نکرہ بنالینے کے بعد، اور ان (سیبویہ) کو باب حاتم لازم نہیں آتا ہے، کیونکہ ایک حکم میں دو متضاد اور مخالف چیزوں کا اعتبار لازم آرہا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تشریح:

مصنفؒ نے مافیہ علمیۃ مؤثرۃ اذا نکر صرف سے جو قاعدہ کلیہ بیان کیا تھا، اس کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں کہ یہ قاعدہ تو اَحْمَرُ جیسے الفاظ کے علاوہ میں اتفاقی ہے، لیکن اَحْمَرُ جیسے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اَحْمَرُ جیسے الفاظ سے مراد ہر وہ اسمِ غیر منصرف ہے جس میں علمیت سے پہلے معنیٰ وصفی ظاہری طور پر پائے جاتے ہوں اس میں کسی قسم کا خفاء اور پوشیدگی نہ ہو، خواہ اَفْعَلُ کا وزن ہو یا نہ ہو جیسے: اَحْمَرُ، اَصْفَرُ، عَطشان، سکران وغیرہ۔ اس قسم کا اسم علمیت سے پہلے غیر منصرف ہوگا، کیونکہ پہلے کے دو میں ایک سبب تو وصف اصلی ہے اور دوسرا سبب وزنِ فعل ہے اور آخر کے دو میں وصف اصلی کے ساتھ الف نون زائدتان ہے۔

جب اَحْمَرُ جیسے الفاظ کو کسی کا علم بنادیں گے تو اس میں سے وصفیت دُور ہوجائے گی (کیونکہ وصفیت اور علمیت دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے) لیکن چونکہ اس کی جگہ علمیت آگئی اس وجہ سے وہ اب بھی بالاتفاق غیر منصرف ہے، البتہ جب اس اسم کو علمیت کے بعد نکرہ بنالیں گے تو جمہور علماء اور اخفشؒ یہ کہتے ہیں کہ اب وہ اسم منصرف ہوجائے گا، کیونکہ وصفیت تو علمیت کی وجہ سے دُور ہوگئی اور علمیت تنکیر (نکرہ بنانے) کی وجہ سے دُور ہوگئی، لہٰذا ایک ہی سبب باقی رہ گیا اس وجہ سے وہ منصرف ہوجائے گا۔

لیکن سیبویہؒ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اسم تنکیر کے بعد بھی غیر منصرف ہوگا کیونکہ جب تنکیر کے بعد علمیت ختم ہوگئی تو اب وصفیت اصلیہ کا اعتبار کیا جائے گا، اور دو سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف ہوجاتا ہے، گویا کہ جس علمیت کی وجہ سے وصفیت دُور ہوگئی تھی اس علمیت کے ختم ہونے کے بعد وصفیت لوٹ آئے گی۔

(ب) ولا یلزمہ باب حاتم الخ: مصنفؒ اس عبارت سے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں، جو اخفش کی طرف سے سیبویہ پر کیا گیا ہے۔

اعتراض: اعتراض یہ ہے کہ جب آپ کے نزدیک علمیت کی وجہ سے ختم ہونے والی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وصفیت اصلیہ کا اعتبار کرلیا جاتا ہے، تو حاتم جیسا لفظ بھی علمیت کی حالت میں وصفیت اصلیہ کا اعتبار کرتے ہوئے غیر منصرف ہونا چاہیے، لیکن اس کو غیر منصرف پڑھنا بالاتفاق باطل ہے۔

جواب: جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک جو وصفیت اصلیہ کا اعتبار کیا جاتا ہے، وہ علمیت ختم ہونے کے بعد کیا جاتا ہے نہ کہ علمیت کی حالت میں، کیونکہ حالت علمیت میں اعتبار کرنے سے دو متضاد چیزوں کا ایک ہی حکم میں (غیر منصرف پڑھنے میں) اعتبار کرنا لازم آئے گا، جو محال ہے، لہٰذا اعتراض ہی صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: باب حاتم سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جو اصل میں وصف ہو اور علمیت اس میں باقی ہو، یعنی فی الحال وہ علم ہو۔

(ج) اخفش جس کا نام سعید ابن سعدہ ہے اور کنیت ابوالحسن ہے یہ سیبویہ کا شاگرد ہے۔

کافیہ: صفحہ/۱۳

وَإِذَا انْتَفَى الْإِعْرَابُ فِيْهِمَا لَفْظًا وَالْقَرِيْنَةُ أَوْكَانَ مُضْمَرًا مُتَّصِلًا أَوْوَقَعَ مَفْعُوْلُهُ بَعْدَ إِلَّا أَوْمَعْنَاهَا. وَجَبَ تَقْدِيْمُهُ. وَإِذَا اتَّصَلَ بِهٖ ضَمِيْرُ مَفْعُوْلٍ أَوْوَقَعَ بَعْدَ إِلَّا أَوْمَعْنَاهَا. أَوِ التَّصَلَ بِهٖ مَفْعُوْلُهُ وَهُوَ غَيْرُ مُتَّصِلٍ وَجَبَ تَاخِيْرُهُ.

(الف) عبارت مع اعراب لکھ کر ضمیروں کو واضح کرتے ہوئے ترجمہ کیجئے۔ (ب) مطلب تحریر کیجئے (ج) فاعل کی تقدیم یا تاخیر کے واجب ہونے کی مذکورہ تمام صورتوں کی مثالیں تحریر کیجئے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت پر ملاحظہ ہوں۔

ترجمہ: اور جب منتفی ہو اعراب لفظی اور قرینہ ان دونوں (فاعل ومفعول میں)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یا فاعل ضمیر متصل ہو، یا واقع ہو (فاعل) کا مفعول اِلَّا کے بعد یا اِلَّا کے ہم معنیٰ کلمہ کے بعد تو فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے اور جب متصل ہو اس (فاعل) کے ساتھ مفعول کی ضمیر، یا واقع ہو فاعل اِلَّا یا معنیٰ اِلَّا کے بعد یا اس (فعل) کے ساتھ اس (فعل) کا مفعول متصل ہو حال یہ کہ وہ (فاعل) غیر متصل ہو تو فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہے۔

(ب) تشریح:

واذا انتفی الاعراب الخ: مذکورہ عبارت سے مصنفؒ ان صورتوں کو بیان فرما رہے ہیں جس میں تقدیمِ فاعل واجب ہے، ایسی کل چار صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ فاعل ومفعول دونوں پر اعراب لفظی نہ ہو اور نہ ہی کوئی قرینہ ہو، نہ قرینہ لفظیہ اور نہ قرینہ معنویہ، تو اس صورت میں فاعل کی تقدیم واجب ہے، تقدیم اس لئے واجب ہے کہ اگر فاعل کو مقدم نہیں کریں گے تو فاعل ومفعول کے درمیان التباس لازم آئے گا، یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ کون فاعل ہے اور کون مفعول۔

اس صورت میں تین شرطیں ہیں: (۱) اعراب لفظی نہ ہو، اگر اعراب لفظی ہوگا تو التباس نہ ہونے کی وجہ سے فاعل کو مقدم کرنا واجب نہیں ہوگا، جیسے: ضَرَبَ خَالِدًا زیدٌ. (۲) قرینۂ لفظیہ نہ ہو، اگر قرینۂ لفظیہ ہوگا تو یہاں بھی التباس نہ ہونے کی وجہ سے فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب نہیں ہوگا، جیسے: ضَرَبَتْ مُوْسٰی حُبْلٰی. اس میں تاءِ تانیث خود دلالت کر رہی ہے کہ حُبْلٰی فاعل ہے۔ (۳) قرینہ معنویہ بھی نہ ہو ورنہ التباس نہ ہونے کی وجہ سے تقدیم فاعل واجب نہ ہوگا، جیسے: أَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یَحْیٰی. اس مثال میں کمثریٰ (ایک پھل کا نام ہے) مفعول ہے اور یحییٰ فاعل ہے چونکہ عقلاً سمجھ میں آرہا ہے کہ یحییٰ فاعل ہے، کیونکہ کھانے کی صلاحیت یحییٰ ہی کے اندر ہے کمثریٰ کے اندر نہیں ہے اس لئے فاعل کی تقدیم واجب نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ فاعل ضمیر متصل ہو، تو بھی فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے ورنہ ضمیر متصل کا منفصل ہونا لازم آئے گا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ فاعل کا مفعول إِلَّا کے بعد واقع ہو تو بھی فاعل کی تقدیم واجب ہے، کیونکہ فاعل و مفعول میں سے جو بھی إِلَّا کے بعد واقع ہو اس میں حصر ہوگا، لہٰذا مفعول إِلَّا کے بعد ہو تو اس میں حصر پیدا ہوگا، ورنہ اگر مفعول کو پہلے کر دیں گے اور فاعل کو مؤخر کر دیں گے تو حصر فاعل میں واقع ہو جائے گا جو کہ خلافِ مقصود ہے۔ لہٰذا فاعل کو مقدم کرنا ایسی صورت میں واجب ہے۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ فاعل کا مفعول معنیً إِلَّا یعنی إِنَّمَا کے بعد واقع ہو، اس میں بھی فاعل کی تقدیم واجب ہے۔ کیونکہ انما کے بارے میں یہ قاعدہ ہے کہ جس پر حصر ہوتا ہے اس کو إنــمــا کے بعد لاتے ہیں، تو اگر متکلم کا مقصد فاعل کا حصر مفعول پہ کرنا ہو تو فاعل کو مقدم کیا جائے گا، اور مفعول پر چونکہ حصر ہو رہا ہے اس لئے اس کو مؤخر کیا جائے گا ورنہ فاعل پر حصر کرنا لازم آئے گا، اور یہ خلافِ مقصود ہے۔

وإذا اتـصـل بـه ضـمـیـر مفعول الخ: یہاں سے مصنفؒ ان صورتوں کو بیان فرما رہے ہیں جہاں فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا ضروری ہے، اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔

(۱) فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو، یعنی وہ ضمیر مفعول کی طرف راجع ہو تو اس صورت میں فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہے، کیونکہ اگر فاعل کو مقدم کیا جائے گا تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

(۲) فاعل إِلَّا کے بعد واقع ہو تو بھی فاعل کا مؤخر کرنا لازم ہے کیونکہ اس صورت میں فاعل پہ مفعول کا انحصار ہوتا ہے اگر فاعل کو مؤخر نہیں کریں گے بلکہ مقدم کر دیں گے تو مفعول پر فاعل کا انحصار لازم آئے گا اور یہ خلاف مقصود ہے۔

(۳) فاعل معنیً إِلَّا یعنی إنما کے بعد واقع ہو تب بھی فاعل کی تاخیر لازم ہے، کیونکہ اس صورت میں فاعل پر مفعول کا انحصار ہوتا ہے اگر فاعل کو مقدم کر دیں گے، مفعول پہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فاعل کا انحصار لازم آئے گا جو خلافِ مقصود ہے۔

(۴) فعل کے ساتھ مفعول بہ کی ضمیر متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو تو اس صورت میں بھی فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہوگا، کیونکہ اگر فاعل اسم ظاہر کو مقدم کریں گے تو مفعول بہ ضمیر متصل کا منفصل ہونا لازم آئے گا۔

(ج) فاعل کی تقدیم وتاخیر کے وجوب کی تمام صورتوں کی مثالیں:

وجوبِ تقدیم کی مثالیں: (۱) جب فاعل ومفعول دونوں پر اعراب لفظی نہ ہو اور نہ ہی قرینہ ہو جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی (موسیٰ نے عیسیٰ کو مارا)۔

(۲) جب فاعل ضمیر متصل ہو، جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو مارا)۔

(۳) جب مفعول إلّا کے بعد واقع ہو جیسے: مَاضَرَبَ زَیْدٌ إلَّا عَمْرًوا. (زید نے عمرو ہی کو مارا)۔

(۴) جب مفعول إنما کے بعد واقع ہو جیسے: إنَّمَاضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو ہی کو مارا)۔

وجوبِ تاخیر کی مثالیں:

(۱) جب فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو جیسے: وَإِذِابْتَلٰي إِبْرَاهِيْمَ رَبُّهُ (اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے آزمایا)۔

(۲) جب فاعل إلّا کے بعد واقع ہو جیسے: مَاضَرَبَ عَمْرًا إلَّازَیْدٌ (عمرو کو زید ہی نے مارا)۔

(۳) جب فاعل إنما کے بعد واقع ہو جیسے: إنَّمَاضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ (عمرو کو زید ہی نے مارا)

(۴) جب فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو جیسے: ضَرَبَکَ زَیْدٌ (تجھے زید نے مارا)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ/۱۴

وَقَدْ یُحْذَفُ الْفِعْلُ لِقِیَامِ قَرِیْنَةٍ جَوَازًا فِيْ مِثْلِ زَیْدٌ لِمَنْ قَالَ مَنْ قَامَ شعر
وَلِیُبْکَ یَزِیْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ ﴿﴾ وَمُخْتَبِطٌ مِمَّاتُطِیْحُ الطَّوَائِحُ وَوُجُوْبًا
فِيْ مِثْلِ. وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ. وَقَدْ یُحْذَفَانِ مَعًا فِيْ مِثْلِ
نَعَمْ لِمَنْ قَالَ. أَقَامَ زَیْدٌ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب بوضاحت تحریر کریں۔
(ج) شعر اور آیت کریمہ کی ترکیب کریں؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور کبھی قرینہ کے قائم ہونے کے وقت فاعل کے فعل کو حذف کردیا جاتا ہے، یہ حذف کبھی جوازی طور پر ہوتا ہے زیدٌ جیسی مثالوں میں اس شخص کے جواب میں جو کہے: مَنْ قَامَ کون کھڑا ہے۔ شعر، چاہئے کہ رویا جائے یزید پر۔ (تو سوال ہوگا کہ اس کو کون روئے گا تو جواب دیا جائے گا روئے اس کو) جھگڑے کے وقت عاجز رہ جانے والا اور بے وسیلہ سوال کرنے والا، اس وجہ سے کہ ہلاک کردینے والے آفات نے اس کے مال اور اسباب مال کو ہلاک کردیا، اور کبھی (فعل کو حذف کیا جاتا ہے) وجوبی طور پر وإن احد من المشرکین الخ جیسی مثالوں میں اور کبھی دونوں (فعل اور فاعل) کو ایک ساتھ حذف کردیا جاتا ہے نَعَمْ جیسی مثال میں اس شخص کے جواب میں جس نے کہا أَقَامَ زَیْدٌ کیا زید کھڑا ہے۔

(ب) تشریح: وقدیحذف الفعل لقیام قرینة الخ: چونکہ فاعل کو رفع فعل دیتا ہے اس لئے فاعل کے بیان میں مصنفؒ نے یہ بات بیان کی کہ کبھی کبھی فعل کو حذف کردیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جاتا ہے جبکہ قرینہ سے اس کا علم ہو جائے، قرینہ کے قائم ہونے کے وقت حذفِ فعل کی دوصورتیں ہیں۔(۱)فعل کا حذف جائز ہو۔(۲)فعل کا حذف واجب ہو، مذکورہ عبارت میں ان مقامات کو بیان فرمارہے ہیں، جہاں پر فعل کا حذف جائز ہو، ایسی دوصورتیں ہیں جہاں فعل کا حذف جائز ہے۔(۱)فعل کے حذف پر قرینہ سوال محقق ہو(یعنی سوال لفظوں میں موجود ہو) جیسے:زَیْدٌ اس شخص کے جواب میں جو کہے:مَنْ قَامَ؟ کون کھڑا ہے۔تو سوال میں لفظ قَامَ کے قرینہ سے جواب میں لفظ قَامَ کو حذف کردیا گیا صرف زَیْدٌ کہہ دیا گیا، جبکہ پورا جواب ہے قَامَ زَیْدٌ(زید کھڑا ہے)۔

(۲) فعل کے حذف پر قرینہ سوال مقدر ہو،(یعنی سوال لفظوں میں تو موجود نہ ہو البتہ جملے کے مفہوم سے سمجھ میں آرہا ہو۔جیسے شعر:لیبک یزید الخ: اس مثال میں لیبک یزیدُ کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ مَنْ یَبْکِیْہِ کون یزید کو روئے، ضَارِعٌ لخصومةٍ سے اس کا جواب دیا گیا، أيْ یَبْکِیْهِ ضَارِعٌ الخ یہاں سوال مقدر میں یَبْکِي فعل ہے تو جواب میں بھی یہی فعل ہوگا، اس لئے سوال مقدر کے قرینہ سے جواب میں فعل یَبْکِي کو حذف کردیا گیا۔

ووجوبًا في مثل الخ: یہاں سے مصنفؒ قرینہ کے قائم ہونے کے وقت حذف فعل کی دوسری صورت یعنی حذفِ فعل کے واجب ہونے کو بیان فرمارہے ہیں۔فعل کو وجوباً اس وقت حذف کیا جاتا ہے جب کہ حذف کا قرینہ موجود ہو اور محذوف کا قائم مقام بھی پایا جائے جیسے:وإن احد من المشرکین استجارک. اس سے مراد ہر وہ صورت ہے جس میں فعل کو حذف کرنے کے بعد ابہام پیدا ہو جائے اور پھر اس ابہام کو دُور کرنے کے لئے اُس کی تفسیر لائی جائے، مثالِ مذکور میں فعل کے حذف کا قرینہ لفظ إنْ ہے، کیونکہ لفظ إنْ حرف شرط ہے، اور حرفِ شرط فعل پر ہی داخل ہوتا ہے، یہاں اسم پر داخل ہوا ہے تو پتا چلا کہ فعل محذوف ہے۔اس کے بعد لفظ اِسْتَجَارَکَ. آرہا ہے جو فعل محذوف اِسْتَجَارَکَ کی تفسیر کررہا ہے، اور فعل محذوف کا قائم مقام ہے، ایسی صورت میں فعل کا حذف کرنا اس لئے واجب ہے کہ اگر فعل کو ذکر کیا جائے گا تو مفسِّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم آئے گا، اور یہ درست نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وقد یحذفان معا الخ: یہاں سے یہ بیان فرمارہے ہیں کہ بعض دفعہ اگر قرینہ موجود ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے: نَعَمْ یعنی جس سوال کے جواب میں نَعَمْ، یا لَا آئے جیسے اگر کوئی کہے: أَقَامَ زَیْدٌ (کیا زید کھڑا ہے) تو اس کے جواب میں صرف نعم یا صرف لا کہہ دینا کافی ہے، قام زیدٌ فعل وفاعل دونوں کو حذف کرنا صحیح ہے، یہاں پر قرینہ سوال محقق ہے۔

(ج) شعر کی ترکیب: لیبک فعل امر مجہول، یَزِیْدُ اس کا نائب فاعل، ضَارِعٌ فعل محذوف کا فاعل لخصومة اسی فعل سے متعلق اور مختبط کا عطف ضارعٌ پر ہے، مماتطیح الخ یہ مختبط سے متعلق ہے، مِمَّا میں ما مصدریہ ہے۔

آیتِ کریمہ کی ترکیب: إن حرفِ شرط احدٌ فعل محذوف استجارک کا فاعل، فعل محذوف استجارک مفسَّر اور مذکورہ استجارک اسی کی تفسیر، من المشرکین استجارک فعل محذوف سے متعلق۔

کافیہ: صفحہ/١٦

وَإِنْ اَعْمَلْتَ الْأَوَّلَ اَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِي الثَّانِيْ وَالْمَفْعُوْلَ عَلَي الْمُخْتَارِ إِلَّاأَنْ يَّمْنَعَ مَانِعٌ فَتُظْهِرُ وَقَوْلُ إِمْرَئُ الْقَيْسِ ع كَفَانِيْ وَلَمْ اَطْلُبْ قَلِيْلٌ مِنَ الْمَالِ لَيْسَ مِنْهُ لِفَسَادِ الْمَعْنٰى.

(الف) عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے مذکورہ قاعدوں کو مثالوں سے سمجھائیں۔ اور قول مختار اور فسادِ معنیٰ کی وضاحت کیجئے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور اگر آپ پہلے فعل کو عامل بنائیں (کوفیین کے مذہب کے مطابق) تو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دوسرے فعل میں (اگر وہ فاعل کو چاہتا ہے تو) فاعل کی اور (اگر مفعول کو چاہتا ہے تو) مفعول کی ضمیر لائیں، مختار قول کے مطابق، مگر یہ کہ کوئی مانع موجود ہو تو پھر آپ اس کو ظاہر کردیں، اور امراء القیس کا قول: کفانی ولم اطلب الخ معنیٰ کے فاسد ہونے کی وجہ سے تنازع فعلین کے باب سے نہیں ہے۔

(ب) تشریح: وإن اعملت الأول الخ: مصنفؒ یہاں سے کوفیین کے مسلک کو بیان فرمارہے ہیں، کہ کوفیین کے قول کے مطابق فعل اوّل کو عمل دینے کے بعد دیکھا جائے گا کہ فعل ثانی فاعل کا تقاضہ کرتا ہے یا مفعول کا، اگر فعل ثانی فاعل کا تقاضہ کرتا ہے تو اس میں فاعل کی ضمیر لائی جائے گی، جیسے: ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ. ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَانِي الزَّيْدَانِ، ضَرَبَنِي وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدُوْنَ. امثلہ مذکورہ میں زَيْدٌ، زَيْدَانِ، زَيْدُوْنَ تینوں ضربني کا فاعل ہے، اور اکرمني میں ھو ضمیر اکرماني میں ھما ضمیر اور اکرموني میں ھم ضمیر مستتر ہے جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے، اور مذکورہ امثلہ میں زیدٌ، زَيْدَان اور زَيْدُوْنَ اگرچہ لفظ کے اعتبار سے مؤخر ہیں مگر رتبے کے لحاظ سے مقدم ہیں کیونکہ یہ سب فعل اوّل کے فاعل اسم ظاہر ہیں اور اسم ظاہر رتبے کے اعتبار سے مقدم ہوتا ہے، لہٰذا یہ تینوں لفظاً تو مؤخر ہیں مگر رتبۃً مقدم ہیں اس لئے اضمار قبل الذکر صرف لفظاً لازم آرہا ہے جو کہ جائز ہے۔

والمفعول علی المختار الخ: اور اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضہ کرے تو مفعول کو حذف کرنا بھی درست ہے، لیکن مختار اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ فعل ثانی میں مفعول کی ضمیر لائی جائے، کیونکہ حذف کرنے میں یہ وہم ہوسکتا ہے کہ فعل ثانی کا مفعول بہ اسم ظاہر نہیں ہے بلکہ کوئی دوسرا اسم ہے، حذف کی مثال جیسے: ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدٌ ضمیر لانے کی مثال جیسے ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ.

إلاأن یمنع مانع الخ: دوسرے فعل میں مختار قول کے مطابق ضمیر لانا اور قول غیر مختار کے مطابق حذف کرنا اس صورت میں جب اضمار یا حذف سے کوئی چیز مانع نہ ہو، اور جب ان دونوں سے کوئی چیز مانع ہو تو اس کے مفعول کو ظاہر کرنا ضروری ہے، جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا یہاں الزیدان اور منطلقاً۔ دونوں میں تنازع ہے، الزیدان کو فعل اوّل کا فاعل قرار دے کر فعل ثانی میں هُمَا مفعول کی ضمیر لائی گئی، اصل تنازع جو بتلانا مقصود ہے، وہ منطلقاً میں ہے، حَسِبَنِي اور حَسِبْتُ دونوں فعل اس کو اپنا اپنا مفعول بنانا چاہتا ہے، کوفیین کے مسلک کے مطابق مُنطَلَقًا کو فعل اوّل حَسِبَنِي کا مفعول ثانی بنا دیا گیا، اب حَسِبْتُ کے مفعول ثانی میں چار شکلیں ہیں: (۱) یا تو حذف کر دیں، مگر اس صورت میں یہ خرابی لازم آئے گی کہ فعلِ قلب ایک ہی مفعول پر اکتفاء کرے گا اور افعال قلوب کا ایک مفعول پر اکتفاء کرنا درست نہیں ہے، اس لئے حذف کرنا بھی درست نہیں ہے۔ (۲) یا ضمیر مفرد لائیں تا کہ یہ ضمیر اپنے مرجع مُنطَلَقًا کے مطابق ہو جائے، لیکن اس صورت میں خرابی یہ لازم آئے گی کہ فعل قلب کے دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت نہیں رہے گی، حالانکہ افعالِ قلوب کے دونوں مفعول مبتدا اور خبر کے درجے میں ہیں جن کے درمیان مطابقت ضروری ہے۔ (۳) یا ضمیر تثنیہ لائیں تا کہ دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت ہو جائے، مگر اس صورت میں ضمیر اور اس کے مرجع یعنی مُنطَلِقًا میں مطابقت نہیں رہے گی۔ (۴) یا پھر مفعول ثانی کو ذکر کر دیں، کیونکہ تنازع ختم کرنے کی تین ہی شکلیں ہیں، حذف، اضمار، اور ذکر جب پہلی دو شکلیں یہاں صحیح نہیں ہو سکتیں تو مجبوراً تیسری شکل اختیار کی جائے گی، یعنی فعل ثانی کے مفعول ثانی کو ذکر کیا جائے گا اور اس طرح کہا جائے گا: حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا.

وقول امري القيس الخ: کوفیین نے اپنے مسلک کی تائید میں عرب کے فصیح و بلیغ شاعر امراء القیس کے شعر کو پیش کیا ہے۔

شعر یہ ہے:

لَوْ أَنَّمَا أَسْعٰى لِأَدْنٰى مَعِيْشَةٍ ❁ كَفَانِيْ وَلَمْ أَطْلُبْ قَلِيْلٌ مِنَ الْمَالِ

''اگر میں تھوڑی سی معاش کے لئے کوشش کرنا۔ تو مجھ کو تھوڑا سا مال کافی ہو جاتا اور میں پائیدار بزرگی کا طالب نہ بنتا''

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کوفیین نے کہا کہ اس شعر کے دوسرے مصرع قلیل من المال میں کفانی اورلم اطلب دونوں مفعولوں نے تنازع کیا۔ کَفَانِيُ اس کو اپنا فاعل بنانا چاہتا ہے اور لم اطلب مفعول بنانا چاہتا ہے، اور قلیلٌ مرفوع ہے تو معلوم ہوا کہ وہ کفاني کا فاعل ہے۔ امراء القیس جیسے فصیح و بلیغ شاعر نے پہلے فعل کو عمل دیا ہے تو معلوم ہوا کہ پہلے فعل کو عمل دینا اولیٰ ہے۔

مصنفؒ بصریین کی طرف سے کوفیین کو جواب دیتے ہیں کہ یہ مصرع تنازع فعلین کے باب سے ہے ہی نہیں۔ یعنی قلیل من المال میں کوئی تنازع نہیں ہے۔ لم اطلب اس کو اپنا مفعول بنانا نہیں چاہتا۔ دلیل یہ ہے کہ اگر یہاں تنازع مانتے ہیں تو معنی فاسد ہوجاتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس شعر کے پہلے مصرع میں لفظ لَوْ ہے اور لَوْ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ معنیٰ کے اعتبار سے اپنے مدخول مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کردیتا ہے جیسے: لَوْ جِئْتَنِي لَأَكْرَمْتُكَ. اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرا اکرام کرتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو تو میرے پاس آیا اور نہ میں نے تیرا اکرام کیا، اور یہاں مذکورہ شعر میں لَوْ کا مدخول أَسْعٰی اور کَفَانِي ہے۔ کیونکہ وہ شرط و جزا ہیں اور مثبت ہیں، لَوْ کے داخل ہونے کی وجہ سے منفی ہوجائیں گے۔ أَسْعٰی، لم أسع کے اور کَفَانِي لم یکف کے معنیٰ میں ہوجائیں گے اور لم اطلب کا عطف کفاني پر ہے اس لئے اس کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ وہ أطلب مثبت کے معنیٰ میں ہوجائے گا، اب اگر قلیلٌ الخ میں کفاني اور لم اطلب کا تنازع ہو تو شعر کے معنیٰ مذکورہ قاعدہ کی بناء پر یہ ہوگا: میں تھوڑی سی معشیت کی کوشش نہیں کرتا، اور نہ تھوڑا مال مجھ کو کافی ہے، اور میں تھوڑے سے مال کو طلب بھی کرتا ہوں۔ اور یہ صریح تناقض ہے، کہ تھوڑے مال کی سعی بھی نہیں کرتا اور تھوڑے مال کو طلب بھی کرتا ہے، معلوم ہوا کہ یہاں تنازع نہیں ہے، کیونکہ تنازع وہاں ہوتا ہے جہاں دونوں فعلوں کا معمول بنانے سے نفی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے، لہٰذا قلیل من المال. کفانی کا فاعل ہے، اور لم اطلب کا مفعول محذوف ہے اور وہ اَلْعِزَّ وَالْمَجْدَ ہے جس پر بعد والا شعر دلالت کررہا ہے، اور وہ شعر یہ ہے: وَلٰكِنَّمَا اَسْعٰى لِمَجْدٍ مُؤَثَّلٍ. وَقَدْ يُدْرِكُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اَلْمَجْدَ الْمُؤَثَّلَ أَمْثَالِي. اب دونوں شعروں کا ترجمہ و مطلب یہ ہوا کہ اگر میں تھوڑی سی معاش کے لئے کوشش کرتا تو مجھ کو تھوڑا سا مال کافی ہو جاتا، اور میں پائیدار بزرگی کا طالب نہ بنتا، لیکن میں تو پائیدار بزرگی کی سعی کرتا ہوں اور میرے جیسے لوگ پائیدار بزرگی کو پا لیتے ہیں۔

کافیہ: صفحہ/۱۹

وَقَدْ يَكُوْنُ الْمُبْتَدَأُ نَكِرَةً إِذَا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهٍ مَّامِثْلُ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ. وَأَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ إِمْرَأَةٌ وَمَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْکَ. وَشَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ. وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ. وَسَلَامٌ عَلَيْکَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مذکورہ تمام مثالوں میں وجہ تخصیص کی وضاحت کیجئے۔ (ج) اور بتائیے کہ قَدْيكون میں قد کس فائدے کے لئے ہے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور کبھی مبتدا نکرہ ہوتا ہے جب کہ کسی طریقے سے اس میں (نکرہ) میں تخصیص پیدا ہو جائے، جیسے: ولعبدٌ مؤمنٌ خيرٌ مِّن مّشركٍ (البتہ مؤمن بندہ بہتر ہے مشرک سے) اور أرجل في الدار أم امرأة. (گھر میں مرد ہے یا عورت؟) اور ما احد خير منک (تجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے) اور شر اهرّ ذاناب (شر ہی نے کتے کو بھڑکایا) اور في الدار رجل (گھر میں مرد ہے) اور سلامٌ عليک (تم پر سلامتی ہو)۔

(ب) تشریح: مبتدا میں اصل تو یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، جس کی تین وجوہات ہیں: (۱) معرفہ ایک معین شیٔ ہے اور مقصود یہی ہے کہ امر معین پر حکم لگایا جائے۔ (۲) مبتدا محکوم علیہ ہے اور محکوم علیہ جب تک معلوم نہ ہو اس پر حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ (۳) کلامِ عرب میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مبتدا کا معرفہ ہونا ہی کثیر الوقوع ہے، لیکن کبھی کبھی مبتدا نکرہ بھی ہوتا ہے، مبتدا نکرہ اس وقت ہوگا جبکہ نکرہ میں تخصیص کر لی جائے، تو خاص ہونے کی وجہ سے اس میں اشتراک کم ہو جائے گا، اور معرفہ کے قریب ہو جائے گا، مصنفؒ نے مثالوں کے ذریعے یہ بتلایا کہ نکرہ میں تخصیص کی چھ شکلیں ہیں۔

(۱) صفت کی وجہ سے تخصیص ہو جیسے: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ. اس مثال میں عَبْدٌ نکرہ تھا مؤمن اور غیر مومن سب کو شامل تھا لیکن لفظ مؤمن کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوگئی، اور اس کا مبتدا بننا صحیح ہو گیا۔

(۲) متکلم کے علم کے اعتبار سے تخصیص ہو جیسے: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ اِمْرَأَةٌ اس مثال میں رجلٌ اور إمراۃٌ دونوں نکرہ ہیں، لیکن قاعدہ ہے کہ ہمزہ استفہام اور لفظ أم کے ذریعے سوال وہاں ہوتا ہے جہاں متکلم کو دو امروں میں سے ایک کا غیر معین طور پر علم ہوتا ہے، اور وہ سوال کر کے کسی ایک امر کو متعین کرانا چاہتا ہے، اس صورت میں متکلم کو کچھ نہ کچھ علم ہوتا ہے اس وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوگئی، لہٰذا اس کا مبتدا بننا صحیح ہے، مثلاً مثال مذکور میں سائل کو یہ معلوم ہے کہ مرد و عورت میں سے کوئی نہ کوئی گھر میں ہے، اب وہ یہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا وہ مرد ہے یا عورت، اس لئے اس میں تخصیص پیدا ہوگئی، لہٰذا اسکا مبتدا بننا صحیح ہو گیا۔

(۳) نکرہ نفی کے تحت واقع ہو، کیونکہ نکرہ جب نفی کے تحت واقع ہوتا ہے تو وہ عموم افراد کا فائدہ دیتا ہے، یعنی حکم تمام افراد کو شامل ہوتا ہے، اور تمام افراد کا مجموعہ امرِ واحد بن جاتا ہے، اور امرِ واحد متعین و متشخص ہوتا ہے، جیسے: مَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ. اس مثال میں احدٌ نکرہ تحت النفی واقع ہے لہٰذا مذکورہ تفصیل کی وجہ سے اس کا مبتدا بننا صحیح ہے۔

(۴) فاعل جیسی تخصیص ہو، یعنی جس طرح فعل کے ذکر کرنے کے بعد جب فاعل ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہی اسم ہے جس سے فعل کا صدور ہوا ہے، اس کا غیر نہیں، اور ایک کے لئے اثبات اور غیر سے نفی اس کو تخصیص کہتے ہیں، اس طرح کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تخصیص کسی مثال میں ہو تو اس کا مبتدا بننا صحیح ہے، جیسے: شَرٌّ اَھَرَّ ذَانَابٍ اس مثال میں شَرٌّ میں فاعل جیسی تخصیص ہے، کیونکہ یہ مَااَھَرَّ ذاناب إلا شر کے معنیٰ میں ہے، اور اس مثال میں شَرٌّ اَھَرَّ کا فاعل ہے، اور مَااور اِلَّاکی وجہ سے تخصیص ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ مااھر ذاناب إلا شر میں توما اور إلاکی وجہ سے تخصیص ہے، اور شَرٌّ اَھَرَّ ذاناب میں مَااور اِلَّاتو نہیں ہے پھر اس میں کیسے تخصیص پیدا ہوئی؟ تو جواب یہ ہے کہ شر اھر ذاناب اصل میں اَھَرَّ شَرٌّ ذَانَابٍ تھا اور شَرٌّ اَھَرَّ کی ضمیر ھُوَ سے بدل ہے اور بدل فاعل حکمی ہوتا ہے، اس کا درجہ فعل کے بعد ہوتا ہے، اس کو اگر فعل سے مقدم کردیں گے تو گویا فاعل کو فعل سے مقدم کردیا اور تقديم ماحقه التاخير سے تخصیص پیدا ہوجائے گی، لہٰذا شلوٌّ کا مبتدا بننا صحیح ہے۔

فائدہ: مندرجہ بالا تفصیل اس وقت ہے جبکہ کتا معتاد آواز میں بھونکے، کیونکہ معتاد آواز میں کتے کے بھونکنے کا سبب کبھی تو خیر ہوتا ہے، جبکہ کتا جانے پہچانے شخص کو دیکھ کر بھونکے، اور کبھی سبب شر ہوتا ہے جبکہ کتا اجنبی شخص کو دیکھ کر بھونکے، تو اس صورت میں شَرٌّ اَھَرَّ ذاناب کا مطلب یہ ہوگا کہ شر ہی نے بھونکایا کتے کو نہ کہ خیر نے، اس میں شر کا اثبات ہے اور خیر کی نفی ہے اور اس کو تخصیص کہتے ہیں، یعنی فاعل جیسی تخصیص۔

لیکن اگر کتا غیر معتاد آواز میں بھونکے مثلاً چور کے آنے کی وجہ سے تو اس کا سبب صرف شر ہوتا ہے خیر نہیں ہوتا، لہٰذا اس صورت میں شر کا اثبات ہے، اور خیر کی نفی نہیں ہے، اس صورت میں تخصیص اس طور پر ہوگی کہ شر کی دو قسمیں کی جائیں گی: (۱) شر عظیم (۲) شر حقیر۔ اور شر اھرّ ذاناب میں یا تو شر کی عظیم صفت محذوف مانی جائے یا پھر شرٌّ پر تنوین تعظیم کے لئے مانی جائے یعنی شَرٌّ عظِیمٌ اَھَرَّ ذَانَابٍ لاحقیر تو اس صورت میں شر عظیم کا اثبات ہے اور شر حقیرٌ کی نفی ہے اور یہی تخصیص ہے، لیکن یہ تخصیص صفت کی وجہ سے ہوگی جو پہلی قسم سے متعلق ہے۔

(۵) خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے تخصیص ہو، جیسے: في الدَّارِ رجلٌ. جب في

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الـدار کہا گیا تو مخاطب کو علم ہو گیا کہ اس کے بعد ایسا اسم ذکر کیا جائے گا کہ اس کا استقرار فی الدار کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہو، گویا متکلم نے یوں کہا: رجلٌ موصوفٌ بِصِحَّةِ استِقرارِ فِي الدَّارِ. تو جب خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ تخصیص پیدا ہوگئی تو اب نکرہ کا مبتدا بننا صحیح ہے، لیکن یہ صورت اس وقت ہے جبکہ خبر مقدم ظرف ہو، اگر ظرف نہ ہو تو پھر نکرہ کا مبتدا بننا صحیح نہیں ہے، جیسے: قائمٌ رجلٌ کہ اس میں تخصیص صحیح نہیں ہے۔

(٦) متکلم کی طرف نسبت کرنے سے تخصیص ہو جیسے: سَلَامٌ عَـلَيْكَ. اس میں سـلامٌ نکرہ ہے لیکن تخصیص کی وجہ سے اس کا مبتدا بننا صحیح ہے، اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں متکلم کی طرف نسبت ہے جس کی وجہ سے سلام علیک. یعنی سـلامٌ من قبلی علیک کے معنیٰ میں ہے، کیونکہ اس کی اصل سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ تھی۔ یہ جملہ فعلیہ ہے اس کو دوام واستمرار کے مقصد سے جملہ اسمیہ بنالیا گیا، چنانچہ سَـلَّـمْـتُ فعل کو حذف کر کے مفعول مطلق سلام پر رفع دے گیا گیا کیونکہ اس کو مبتدا بنانا ہے اور مبتدا مرفوع ہوتا ہے، پس سلام علیک ہو گیا۔

(ج) قد یکون الخ: اس میں لفظ قَدْ تقلیل کے لئے ہے۔

کافیہ: صفحہ/۲۰

وَمَاوَقَعَ ظَرْفًا فَالْأَكْثَرُ عَلَى أَنَّهُ مُقَدَّرٌ بِجُمْلَةٍ.

(الف) عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب بیان کیجئے۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور وہ چیز جو ظرف واقع ہو تو اکثر نحات اس بات پر ہیں کہ وہ جملہ کے ساتھ مقدر ہوگی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب: مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر خبر، ظرفِ زمان یا مکان یا جار مجرور ہو تو اکثر نحات یعنی بصریین کا مذہب یہ ہے کہ اس کی تاویل جملہ کے ساتھ کی جائے گی، یعنی ایسی خبر کا عامل فعل نکالا جائے گا، دلیل یہ ہے کہ عمل میں فعل اصل ہے جب عامل کو مقدر مانا جائے گا، تو عمل میں جو اصل ہے اسی کو مقدر مانا جائے گا۔

کوفیین اس خبر کا عامل شبہ فعل یعنی اسم فاعل وغیرہ کو نکالتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب شبہ فعل کو مقدر مانا جائے، فعل کو مقدر ماننے کی صورت میں خبر مفرد نہیں ہوگی، مثال: زَیْدٌ فِي الدَّارِ. بصریین کے نزدیک اس کی اصل زیدٌ حصَلَ فِي الدَّارِ ہے یازَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ ہے، اور کوفیین کے نزدیک اس کی اصل زَیْدٌ حَاصِلٌ فِي الدَّارِ یازَیْدٌ مَوْجُوْدٌ فِي الدَّارِ وغیرہ ہوگی۔

کافیہ: صفحہ/۳۰

وَإِذَا كَانَ الْمُبْتَدَأُ مُشْتَمِلًا عَلٰى مَالَهُ صَدْرُ الْكَلَامِ مِثْلُ مَنْ أَبُوْكَ. أَوْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ أَوْمُتَسَاوِيَيْنِ نَحْوُ اَفْضَلُ مِنْكَ اَفْضَلُ مِنِّي أَوْكَانَ الْخَبَرُ فِعْلًا لَهُ مِثْلُ زَيْدٌ قَامَ وَجَبَ تَقْدِيْمُهُ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) فعلًا سے فعل لغوی مراد ہے یا فعل نحوی؟ (ج) مطلب بیان کریں۔ (د) صدارتِ کلام کا تقاضہ کرنے والی کیا کیا چیزیں ہیں ان کو اجمالاً تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور جب مبتدا مشتمل ہو اس چیز پر جس کے لئے صدارتِ کلام ہے جیسے: مَنْ اَبُوْکَ. یا دونوں معرفہ ہوں، یا دونوں (تخصیص میں) برابر ہوں جیسے اَفْضَلُ مِنْکَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اَفْضَلُ مِنِّی. یا خبر مبتدا کا اثر ہو جیسے: زَیْدٌ قَامَ تو مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

(ب) فِعْلًا سے مراد: فعلًا سے مراد یہاں پر فعل لغوی ہے نہ کہ فعل نحوی، یعنی فعلًا سے مراد یہ ہے کہ خبر مبتدا کا اثر ہو، مبتدا کی ذات سے وجود میں آئی ہو۔

(ج) مطلب: مبتدا میں اصل تقدیم ہے اور تاخیر بھی جائز ہے، لیکن بعض مواقع ایسے ہیں جہاں پر مبتدا کی تقدیم واجب ہوتی ہے اور تاخیر جائز نہیں ہوتی، مذکورہ عبارت میں مصنفؒ نے ان ہی مواقع کو بیان کیا ہے، ایسے چار مواقع ہیں۔

(۱) مبتدا ایسے معنیٰ پر مشتمل ہو جو صدارتِ کلام کو چاہتا ہو (یعنی شروع میں آنا چاہتا ہو) اس صورت میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے تاکہ اس معنیٰ کی صدارت باقی رہے، جیسے: مَنْ أَبُوْکَ. میں لفظ مَنْ صرف استفہام ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ شروع کلام میں آئے۔ مَنْ مبتدا ہے اور أَبُوکَ خبر ہے اور مَنْ اگرچہ نکرہ ہے لیکن یہ أھذا أبوک أم ذاک کی تاویل میں ہوکر معرفہ بن گیا، پس اس صورت میں مَنْ مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

(۲) مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں، خواہ معرفہ ہونے میں دونوں برابر ہوں یا متفاوت، مزید ان میں سے ایک کے مبتدا ہونے پر اور دوسرے کے خبر ہونے پر کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔ تقدیم اس وجہ سے واجب ہے کہ اگر تقدیم کو واجب نہیں قرار دیں گے تو مبتدا اور خبر میں التباس لازم آئے گا، پتا ہی نہیں چلے گا کہ کون مبتدا ہے اور کون خبر، جیسے: زَیْدُ نِ الْمُنْطَلِقُ.

لیکن اگر مبتدا کے مبتدا ہونے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر مبتدا کی تقدیم واجب نہیں ہے، التباس نہ ہونے کی وجہ سے جیسے: بَنُوْنَا بَنُو أَبْنَائِنَا. اس مثال میں بَنُوْنَا خبر مقدم ہے اور بَنُوْ أَبْنَائِنَا مبتدا مؤخر ہے۔ مبتدا بننے پر قرینہ یہ ہے کہ عرف میں اپنے بیٹوں کے بیٹے یعنی پوتوں کو تو بیٹا کہا جاتا ہے مگر بیٹوں کو پوتا نہیں کہا جاتا، اور بَنُوْنَا کو مبتدا کہنے کی صورت میں بیٹوں کو پوتا کہنا لازم آرہا ہے۔

(۳) مبتدا اور خبر دونوں نکرۂ مخصصہ ہوں، اور دونوں نفس تخصیص میں برابر ہوں خواہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مقدار تخصیص میں متفاوت ہوں تو ایسی صورت میں بھی مبتدا کی تقدیم واجب ہے، یہاں پر بھی وجوبِ تقدیم کی وجہ مبتدا اور خبر کے درمیان التباس ہے کہ پتا ہی نہیں چلے گا کون مبتدا ہے اور کون خبر، جیسے: اَفْضَلُ مِنْکَ اَفْضَلُ مِنِّي (جو تجھ سے افضل ہے وہ مجھ سے بھی افضل ہے) اس مثال میں مبتدا اور خبر دونوں نفس تخصیص میں برابر ہیں، اگر چہ افضل مِنّی میں معنیٔ تخصیص زیادہ ہے، کیونکہ متکلم کی ضمیر میں تعریف بہ نسبت دوسری ضمیروں کے زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں بھی مبتدا کی تقدیم ضروری ہے۔

(۴) خبر مبتدا کا فعل ہو، یعنی خبر ایسا کام ہو جو مبتدا سے وجود میں آیا ہو، تو بھی مبتدا کا مقدم کرنا واجب ہے ورنہ تو فاعل کے ساتھ مبتدا کا التباس لازم آئے گا، جیسے: زَیْدٌ قَامَ: . اس مثال میں قیام کا وجود زید سے ہوا ہے، تو اگر زَیدٌ مبتدا کو مؤخر کر دیا جائے اور قَامَ زَیْدٌ کہا جائے تو پتا ہی نہیں چلے گا کہ زید مبتدا مؤخر ہے یا قام کا فاعل ہے۔ اس التباس سے بچنے کے لئے مبتدا کی تقدیم واجب ہے۔

(د) صدارتِ کلام کا تقاضہ کرنے والی چیزیں: چھ چیزیں صدارتِ کلام کو چاہتی ہیں: شرط، قسم، عجب، استفہام، نفی اور لام ابتداء۔ اور بعض کتابوں میں تین کا اور اضافہ ہے، تمنی، ترجی اور ضمیر شان۔

کافیہ: صفحہ/۲۰

وَإِذَاتَضَمَّنَ الْخَبَرُ الْمُفْرَدُ مَالَهُ صَدْرُ الْكَلَامِ مِثْلُ أَيْنَ زَيْدٌ. أَوْكَانَ مُصَحِّحًا لَهُ مِثْلُ فِي الدَّارِ رَجُلٌ. أَوْلِمُتَعَلِّقِهِ ضَمِيرٌ فِي الْمُبْتَدَأِ. مِثْلُ عَلَي التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبَدًا. أَوْكَانَ خَبَرًا عَنْ اَنَّ مِثْلُ عِنْدِي أَنَّكَ قَائِمٌ. وَجَبَ تَقْدِيمُهُ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) خبر مفرد کے صدارتِ کلام کو متضمن ہونے کی مراد کو بیان کریں۔ (ج) اور بوضاحت مطلب تحریر کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور جب خبر مفرد شامل ہو اس چیز کو جس کے لئے صدارتِ کلام ہے، جیسے: أَيْنَ زَيْدٌ. یا خبر مبتدا کو صحیح قرار دینے والی ہو جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ. یا خبر سے متعلق کی کوئی ضمیر مبتدا میں ہو، جیسے: عَلَي التَّمرَةِ مِثْلُهَا زَبَدًا. یا وہ أَنَّ کی خبر بن رہی ہو جیسے: عِنْدِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہے۔

(ب) خبر مفرد کے صدارتِ کلام کو متضمن ہونے کی مراد: خبر مفرد کا مطلب یہ ہے کہ وہ خبر مفرد ہو جملہ نہ ہو، یعنی صورۃً جملہ نہ ہو خواہ حقیقۃً جملہ ہو یا حقیقۃً بھی جملہ نہ ہو، جیسے: مثال مذکور میں یعنی أَيْنَ زَيْدٌ میں أَيْنَ ظرف ہے اور صورۃً مفرد ہے۔ اگر بصریین کے مذہب کے مطابق فعل کو مقدر مانیں گے تو أَيْنَ حقیقۃً جملہ ہو جائے گا، اور اگر کوفیین کے مذہب کے مطابق اسم فاعل کو مقدر مانیں تو أين صورۃً کے ساتھ ساتھ حقیقۃً بھی مفرد ہوگا۔

نیز خبر کو مفرد کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کہیں خبر جملہ ہو تو مبتدا سے مقدم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ جس جملہ میں وہ أين استفہام ہے تو اس کے شروع میں تو وہ موجود ہے ہی، اس کی صدارت پر اب کوئی اثر نہیں پڑ رہا ہے جیسے: زَيْدٌ أَيْنَ أَبُوْهُ. اس میں أَيْنَ کو زَيْدٌ مبتدا سے مقدم نہیں کیا جائے گا۔

(ج) تشریح: مذکورہ عبارت میں ان مقامات کا بیان ہے جہاں پر مبتدا کے بجائے خبر کی تقدیم واجب ہے، ایسے چار مقامات ہیں:

(ا) جب خبر مفرد ایسی شئی کو متضمن ہو جس کے لئے صدارتِ کلام یعنی شروع میں آنا ضروری ہو، تو ایسی جگہ پر خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہے، جیسے: أَيْنَ زَيْدٌ. اس مثال میں أَيْنَ استفہام کے لئے ہے جس کا شروع میں آنا ضروری ہے اور خبر کے وجوبِ تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو مبتدا پر مقدم نہیں کریں گے تو جس کو وہ متضمن ہے اس کی صدارت ختم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہو جائے گی، جبکہ وہ شئی ہمیشہ شروع کلام میں آنا چاہتی ہے، اس لئے اس کی صدارت کو باقی رکھنے کے لئے خبر کو مقدم کرنا واجب ہے۔

(۲) خبر ایسی ہو کہ اگر اس کو مبتدا پر مقدم نہ کیا جائے تو مبتدا کا مبتدا بننا صحیح نہ ہو تو ایسی جگہ پر بھی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے: فِي الدَّارِ رَجُلٌ. اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے اور بغیر تخصیص کے نکرہ کا مبتدا بننا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے فی الدار. خبر کو مقدم کر دیا گیا، تاکہ تقدیم ماحقہ التاخیر سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جائے اور اس کا مبتدا بننا صحیح ہو جائے، وجوب تقدیم کی وجہ یہی ہے کہ اگر اس کو مقدم نہ کیا جائے تو مبتدا کا مبتدا بننا صحیح نہیں ہوگا۔

(۳) مبتدا میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو خبر کے کسی جز کی طرف لوٹ رہی ہو، تو ایسی جگہ پر بھی خبر کی تقدیم واجب ہے جیسے: عَلَي التَّمَرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا. (کھجور پر اسی کے مانند مسکہ ہے) اس مثال میں مثلها زبدا مبتدا مؤخر ہے اور علي التمرة خبر ہے اور التمرة خبر کا ایک جز ہے، جس کی طرف مثلها کی ضمیر راجع ہے، اس صورت میں خبر کی تقدیم اس لئے ضروری ہے کہ اگر اس کو مقدم نہیں کریں گے تو مبتدا میں جو ضمیر ہے جو کہ راجع ہے خبر کی جز کی طرف اس کا ذکر سے پہلے ہونا لازم آئے گا، جس کو اضمار قبل الذکر کہتے ہیں، اور اضمار قبل الذکر درست نہیں ہے، اس لئے خبر کی تقدیم واجب جیسے کہ مذکورہ مثال میں۔ اگر مثلها مبتدا کو مقدم کر دیں گے تو ها ضمیر جو راجع ہے التمرة کی طرف اس کا ذکر سے پہلے آنا لازم آئے گا، اس لئے اس کو مؤخر کر کے خبر کو مقدم کر دیا گیا۔

(۴) أن مفتوحہ اپنے اسم وخبر سے مل کر مفرد کی تاویل میں ہو کر مبتدا ہو تو ایسی صورت میں خبر کا مقدم کرنا واجب ہے، جیسے: عِنْدِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ. اس مثال میں عندی خبر ہے جس کی تقدیم واجب ہے، اس صورت میں خبر کے وجوبِ تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو مقدم نہیں کریں گے بلکہ مؤخر کر دیں گے تو أَنَّ مفتوحہ شروع میں آجائے گا، جس کی وجہ سے إِنَّ بالکسر کے ساتھ اس کا التباس لازم آئے گا تو اس التباس سے بچنے کے لئے خبر کی تقدیم ضروری ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ/۲۲

وَوُجُوْبًا فِيْمَا الْتُزِمَ فِيْ مَوْضِعِهٖ غَيْرُهٗ مِثْلُ لَوْلَا زَيْدٌ لَكَانَ كَذَا. وَمِثْلُ ضَرْبِيْ زَيْدًا قَائِمًا وَكُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهٗ وَلَعَمْرُكَ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) قاعدہ مذکورہ کی وضاحت کرتے ہوئے مطلب لکھیں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور خبر کو کبھی وجوباً حذف کردیا جاتا ہے، اس صورت میں جبکہ خبر کی جگہ اس کے علاوہ کو لازم کردیا گیا ہو، جیسے: لَولَا زيدٌ لكان كذا. (اگر زید نہ ہوتا تو ایسا ہوتا) اور جیسے ضَرْبِيْ زَيْداً قائمًا. (میرا زید کو مارنا کھڑے ہونے کی حالت میں ہے) اور كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهٗ. (ہر آدمی اپنے جائداد کے ساتھ ہے) اور لَعَمْرُكَ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا. (تیری زندگی کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا)۔

(ب) مذکورہ قاعدہ کی وضاحت: مذکورہ عبارت میں مصنفؒ یہ بتارہے ہیں کہ جس طرح خبر کا حذف کرنا جائز ہے اسی طرح بعض موقعوں پہ خبر کا حذف کرنا واجب ہے، یہ اس صورت میں ہے جبکہ قرینہ کے ساتھ ساتھ خبر کا قائم مقام بھی موجود ہو۔

تشریح: خبر کے وجوباً حذف کرنے کی چار صورتیں ہیں:

(۱) مبتدا لَوْلَا کے بعد واقع ہو، اور مبتدا کی خبر افعال عامہ یعنی کون، ثبوت، حصول، وجود میں سے کوئی ہو، تو وہاں خبر کا حذف کرنا واجب ہے، کیونکہ قرینہ بھی موجود ہوتا ہے اور خبر کے حذف پر اس کا قائم مقام بھی موجود ہوتا ہے، جیسے: لَوْلَا زَيْدٌ لكان كَذا. یہ اصل میں لَوْلَا زَيْدٌ موجودٌ لكان كذا تھا پھر مَوْجُوْدٌ خبر کو حذف کرکے لكان كذا کو اس کے قائم مقام رکھ دیا گیا، یہاں پر قرینہ خود لَوْلَا ہے۔ اس لئے کہ لَوْلَا کی وضع وجودِ اول کی وجہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سے ثانی کے امتناع پر دلالت کرنے کے لئے ہے، تو چونکہ لَوْ لَا وجود پر دلالت کرتا ہے، اس قرینے سے خبر مَـوجـود کو حذف کر دیا گیا، اور لَوْ لَا کا جواب یعنی کذا کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا، اس لئے خبر کا حذف واجب ہو گیا، ورنہ اصل اور نائب دونوں کا اجتماع لازم آئے گا، جو درست نہیں ہے۔

(۲) خبر کے وجوباً حذف کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ مبتدا مصدر ہو خواہ حقیقۃً مصدر ہو یا تاویل کے بعد مصدر بنا ہو، اور اس مصدر کی نسبت فاعل یا مفعول یا دونوں کی طرف کی گئی ہو، پھر اس کے بعد کوئی اسم ہو جو فاعل یا مفعول یا دونوں سے حال واقع ہو، یا مبتدا اسم تفضیل ہو جس کی اضافت مصدر مذکور کی طرف ہوئی ہو، ان تمام صورتوں میں خبر کا حذف کرنا واجب ہے اس قاعدے کی بارہ شکلیں نکلتی ہیں: (۱) مبتدا مصدر حقیقی فاعل کی طرف منسوب ہو اور بعد والا فاعل سے حال واقع ہو جیسے: ذَهَـابِيْ رَاجِلًا. یہاں پر خبر کو حذف کر دیا گیا، تقدیری عبارت یوں تھی: ذَهَـابِيْ حَاصِلٌ إِذَا كُنْتُ رَاجِلًا. (۲) مبتدا مصدر حقیقی مفعول کی طرف منسوب ہو اور بعد والا اسم مفعول سے حال واقع ہو جیسے: ضَرْبُ زَيْدٍ قَـائِـمًـا. اس میں بھی خبر کو حذف کر دیا گیا، تقدیری عبارت یوں تھی: ضـرب زيدٍ حاصل اذا كان قائمًا. (۳) مبتدا مصدر حقیقی فاعل ومفعول دونوں کی طرف منسوب ہو اور بعد والا اسم دونوں سے حال واقع ہو جیسے: ضَـرْبِـيْ زَيْـدًا قَـائِمِيْنَ. اس میں بھی خبر کو حذف کر دیا گیا، تقدیری عبارت یوں تھی: ضَـرْبِـيْ زَيْـداً حَـاصِـلٌ إِذَا كُـنَّـا قَائِمَيْنِ. (۴) مصدر تاویلی منسوب الی الفاعل ہو اور بعد والا اسم فاعل سے حال واقع ہو جیسے: أَنْ ضـربـتُ قـائمًا. اس مثال میں ضـربـتُ متکلم کا صیغہ أن کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہے اور ضَرْبِيْ کے حکم میں ہے، تقدیری عبارت یوں تھی: أَنْ ضربتُ حاصلٌ إذا كنتُ قـائمًا. حاصلٌ خبر کو حذف کر دیا گیا۔ (۵) مصدر تاویلی منسوب الی المفعول ہو اور بعد والا اسم مفعول سے حال واقع ہو جیسے: أَنْ ضُـرِبَ زَيْـدٌ قـائمًا. اس مثال میں ضُرِبَ ماضی مجہول ہے أَنْ کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہو گیا ہے اور نائب فاعل کی طرف منسوب ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور نائب فاعل مفعول کے درجے میں ہوتا ہے، خبر کو حذف کر دیا گیا تقدیری عبارت یوں تھی: أَنْ ضُرِبَ زَيْدٌ حَاصِلٌ اذَا كَانَ قَائمًا. (٦) مصدر تاویلی، فاعل ومفعول دونوں کی طرف منسوب ہو اور بعد والا اسم دونوں سے حال واقع ہو جیسے: أَنْ ضَربتُ زيداً قـائمَيْنِ. أَيْ أَنْ ضَربتُ زَيدًا حاصلٌ اِذا كُنَّا قَائِمَيْنِ. (۷) اسم تفضیل مصدر حقیقی کی طرف مضاف ہو جو منسوب الی الفاعل ہو اور بعد والا اسم فاعل سے حال ہو جیسے: أَكْثَرُ شُرْبِيْ قَائِمًا أَيْ اَكْثَرُ شُرْبِي حَاصِلٌ اِذَا كُنْتُ قَائِماً. (۸) اسم تفضیل مصدر حقیقی کی طرف مضاف ہو جو منسوب الی المفعول ہو اور بعد والا اسم مفعول سے حال ہو جیسے: اَكْثَرُ ضَرْبِ زَيْدٍ قَائِمًا أَيْ اَكْثَرُ ضَرْبِ زَيْدٍ حَاصِلٌ اِذَا كَانَ قَائِمًا. (۹) اسم تفضیل مصدر حقیقی کی طرف مضاف ہو جو منسوب ہو فاعل ومفعول دونوں کی طرف اور بعد والا اسم دونوں سے حال ہو جیسے: اَكْثَرُ شُرْبِيْ السَّوِيْقَ مَلْتُوْتًا أَيْ أَكْثَرُ شربي السويقَ حاصلٌ اِذا كُنَّا مَلْتُوْتًا. (۱۰) اسم تفضیل مضاف ہو مصدر تاویلی کی طرف جو منسوب ہو فاعل کی طرف اور بعد والا اسم فاعل سے حال ہو جیسے: أَخْطَبُ مَا يَكُوْنُ الاميرُ قـائمًا. حاصلٌ خبر محذوف ہے۔ (۱۱) منسوب الی المفعول ہو جیسے: اكثرُ أَنْ ضُرِبَ زَيْدٌ قَائِمًا. (۱۲) اَكْثَرُ أَنْ ضربتُ زَيدًا قَائِمَيْنِ.

ان تمام مثالوں میں حاصلٌ خبر کو حذف کر کے اس کے ظرف اذا کنتُ یا اذا کُنَّا وغیرہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا، کیونکہ ظرف کے متعلقات کو حذف کرنا عام ہے، پھر ظرف کو مع شرط کے جو حال میں عامل ہے حذف کر کے حال کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا، کیونکہ حال اور ظرف میں مناسبت ہے، اس لئے کہ حال میں ظرف کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، حاصل یہ ہوا کہ حال قائم مقام ظرف کے اور ظرف قائم مقام خبر کے، تو ظرف کے واسطے سے حال قائم مقام ہوا خبر کے، اس لئے خبر کا حذف واجب ہو گیا، اور قرینہ یہ ہے کہ مبتدا موجود ہے اور خبر موجود نہیں ہے جبکہ مبتدا خبر کا تقاضہ کرتا ہے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نہ کوئی خبر ہے۔

(۳) تیسرا موقع جہاں مبتدا کی خبر کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مبتدا کی خبر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مقارنت کے معنیٰ پر مشتمل ہو، اور اس خبر پر ایسے واؤ کے ذریعہ کسی چیز کا عطف کیا گیا ہو جو واؤ مع کے معنیٰ میں ہو جیسے: کلُّ رجلٍ و ضیعتُه یہاں مبتدا کی خبر مقرُونٌ ہے جو مقارنت کے معنیٰ کو شامل ہے، اور اس کی ضمیر پر و ضیعته کا عطف کیا گیا ہے، تو اس خبر کو حذف کرنا واجب ہے، قرینہ واؤ بمعنیٰ مَعَ ہے جو مقارنت پر دلالت کرتا ہے۔

(۴) چوتھا مقام ہر وہ مبتدا ہے جو مُقْسَم بہ ہو یعنی جس کی قسم کھائی جائے، اور اس کی خبر لفظ قسم ہو تو خبر کا حذف ضروری ہے، جیسے: لَعَمْرُکَ لَأَفعلنَّ کذا. اس کی اصل لَعَمْرُکَ قَسَمِي لَأَفْعَلَنَّ کَذَا ہے، اس مثال میں لام خبر یعنی قسم پر دلالت کر رہا ہے، اور یہی قرینہ ہے اور جوابِ قسم اس کا قائم مقام ہے اور قرینہ و قائم مقام دونوں کے پائے جانے کے وقت خبر کا حذف ضروری ہے۔

کافیہ: صفحہ/۲۵

وَقِيَاسًا فِي مَوَاضِعَ. مِنْهَا مَاوَقَعَ مُثْبَتًا بَعْدَ نَفْيٍ أَوْمَعْنيٰ نَفْيٍ دَاخِلٍ عَلٰی اِسْمٍ. لَايَكُوْنُ خَبَرًا عَنْهُ. أَوْوَقَعَ مُكَرَّرًا نَحْوُ مَاأَنْتَ إِلَّاسَيْرًا. وَمَاأَنْتَ إِلَّاسَيْرَ الْبَرِيْدِ. وَإِنَّمَاأَنْتَ سَيْرًا. وَزَيْدٌ سَيْرًا سَيْرًا.

(الف) عبارت با اعراب نقل کر کے ترجمہ کیجئے۔ (ب) قیاساً کا عامل اور (منها، عنه) کی ضمیروں کا مرجع متعین کرتے ہوئے مذکورہ ضابطہ کی وضاحت کریں۔ (ج) پھر چاروں مثالوں کی ان کے ضابطوں کے مطابق تشریح کریں۔ (د) فعل کے وجوبِ حذف کی وجہ تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور (کبھی فعل کو وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے) قیاسی طور پر (چند مواقع

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں) ان میں سے ایک موقع یہ ہے کہ مفعول مطلق مثبت واقع ہو، ایسی نفی یا معنیٰ نفی کے بعد جو داخل ہوا ہے اسم پر کہ مفعول مطلق اس کی خبر نہ بن سکے، یا مفعول مطلق مکرر واقع ہو جیسے: مانت الا سیرا. (آپ چلنے والے ہی ہیں) اور ماانت الا سیر البرید (آپ قاصد کی چال ہی چلتے ہیں) اور انما انت سیرا. (آپ بس چلتے ہیں) اور زید سیرا سیرا (زید خوب چلتا ہے)۔

(ب) قیاسا کا عامل: قیاساً کا عامل وقد یحذف الفعل الخ میں یحذف ہے یعنی کبھی کبھی فعل کو قیاساً حذف کر دیا جاتا ہے۔ منھا اور عنه کی ضمیر: منھا کی ضمیر کا مرجع مواضع ہے۔ ای من تلک المواضع اور عنہ کی ضمیر کا مرجع اسمٍ ہے۔ یعنی مفعول مطلق اس اسم کی خبر نہ بن سکتا ہو۔

مذکورہ ضابطہ کی وضاحت: جب مفعول مطلق مثبت ہو یعنی اس سے اثبات کا ارادہ کیا گیا ہو اور وہ ایسی نفی یا معنیٰ نفی یعنی إنما کے بعد واقع جو اسم پر داخل ہو اور مفعول مطلق اس اسم کی خبر نہ بن سکتا ہو تو ایسی صورت میں مفول مطلق کے فعل کو قیاساً حذف کرنا واجب ہے۔

اس ضابطہ میں تین قیدیں ہیں: (۱) مفعول مطلق مثبت ہو۔ لہٰذا اگر مفعول مطلق سے نفی کا ارادہ کیا جائے تو فعل کا حذف واجب نہیں ہوگا۔ (۲) وہ مفعول مطلق ایسی نفی یا معنیٰ نفی کے بعد ہو جو اسم پر داخل ہو، کیونکہ اگر نفی یا معنیٰ نفی فعل پر داخل ہوگا تو فعل موجود ہوگا، محذوف نہیں ہوگا۔ (۳) جس اسم پر نفی یا معنیٰ نفی داخل ہے مفعول مطلق اس کی خبر نہ بن سکتا ہو، کیونکہ اگر مفعول مطلق خبر بن جائے گا تو وہ مفعول مطلق نہیں رہے گا، بلکہ خبر ہوگا اور مرفوع ہوگا، اس لئے فعل حذف نہیں ہوگا، یا پھر مفعول مطلق مکرر واقع ہو، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ مبتدا کی خبر کی جگہ واقع ہو۔

(ج) مثالوں کی وضاحت:

(۱) مَـا اَنْـتَ إِلَّا سَيْرًا: اس مثال میں ضابطہ کی تینوں شرطیں پائی جا رہی ہیں، کہ مفعول مطلق مثبت ہے، کیونکہ وہ إلّا کے بعد ہے جس سے نفی ٹوٹ گئی، اور مفعول مطلق ایسی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نفی کے بعد ہے جو اسم یعنی انتَ پر داخل ہے اور مفعول مطلق سیرًا۔ اسم انتَ کی خبر نہیں بن سکتا، کیونکہ انتَ ذات ہے، اور سیرًا مصدر ہے اور مصدر کا حمل ذات پر درست نہیں ہے، اگر خبر بنا دیں گے تو چونکہ خبر کا حمل مبتدا پر ہوتا ہے اس لئے مصدر کا حمل ذات پر ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے، جب مذکورہ مثال میں ضابطہ کی تینوں شرطیں پائی جارہی ہیں تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ چنانچہ اصل عبارت تھی: مَا انتَ إِلَّا تَسِيْرُ سَيْرًا۔ پھر تَسِيْرُ فعل کو حذف کردیا گیا۔

(۲) مَا انتَ إِلَّا سَيرَ الْبَرِيْدِ: اس مثال میں بھی ضابطہ کی تینوں شرطیں پائی جارہی ہے اوپر والی مثال کی طرح پس یہاں پر بھی تَسِيْرُ فعل کو حذف کردیا گیا، اصل عبارت یوں تھی: ماانتَ إِلَّا تَسيرُ سيرَ البريدِ۔

(۳) إنما انتَ سيرًا: یہ اس مفعول مطلق کی مثال ہے جو معنیٰ نفی کے بعد واقع ہو، چنانچہ یہاں بھی سیرا سے پہلے تسیر فعل محذوف ہے، أي إنّما انتَ تسيرُ سيرًا۔

(۴) زيدٌ سَيرًا سيرًا۔ مذکورہ مثال اس صورت کی ہے جب مفعول مطلق مکرر واقع ہو اور خبر کی جگہ واقع ہو۔ چنانچہ یہاں پر سیرا سیرا۔ مکرر ہے اور زیدٌ مبتدا کی خبر کی جگہ پر ہے، اس لئے فعل تَسِيْرُ کو حذف کردیا گیا۔

(د) فعل کے وجوب حذف کی وجہ: مذکورہ مثالوں میں فعل کے وجوب حذف کی وجہ یہ ہے کہ پہلی مثالوں میں مَا اور إِلَّا کی وجہ سے اور تیسری مثال میں إِنَّمَا کی وجہ سے حصر ہو رہا ہے جس سے مقصود دوام و استمرار ہے، اور فعل چونکہ حدوث و تجدد پر دلالت کرتا ہے، اس کے ہوتے ہوئے دوام نہیں ہوسکتا اس لئے فعل کو حذف کردیا گیا اور حذف واجب اس لئے ہے کہ مفعول مطلق کا نصب حذف فعل کا قرینہ ہے اور خود مفعول مطلق فعل کے قائم مقام ہے اور قائم مقام اور قرینہ دونوں ہو تو فعل کا حذف ضروری ہوتا ہے، اور چوتھی مثال میں بھی تکرار سے دوام و استمرار مقصود ہے۔ اور فعل اس کے منافی ہے، لہٰذا وہاں پر بھی فعل کو حذف کردیا گیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ/٢٦

مِنْهَا مَاوَقَعَ لِلتَّشْبِيْهِ عِلَاجًا بَعْدَ جُمْلَةٍ مُشْتَمِلَةٍ عَلَى اسْمٍ بِمَعْنَاهُ وَصَاحِبِهٖ نَحْوُ مَرَرْتُ بِهٖ فَإِذَا لَهٗ صَوْتٌ صَوْتَ حِمَارٍ وَصُرَاخٌ صُرَاخَ الثَّكْلٰى.

(الف) عبارت بااعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) مذکورہ قاعدے کی مکمل وضاحت کرتے ہوئے مطلب تحریر کریں۔ (ج) نیز بتلائیں کہ مصنفؒ نے دو مثالیں کیوں پیش کی؟

جواب:

(الف) عبارت بااعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اوران مواقع میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ مفعول مطلق تشبیہ کے لئے واقع ہو اس حال میں کہ وہ علاج بھی ہو (یعنی وہ افعالِ جوارح سے تعلق رکھتا ہو) ایسے جملے کے بعد ہو جو ایسے اسم پر مشتمل ہو جو مفعول مطلق کے معنیٰ میں ہو، اور اس اسم کے صاحب پر بھی مشتمل ہو، جیسے: مَرَرْتُ بِهٖ فَإِذَا لَهٗ الخ (میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ گدھے کی طرح آواز کررہا تھا اور میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ اس طرح چیخ رہا تھا جس طرح وہ عورت چیختی چلاتی ہے جس کا بچہ مرگیا ہو)۔

(ب) مذکورہ قاعدے کی وضاحت: یہ چوتھا موقع ہے جہاں مفعول مطلق کو حذف کرنا قیاساً واجب ہے۔ ضابطہ کا حاصل یہ ہے کہ مفعول مطلق تشبیہ کے لئے ہو یعنی اس کے ساتھ کسی شی کو تشبیہ دی جائے اور وہ افعالِ جوارح یعنی اعضاء ظاہری سے صادر ہونے والے افعال میں سے کسی فعل پر دلالت کرے۔ عِلَاجًا کا یہی مطلب ہے، نیز جملہ کے بعد ہو اور وہ جملہ ایسے اسم پر مشتمل ہو جو مفعول مطلق کے معنیٰ میں ہو، اسی طرح اس اسم کے صاحب پر بھی مشتمل ہو یعنی جس کے ساتھ اس اسم کے معنیٰ ہوں وہ بھی مذکور ہو، یہ پانچ قیود جس مفعول مطلق کے ساتھ پائی جائیں اس کے فعل کو قیاساً حذف کرنا واجب ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مطلب: جس مفعول مطلق کے ساتھ یہ پانچ قیود پائی جائیں گی اس کو حذف کرنا واجب ہے، ان پانچ قیود کے فوائد:

(۱) پہلی قید تشبیہ کی ہے۔ اس سے لزیدٍ صوتٌ صوتَ حسنٍ جیسی مثال نکل جائے گی، کیونکہ صوت حسن کے ساتھ کسی کو تشبیہ نہیں دی جارہی ہے۔

(۲) دوسری قید علاجًا ہے۔ اِس قید سے لزیدٍ زهدٌ زهد الصلحاء جیسی مثال نکل گئی، کیونکہ زھد افعال جوارح میں سے نہیں ہے، بلکہ قلب کا فعل ہے۔

(۳) تیسری قید بعد جملةٍ ہے۔ اس سے صوتُ زيدٍ صوتُ حمارٍ جیسی مثال نکل گئی کیونکہ صوت زید جملہ تام نہیں ہے بلکہ جملہ کا ایک جز مبتدا مسند الیہ ہے۔

(۴) چوتھی قید مشتملة على اسم بمعناهُ ہے۔ اس سے مررت بزيد فاذا له صفة صوت حمار جیسی مثال نکل گئی۔ کیونکہ اس میں صوت حمار سے پہلے له صفة جملہ تو ہے لیکن اس جملے میں جو اسم ہے یعنی صفةٌ وہ مفعول مطلق صورت حمار کے معنیٰ میں نہیں ہے۔

(۵) پانچویں قید وصاحبه ہے یعنی مفعول مطلق سے پہلے والے جملے میں جو اسم مفعول مطلق کے معنیٰ پر مشتمل ہو وہ اسم جس کے ساتھ قائم ہو وہ بھی اس جملہ میں مذکور ہو۔ اس سے مررت بالبلد فاذا له صوتٌ صوت حمار جیسی مثال سے احتراز ہے، کیونکہ اس جملہ میں صوتٌ تو موجود ہے جو مفعول مطلق کے معنیٰ پر مشتمل ہے، لیکن صوت جس کے ساتھ قائم ہے یعنی صاحب صوت نہیں ہے، کیونکہ لہ میں ضمیر بلد کی طرف راجع ہے اور اس کے ساتھ صوت قائم نہیں ہے، کیونکہ صوت تو ذی روح کی صفت ہے۔

عبارت میں مذکور امثال کی وضاحت:

عبارت کے میں مذکور پہلی مثال: مررتُ بِهٖ فاذا له صوتٌ صوتَ حِمارٍ. میں مندرجہ بالا ضابطہ کی پانچوں قید موجود ہیں۔ (۱) صوت حمارٍ مفعول مطلق ہے جو کہ تشبیہ کے لئے ہے، اس کے ساتھ مثلاً زید کی آواز کو تشبیہ دی جارہی ہے۔ (۲) اور آواز عضو ظاہری یعنی منہ سے صادر ہوتی ہے۔ (۳) اور لہ صوت جملہ ہے جس کے بعد مفعول مطلق

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

واقع ہے۔ (۴) اور یہ جملہ ایسے اسم پر مشتمل ہے جو مفعول میں بھی ہے۔ (۵) اور جس کے ساتھ اس اسم کے معنیٰ یعنی صوت قائم ہے وہ بھی مذکور ہے، اور وہ لہٗ میں ضمیر کا مرجع مثلاً زید ہے زید کے ساتھ صوت قائم ہے وہ صاحبِ صوت ہے۔

ان تمام قیود کے پائے جانے کی وجہ سے یہاں مفعول مطلق سے پہلے يُصَوِّتُ فعل محذوف ہے جس کو قیاساً حذف کیا گیا ہے اصل عبارت اس طرح ہوگی۔ مررتُ به فاذا لهٗ صوتٌ يُصوِّتُ صوتَ حمارٍ.

عبارت میں مذکور دوسری مثال: مررتُ به فاذا له صُرَاخ صُراخَ الثَّكلٰي میں بھی پانچوں قیود کے پائے جانے کی وجہ سے اس کے فعل يَصْرُخُ کو حذف کر دیا گیا۔ اصل عبارت یوں ہے: مررتُ به فاذا لهٗ صُراخٌ يَصْرُخُ صراخَ الثكلٰي.

وجوب حذف کی وجہ: فعل کا حذف ایسے موقع پہ اس لئے واجب ہے کہ مفعول مطلق سے پہلے والے جملے سے فعل کے معنیٰ پر دلالت ہو رہی ہے، کیونکہ فعل کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) نسبت الی الفاعل (۲) معنیٰ مصدری (۳) اقتران بالزمان، چنانچہ مفعول مطلق سے پہلے والے جملے میں یہ تینوں چیزیں پائی جا رہی ہیں، وہ جملہ ہے اِذَا لَهٗ صَوْتٌ، اذا اقتران بالزمان پر دلالت کر رہا ہے، اور صورت معنیٰ مصدری پر اور لہٗ میں ہٗ ضمیر نسبت الی الفاعل پر تو اس جملہ کے فعل کے معنیٰ پر دلالت کرنے کی وجہ سے وہ جملہ حذف فعل پر قرینہ ہے، اور مفعول مطلق خود اس کے قائم مقام ہے اور قرینہ و قائم مقام ہونے کے وقت حذف فعل واجب ہے۔

(ج) دو مثالیں پیش کرنے کی وجہ: مصنفؒ نے دو مثالیں تین وجہ سے دی ہیں:

(۱) دو مثالوں سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ مفعول مطلق کبھی مصدر تاویلی ہوتا ہے جیسے پہلی مثال میں صوت تصویت کے معنیٰ پر ہے۔ اور مفعول مطلق کبھی مصدر حقیقی بھی ہوتا ہے جیسے دوسری مثال میں لفظ صراخ مصدر ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ مفعول مطلق کبھی نکرہ کی طرف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مضاف ہوگا جیسی حمار پہلی مثال میں نکرہ ہے اور کبھی معرفہ کی مضاف ہوگا، جیسے الشکلی دوسری مثال میں معرفہ ہے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ مفعول مطلق کبھی غیر ذوی العقول کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے پہلی مثال میں حمار غیر ذوی العقول ہے اور کبھی ذوی العقول کی طرف مضاف ہوگا جیسے دوسری مثال میں الشکلي ذوی العقول ہے۔

کافیہ: صفحہ/۲۸

وَالثَّانِي اَلْمُنَادٰي وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ اِقْبَالُهٗ بِحَرْفٍ نَائِبٍ مَنَابَ أَدْعُوْ لَفْظًا أَوْتَقْدِيْراً. وَيُبْنٰي عَلٰي مَايُرْفَعُ بِهٖ إِنْ كَانَ مُفْرَدًا نَحْوُ يَازَيْدُ وَيَارَجُلُ.

(الف) عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) منادیٰ کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے مطلب تحریر کریں۔ (ج) نیز بتلایئے کہ مفرد معرفہ سے کیا مراد ہے اور مصنفؒ نے علی الرفع کے بجائے علٰي مايرفع به کیوں کہا؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور دوسرا موقع منادیٰ ہے، اور منادیٰ وہ اسم ہے جس کی توجہ مطلوب ہو۔ ایسے حرف کے ذریعہ جو اَدْعُوْ کا قائم مقام ہو لفظاً یا تقدیراً۔ اور منادیٰ مبنی ہوگا اس (حرف یا حرکت) پر جس کے ساتھ اس کو رفع دیا گیا، اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو جیسے: یازیدُ، یارجُلُ، یا زیدانِ، یا زَیدُوْنَ.

(ب) منادیٰ کی اصطلاحی تعریف: منادیٰ ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کی توجہ ایسے حرف کے ذریعہ مطلوب ہو جو حرف اُدْعُــــوْ کے قائم مقام ہو، خواہ وہ حرف لفظوں میں موجود ہو یا مقدر ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مطلب:

الثاني المناديٰ الخ: منادیٰ وہ دوسرا موقع ہے جہاں مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے، منادیٰ میں جو توجہ مطلوب اور مقصود ہوتی ہے وہ اس حرف کے ذریعے ہونا ضروری ہے جو اَدْعُــوْ کے قائم مقام ہو لہٰذا اگر کسی ایسے لفظ سے توجہ مطلوب ہو جو ادعو کے قائم مقام نہ ہو تو وہ منادیٰ نہیں ہوگا جیسے: لِیقبلْ زَیدٌ چاہئے کہ زید متوجہ ہو۔ اس مثال میں لیقبل حرف ہی نہیں لہٰذا وہ (زیدٌ منادیٰ نہیں ہوگا۔

لفظًا او تقديرًا: ان میں دو احتمال ہیں: (۱) یا تو یہ نائب کی تفصیل ہو، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ حرف جو اَدْعُــوْ کے قائم مقام ہے یا تو لفظوں میں موجود ہو جیسے: یَانُوْحُ اِهْبِطْ.

یا پھر وہ حرفِ ندا لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ مقدر ہو، جیسے: یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا.

یہاں پر حرفِ ندا یا محذوف ہے، اصل عبارت اس طرح ہے: یَایُوْسُفُ الخ

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ دونوں منادیٰ کی تفصیل ہوں، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ منادیٰ خواہ لفظوں میں موجود ہو جیسے: یَانُوْحُ اِهْبِطْ. یا منادیٰ لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ مقدر ہو جیسے امام کسائی کی قرأت کے اعتبار سے۔ أَلَا یا اسجُدُوْا. اصل میں أَلَا یَاقَوْمِي اسجدوا ہے۔ امام حفصؒ کے نزدیک أَلَّا یَسْجُدُوْا. مضارع کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

ویُبْنیٰ عَلٰي ماالخ: یہاں سے مصنفؒ منادیٰ کا اعراب بیان کر رہے ہیں، منادیٰ کبھی مبنی ہوتا ہے کبھی مجرور ہوتا ہے، کبھی مفتوح ہوتا ہے اور کبھی منصوب ہوتا ہے، یہاں مبنی ہونے کو بیان فرما رہے ہیں، کہ منادیٰ اگر مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہوگا یعنی منادیٰ بننے سے پہلے اس اسم کی جو رفعی حالت ہوگی منادیٰ بننے کے بعد بھی وہی حالت باقی رہے گی، جیسے: یازیدُ، یارجُلُ، یازیدان، یازیدون.

شروع کی دو مثالیں ضمہ پر مبنی ہیں، کیونکہ یہ مفرد منصرف صحیح ہے اور اس رفعی حالت ضمہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یازیدان: یہ الف پر مبنی ہے، کیونکہ تثنیہ کی رفعی حالت الف کے ساتھ ہوتی ہے۔
یازیدون: یہ واؤ پر مبنی ہے، کیونکہ جمع مذکر سالم کی رفعی حالت واؤ کے ساتھ ہوتی ہے۔

(ج) مفرد معرفہ سے مراد:

مفرد تین چیزوں کے مقابلے میں بولا جاتا ہے: (۱) تثنیہ و جمع کے مقابلے میں۔ (۲) مرکب غیر مفید کے مقابلے میں۔ (۳) مرکب مفید کے مقابلے میں، یعنی مفرد وہ ہے جو جملہ نہ ہو، یہاں پر مفرد مرکب غیر مفید کے مقابلے میں ہے یعنی مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔

معرفہ: معرفہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم خواہ حرفِ ندا کے داخل ہونے سے پہلے ہی معرفہ ہو جیسے: یازیدُ میں زیدُ پہلے ہی سے معرفہ ہے، یا حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو جیسے: یارَجُلُ میں رَجُلُ پہلے نکرہ تھا حرفِ ندا داخل ہونے سے معرفہ ہو گیا۔

علٰی مایرفع کہنے کی وجہ: مصنفؒ نے علٰی الرفع کے بجائے علٰی مایُرفَعُ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رفعہ ہونا چاہئے خواہ کسی بھی حالت میں ہو، ضمہ کی صورت میں ہو یا الف کے ساتھ ہو یا واؤ کے ساتھ ہو، مثلاً یازیدُ میں رفعہ ضمہ کی صورت میں ہے۔ یازیدَانِ میں رفعہ الف کی صورت میں ہے اور یازَیدون میں رفعہ واؤ کی صورت میں ہے۔

کافیہ: صفحہ/۲۹

وَتَوَابِعُ الْمُنَادٰي. اَلْمَبْنِيُّ الْمُفْرَدَةُ مِنَ التَّاكِيْدِ وَالصِّفَةِ وَعَطْفِ الْبَيَانِ وَالْمَعْطُوْفِ بِحَرْفِ الْمُمْتَنِعِ دُخُوْلُ يَاعَلَيْهِ تُرْفَعُ عَلٰي لَفْظِهٖ وَتُنْصَبُ عَلٰي مَحَلِّهٖ. وَالْخَلِيْلُ فِي الْمَعْطُوْفِ يَخْتَارُ الرَّفْعَ. وَاَبُوْعَمْرٍو اَلنَّصَبَ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مفرد اور المعطوف بحرف المتنع دخول یاء کی مراد لکھ کر مطلب اور ہر ایک کی مثال لکھیں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور منادیٰ مبنی کے مفرد توابع یعنی تاکید، صفت، عطفِ بیان اور وہ معطوف بحرف جس پر یا (حرفِ ندا) کا داخل ہونا ممتنع ہو، منادیٰ کے لفظ پر حمل کرتے ہوئے مرفوع ہوں گے، اور اس کے محل پر حمل کرتے ہوئے منصوب ہوں گے اور امام خلیل معطوف میں رفع کو پسند کرتے ہیں اور امام ابوعمر ونصب کو۔

(ب) مفرد کی مراد: یہاں پر مفرد، مضاف یا مشابہ مضاف کے مقابل میں ہے، کہ وہ توابع مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب یہ ہے۔

المعطوف بحرف الممتنع دخول یاء کی مراد: عطف بحرف کی دو صورت ہیں: (۱) وہ معطوف بحرف جس پر یاء حرفِ ندا کا دخول ممتنع ہے، یعنی معطوف معرف باللام۔ (۲) وہ معطوف بحرف جس پر یاء حرفِ ندا کا دخول درست ہے یعنی معطوف غیر معرف باللام۔

مذکورہ عبارت میں عطف بحرف کی پہلی صورت یعنی معطوف معرف باللام کا اعراب بیان کیا جارہا ہے۔

مطلب: منادیٰ کے اعراب سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنفؒ توابع کے اعراب کو بیان فرمارہے ہیں۔

توابع پانچ ہیں: صفت، تاکید، بدل، عطفِ بیان، عطف بحرف۔ عطف بحرف کی دو صورتیں ہیں: مندرجہ بالا عبارت میں منادیٰ کے توابع میں سے ساڑھے تین (یعنی صفت، تاکید، عطفِ بیان اور عطفِ بحرف کی پہلی قسم) کا اعراب بیان کا جارہا ہے، کہ ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں منادیٰ کے لفظ اور محل دونوں کی رعایت کی جائے گی، منادیٰ پر لفظاً تو رفع ہے لہٰذا اس کے توابع پر بھی رفع پڑھا جائے گا اور منادیٰ محل کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اعتبار سے منصوب ہے، کیونکہ وہ مفعول کی جگہ واقع ہے تو محل پر حمل کرتے ہوئے اس کا تابع بھی منصوب ہوگا۔

ہر ایک کی مثال:

تاکید کی مثال: یازیدُ نَفسُہٗ. یَازَیْدُ نَفْسَہٗ.

صفت کی مثال: یازیدُ نِ العَاقِلُ. یَازَیْدُنِ الْعَاقِلَ.

عطف بیان کی مثال: یااقبالُ شاعرٌ. یااِقْبَالُ شَاعِرًا.

معطوف معرف باللام کی مثال: یاخالدُ و الکاتبُ. یاخالدُ و الکاتِبَ.

وَالخلیلُ فِي المعطوف الخ: خلیل بن احمد نحوی (جو سیبویہ کے استاذ ہیں) اور ابوعمرو بصری، ان دونوں کا مذہب بھی منادیٰ مبنی کے مفرد توابع کے بارے میں جمہور نحویوں کی طرح ہے، البتہ معطوف معرف باللام کے سلسلے میں ان دونوں کا تھوڑا سا اختلاف ہے۔

خلیل نحوی فرماتے ہیں کہ اس پر نصب بھی جائز ہے، لیکن رفع مختار ہے، کیونکہ معطوف پر اگر الف لام داخل نہ ہوتا تو وہ مستقل منادیٰ ہوتا اور مفرد معرفہ ہونے کی وجہ سے علامتِ رفع پر مبنی ہوتا، لیکن معرف باللام ہونے کی وجہ سے اس پر حرفِ ندا نہیں آیا، اور وہ علامتِ رفع پر مبنی نہ ہوسکا۔ تو کچھ ایسی صورت اختیار کی جائے کہ اس کا منادیٰ پن بالکل ختم نہ ہو، منادیٰ کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہے، اس کی صورت یہی ہے کہ اس کو ضمہ پر مبنی قرار نہ دیا جائے، معرب ہی رکھا جائے۔ لیکن معرب کرنے کے بعد اُس کو مرفوع رکھا جائے کیونکہ رفع اور ضمہ میں مناسبت ہے۔

اور ابوعمرو بصری فرماتے ہیں کہ نصب مختار ہے، کیونکہ جب اس معطوف پر حرفِ ندا نہیں آسکتا تو وہ مستقل منادیٰ نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو تابع کا حکم دیا جائے گا، اور منادیٰ مبنی کا تابع محل کا تابع ہوتا ہے اور محلاً منادیٰ منصوب ہے، اس لئے معطوف معرف باللام پر بھی نصب آنا چاہئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ/۳۱

وَتَرْخِيمُ الْمُنَادىٰ جَائِزٌ وَفِيْ غَيْرِهٖ ضَرُوْرَةٌ وَشَرْطُهُ اَنْ لَايَكُوْنَ مُضَافًا وَلَامُسْتَغَاثًا وَلَاجُمْلَةً. وَيَكُوْنَ إِمَّاعَلَمًا زَائِدًا عَليٰ ثَلٰثَةِ أَحْرُفٍ. وَإِمَّابِتَاءِ التَّانِيْثِ. فَإِنْ كَانَ فِيْ آخِرِهٖ زِيَادَتَانِ فِيْ حُكْمِ الْوَاحِدَةِ. أَوْحَرْفٌ صَحِيْحٌ قَبْلَهُ مَدَّةٌ. وَهُوَ اَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَحْرُفٍ حُذِفَتَا.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف لکھتے ہوئے عبارت کا مطلب تحریر کیجئے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور منادیٰ کی ترخیم جائز ہے اور اس (منادیٰ) کے علاوہ میں ضرورت کے وقت، اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ (منادیٰ) مضاف نہ ہو اور نہ مستغاث ہو اور نہ جملہ ہو، اور وہ یا تو ایسا علم ہو جو تین حروف سے زیادہ ہو، یا تاء تانیث کے ساتھ ہو، پس اگر اس اسم کے آخر میں ایسی دو زیادتی ہو جو ایک زیادتی کے حکم میں ہو یا (اس اسم کے آخر میں) ایسا حرفِ صحیح ہو جس سے پہلے حرفِ مدّہ ہو حال یہ کہ وہ اسم چار حرف سے زیادہ ہو، تو وہ دونوں حروف حذف ہو جائیں گے۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف: رَخَّمَ الشَّیءَ: نرم و آسان بنانا۔

اصطلاحی تعریف: منادیٰ کے آخری حرف کو تلفظاً آسان کرنے کے لئے حذف کر دینا۔

مطلب:

وترخیم المنادیٰ جائز الخ: مذکورہ عبارت میں مصنفؒ ترخیم منادیٰ کو بیان فرما رہے ہیں، چونکہ ترخیم منادیٰ کا خاصہ ہے۔ اور جب کسی شی کا خاصہ بیان کر دیا جائے تو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس شئ کی وضاحت ہوجاتی ہے، منادیٰ کی ترخیم نظم ونثر دونوں میں جائز ہے، اور منادیٰ کے علاوہ میں صرف ضرورتِ شعری کی وجہ سے جائز ہے۔ نثر میں جائز نہیں ہے۔

وهو حذف فى آخره تخفيفا کہہ کر مصنفؒ نے منادیٰ کی تعریف بیان کی کہ منادیٰ کہتے ہیں: اسم کے آخر حرف کو تخفیف کی غرض سے حذف کردینا جیسے: یَامَالِکُ سے یَامَالُ. یَامَنْصُوْرُ سے یَامَنْصُ اور جس منادیٰ میں ترخیم کی جائے اس کو منادیٰ مرخَّم کہتے ہیں۔

وشرطه ان لايكون الخ: مذکورہ عبارت میں منادیٰ میں ترخیم کے شرائط بیان کئے گئے ہیں، ترخیم کی چار شرائط ہیں، تین عدمی اور ایک وجودی۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ منادیٰ مضاف نہ ہو، نہ اس میں اضافتِ معنوی پائی جائے نہ اضافتِ لفظی، اور نہ وہ شبہ مضاف ہو، کیونکہ مصاف اور مضاف الیہ معنیً کے اعتبار سے ایک کلمے کے حکم میں ہے، اب اگر مضاف کے آخر میں ترخیم کی جائے تو کلمے کے بیچ میں ترخیم کرنا لازم آئے گا، حالانکہ ترخیم کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے، ارا گر مضاف الیہ کے آخر میں کی جائے تو چونکہ مضاف الیہ لفظ کے اعتبار سے الگ کلمہ ہے جو کہ منادیٰ نہیں ہے، منادیٰ تو مضاف ہے، پس غیر منادیٰ میں ترخیم لازم آئے گی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ منادیٰ مستغاث نہ ہو، نہ مستغاث باللام ہو اور نہ مستغاث بالالف۔ مستغاث باللام نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس پر منادیٰ کا کوئی اثر (یعنی علامت رفع پر بنا، یا نصب) ظاہر نہیں ہے، لہٰذا ترخیم بھی اس میں جاری نہ ہوگی۔

اور مستغاث بالالف نہ ہونے کی شرط اس وجہ سے ہے کہ اس میں الف کی زیادتی آواز کو بلند کرنے اور اس کو دراز کرنے کے لئے ہوتی ہے اور حذف اس کے منافی ہے لہٰذا ترخیم جاری نہیں ہوگی۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ منادیٰ جس میں ترخیم کی جارہی ہے وہ جملہ نہ ہو، یعنی اگر کسی شخص کا نام کسی جملے کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس کی ترخیم جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسا جملہ امثال کے مانند ہے اور امثال میں تغیر وتبدل درست نہیں، کیونکہ اگر امثال میں تبدیلی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی گئی تو اس مثل کے ذریعہ جس قصہ پر دلالت مقصود ہے وہ ختم ہو جائے گی، جیسے: یَاتَأَبَّطَ شَرًّا. (اے شر کو بغل میں دبانے والا) اگر تأبَّطَ شرًّا کسی کا نام رکھ دیا جائے تو گرچہ وہ منادیٰ ہے لیکن چونکہ وہ جملہ ہے جس میں تغیر جائز نہیں، پس اس میں ترخیم بھی جائز نہیں۔

(۴) چوتھی شرط وجودی ہے اس کے دو جز ہیں: (۱) وہ منادیٰ جس کی ترخیم کی جا رہی ہے وہ تین حروف سے زیادہ والا علم ہو، (۲) اور اگر وہ تین حروف سے زائد والا علم نہ ہو تو پھر اس منادیٰ میں تاءِ تانیث ہو، گرچہ ترخیم کرنے کے بعد تین حروف سے کم ہو جائے، جیسے: ثُبَّةٌ بکریوں کا ریوڑ قُلَّةٌ (گلی ڈنڈا)۔ دونوں شرطوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے اور دونوں کے جمع ہونے پر کوئی حرج نہیں ہے۔ علم ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ علم کثرت سے منادیٰ بنتا ہے، اور کثرت خفت کو چاہتی ہے۔ اور ترخیم کا مقصد ہی کلمہ کو خفیف کرنا ہے اور تین حروف سے زائد ہونا اس لئے ہے کہ ترخیم کے بعد معرب میں کم از کم تین حروف باقی رہیں، اور تاء تانیث کی شرط اس وجہ سے ہے کہ اگر چہ تاء کو حذف کرنے کے بعد دو ہی حرف رہیں گے پھر بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تاء تانیث پہلے ہی سے علیحدہ حرف ہے کلمہ ترخیم سے پہلے ہی دو حرفی تھا، ترخیم کے بعد اس پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

فان كان في آخره الخ: ترخیم کے شرائط بیان کرنے کے بعد اب مصنف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ ترخیم کی وجہ سے کتنے حروف حذف ہوں گے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ جس اسم میں ترخیم کرنا چاہو اس کو دیکھو، اگر اس کے آخر میں دو ایسے حروف ہوں جو ایک ہی زیادتی کے حکم میں ہوں، یعنی وہ دونوں ایک ساتھ ہی زیادہ کئے گئے ہوں تو دونوں کو حذف کر دیا جائے گا، کیونکہ جب دونوں کی زیادتی ایک ساتھ ہوئی ہے تو حذف بھی دونوں ایک ساتھ ہوں گے، جیسے: أَسْمَاءُ، مَرْوَانُ. دونوں کو ترخیم کے بعد اس طرح پڑھیں گے: یا أَسْمَ. یَامَرْوَ.

اور اگر اسم کے آخر میں حرفِ صحیح ہو اور اس سے پہلے مدہ زائدہ ہو، تو اس میں ترخیم کے وقت آخر کے دونوں حروف یعنی حرفِ صحیح اور اس سے پہلے والے حرف مدہ کو حذف کر دیں گے، اس شرط کے ساتھ کہ اس اسم میں چار حروف سے زائد ہوں، تا کہ حذف کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بعد کم از کم تین حروف باقی رہ جائیں، کیونکہ معرب میں کم از کم تین حروف ضروری ہیں، جیسے: یامَنْصُوْرُ میں یَامَنْصُ. یَاعَمَّارُ میں یَاعَمُّ.

کافیہ: صفحہ/۳۳

وَلَایُنْدَبُ إِلَّاالْمَعْرُوْفُ فَلَایُقَالُ وَارَجُلَاهُ وَامْتَنَعَ وَازَيْدُ الطَّوِيْلَاهُ. خِلَافًا لِيُوْنُسَ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور نُدبَہ نہیں کیا جائے گا مگر مشہور شخص کا، چنانچہ نہیں کہا جائے گا: وَارَجُلاہ. اور ممتنع ہے وَازیدُ الطویلاہ. امام یونسؒ نے اختلاف کیا ہے۔

(ب) مطلب:

ولایُنْدَبُ إلاالمعروف الخ: مذکورہ عبارت میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ندبہ اور درد کا اظہار صرف مشہور و معروف شخص کا ہوتا ہے، مجہول اور غیر معروف شخص کا نہیں ہوتا، کیونکہ جب مشہور و معروف شخص کا ندبہ کیا جائے گا تو لوگ اس ندبہ کرنے والے کو اظہارِ غم میں معذور گردانیں گے، اور اس کے غم میں شریک ہوں گے، اور اگر غیر معروف شخص کا ندبہ کیا جائے تو لوگ اس کا مذاق اُڑائیں گے۔ نتیجہ کے طور پر مصنفؒ نے فرمایا کہ: وارجُلاہ کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ وارجلاہ کے ساتھ کوئی خاص مندوب مشہور نہیں ہے جس کی طرف ذہن منتقل ہو۔

وامتنع وازید الخ: جمہور کے نزدیک مندوب کی صفت کے ساتھ ندبہ کی علامت یعنی الف اور ہاء لاحق کرنا درست نہیں ہے، مثلاً: **وازیدُ الطویلاہ.** کہنا جائز نہیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، بلکہ مندوب موصوف کے آخر میں ہی الف اور ہاء کی زیادتی ہوگی۔ مثلاً اس طرح کہا جائے گا: وازیداہُ الطویل.

اس میں امام یونس نحویؒ کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک مندوب کی صفت کے آخر میں بھی زیادتی جائز ہے۔ وہ اس کو ترکیب اضافی پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح مضاف الیہ کے آخر میں الف ہاء کی زیادتی جائز ہے اور یا امیر المؤمنیناہ کہنا درست ہے، اسی طرح صفت کے آخر میں زیادتی جائز ہے۔ اور وازیدُ الطویلاہ کہنا درست ہے۔

جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ چونکہ مضاف الیہ کے بغیر مضاف کے معنیٰ پورے نہیں ہوتے تو ان میں اتصال قوی ہے، جبکہ موصوف صفت کے درمیان ایسا اتصال نہیں پایا جارہا ہے اس لئے یہ قیاس درست نہیں ہے۔

کافیہ: صفحہ/۳۴

وَشَذَّ اِصْبَحْ لَيْلُ وَافْتَدِ مَخْنُوقُ. وَأَطْرِقْ كَرَا. وَقَدْيُحْذَفُ الْمُنَادٰي لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا مِثْلُ. أَلَايَا اسْجُدُوْا.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) پوری عبارت کی تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ لیل، مخنوق اور کرا اسم جنس ہیں پھر بھی یہاں حرفِ ندا کیوں حذف کیا گیا؟

(ج) نیز (الایا اسجدوا) میں حذف منادیٰ کا قرینہ کیا ہے واضح کیجئے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: إِصْبَحْ لَيْلُ (اے رات صبح ہو جا) اور افتد مخنوق (اے گلا گھونٹے ہوئے فدیہ دے) اور أطرق كرا (اے کروان تو اپنا سر جھکا لے) شاذ ہے اور کبھی کبھی منادیٰ کو جوازی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: **الایا اسجدوا.**

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

وشذ اصبح الخ: مذکورہ عبارت کے ذریعے ایک اشکال کا جواب دیا گیا ہے۔

اشکال: ابھی آپ نے فرمایا کہ منادیٰ کی اسم جنس سے حرفِ ندا کو حذف کرنا جائز نہیں ہے، حالانکہ مذکورہ مثالیں ایسی ہیں کہ منادیٰ اسم جنس ہونے کے باوجود حرفِ ندا کو اس سے حذف کر دیا گیا ہے، جیسے: إِصْبَحْ لَيلُ. اس میں لیلُ اسم جنس ہے اسکے باوجود اس سے حرفِ ندا کو حذف کر دیا گیا اصل عبارت یوں تھی: إِصْبَحْ يَالَيْلُ. اسی طرح: افتدِ مَخْنُوقُ میں مَخْنُوقُ. اسی طرح: أَطْرِق كَرَا کی اصل أطرق یا کرا تھی، اسم جنس ہونے کے باوجود حرفِ ندا کو اس سے حذف کر دیا گیا۔

جواب: مذکورہ اعتراض کا جواب مصنفؒ نے یہ کہہ کر دیا کہ مذکورہ اسماء اجناس سے حرفِ ندا کو حذف کر شاذ ہے۔

فائدہ: إصبح لیلُ یہ امراء القیس شاعر کی بیوی کا قول ہے، شبِ زفاف میں اس نے یہ قول نفرت میں کہا تھا۔ اس کی بیوی سے نفرت کی وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ امراء القیس کا سینہ بھاری تھا، سرین ہلکی اور وہ خود انتہائی سریع الانزال تھا، جب امراء القیس کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً طلاق دے دی، اب اس قول کا استعمال کسی چیز کو شدت کے ساتھ طلب کرنے کے وقت ہوتا ہے۔ قول کا مطلب یہ ہے کہ اے رات تو صبح جلدی ہو جا تا کہ اس سے چھٹکارا حاصل کروں۔

افتدِ مخنوق: اس کا قصہ یہ ہے کہ سلیک بن سلکہ چت سو رہا تھا، ایک شخص نے آکر اس کا گلا گھونٹا اور کہا افتد مخنوق اے گلا گھونٹے ہوئے شخص فدیہ دے یعنی مال دے تا کہ میں تجھے چھوڑ دوں قتل نہ کروں۔

اطرق کرا: (اے کروان پرندے سر جھکا لے) یہ ایک منتر ہے جس کو پڑھ کر کروان پرندے کا شکار کیا جاتا ہے۔ پورا منتر اس طرح ہے: اطرق کرا اطرق کرا. إن النعامة في القرىٰ (اے کروان پرندے سر جھکا لے، کیونکہ تجھ سے بڑے پرندے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شترمرغ کا شکار کرکے لوگ بستی میں لے گئے تیری کیا حیثیت) اس کو سُن کر وہ زمین سے چمٹ جاتا ہے اور شکاری اس پر جال ڈال کر پکڑ لیتا ہے، یہ پرندہ مرغی سے چھوٹا ہوتا ہے، اس کے پاؤں البتہ بڑے ہوتے ہیں، عربی میں اس کو حَبَاری بھی کہتے ہیں۔

وقد یحذف المنادیٰ الخ: مذکورہ عبارت میں منادیٰ کے حذف کو بیان کیا جارہا ہے کہ کبھی کبھی منادیٰ کو حذف کردیا جاتا ہے جوازاً قرینہ کے موجود ہونے کے وقت جیسے: أَلَا یَا اسْجُدُوْا. اصل عبارت تھی: أَلَا یَاقَوْمِيْ اسْجُدُوْا.

(ج) أَلَا یَا اسجدوا میں حذف منادیٰ کا قرینہ:

أَلَا یَا اسجدوا میں منادیٰ کا قرینہ یہ ہے کہ اسجدوا فعل امر ہے اور حرفِ ندا یاء فعل پر داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی اسم یہاں پر محذوف ہے، پس یہی منادیٰ کے حذف پر قرینہ ہے۔

کافیہ: صفحہ/۳٤

اَلثَّالِثُ مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ عَلٰي شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ وَهُوَ كُلُّ اسْمٍ بَعْدَهُ فِعْلٌ أَوْشِبْهُهُ مُشْتَغِلٌ عَنْهُ بِضَمِيْرِهٖ أَوْمُتَعَلِّقِهٖ لَوْسُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ أَوْمُنَاسِبُهُ لَنَصَبَهُ.

(الف) ترجمہ کیجئے۔ (ب) تشریح کرتے ہوئے فعل، شبہ فعل، مشتغل عنہ بضمیرہ او متعلقہ اور مناسبہ کو مثالوں کے ذریعے واضح کیجئے؟

جواب:

(الف) **ترجمہ:** اور (ان چار جگہوں میں سے جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے) تیسری جگہ ما اضمر عاملہٗ علیٰ شریطۃ التفسیر ہے (یعنی وہ مفعول بہ جس کے عامل کو تفسیر کی بناء پر حذف کردیا گیا ہو) اور وہ ہر ایسا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اسم ہے جس کے بعد ایسا فعل یا شبہ فعل ہو جو اس اسم سے اعتراض کرنے والا ہوا اس کی ضمیر یا اس کے متعلق (میں عمل کرنے) کی وجہ سے۔ اگر مسلط کر دیا جائے اس اسم پر فعل کو یا اس کے مناسب کو تو وہ اس کو نصب دے دے۔

(ب) تشریح:

الثالث مااضمر عامله الخ: ان چار جگہوں میں سے جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے تیسری جگہ مااضمر عامله الخ ہے۔ مَا سے مراد مفعول بہ ہے، اُضْمِرَ اِضْمَارًا سے مشتق ہے اس کے معنیٰ ہیں: پوشیدہ رکھنا، شریطة بمعنیٰ شرط ہے۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تیسرا موقع وہ مفعول بہ ہے کہ جس کے عامل ناصب کو اس بناء پر حذف کر دیا گیا ہو کہ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے، اس مفعول بہ کے فعل کا حذف اس وجہ سے ضروری ہے کہ اگر اس کو حذف نہیں کریں گے تو آگے اس کی تفسیر آنے کی وجہ سے مُفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا جو صحیح نہیں ہے۔

مااضمر عامله الخ: ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو جو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کرتا ہو، اور اگر اس فعل یا شبہ فعل کو اس اسم پر مسلط کر دیں یعنی اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق کو حذف کر کے فعل یا شبہ فعل یا اس کے مناسب کو مقدم کر دیں تو وہ اس اسم کو اپنا معمول بنا کر نصب دے دے۔

مذکورہ تعریف سے معلوم ہوا کہ اس فعل یا شبہ فعل کے اس اسم میں عمل نہ کرنے کی وجہ دو میں سے کوئی ایک ہے۔ اسم مذکور کی ضمیر میں عمل کرنا یا اس کے متعلق میں عمل کرنا، نیز تسلیط کے بارے میں فرمایا کہ کبھی فعل یا شبہ فعل کی تسلیط ہوگی اور کبھی ان کے مناسب کی، پھر مناسب عام ہے خواہ مناسب مرادف ہو یا مناسب لازم، اس طرح مااضمر الخ کی عقلاً بارہ صورتیں نکلتی ہیں، کیونکہ فعل اسم مذکور سے اعراض کرے گا، اسم کی ضمیر کی وجہ سے اور تسلیط بعینہٖ اسی کی فعل کی ہوگی، یا اس کے مناسب مرادف کی یعنی ایسے فعل کی جو اس کے ہم معنیٰ ہو، یا مناسب لازم کی، یہ تین صورتیں ہوئی، اور اگر اسم کے متعلق میں عمل کرنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سے اعراض کرے تو اس میں بھی یہی تین صورتیں ہوں گی، البتہ اس شکل میں بعینہٖ اسی فعل کی یا اس کے مناسب مرادف کی تسلیط نہیں ہوسکتی، صرف مناسب لازم کی ہوسکتی ہے۔

اور یہی چھ شکلیں شبہ فعل کی بھی نکلیں گی، اور اس میں بھی جب اسم کے متعلق کی وجہ سے اعراض کرے تو تسلیط صرف شبہ فعل کے مناسب لازم کی ہوسکتی ہے، بعینہٖ شبہ فعل کی یا اس کے مناسب مرادف کی نہیں ہوسکتی، تو دو شکلیں فعل میں اور دو شکلیں شبہ فعل میں غیر معتبر ہیں باقی آٹھ شکلیں معتبر ہیں۔

ہر ایک کی مثال:

(۱) فعل اسم مذکور میں عمل کرنے سے اعراض کرے اس کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اور تسلیط بعینہٖ فعل کی ہو جیسے: زيدًا ضربتهُ أَيْ ضَرَبْتُ زيداً ضربتهُ.

(۲) فعل اس کی ضمیر کی وجہ سے عمل کرنے سے اعراض کرے او تسلیط فعل کے مناسب مرادف کی ہو جیسے: زيدًا مررْتُ بِهِ. اس مثال میں اگر مررْتُ کو زیدًا پر مقدم کردیں گے تو وہ خود اس کو نصب نہیں دے گا، کیونکہ وہ باء کے صلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، بلکہ اس کا مناسب مرادف جاوزتُ ہے، لہٰذا اگر اس کو اسم مذکور پر مسلط کردیں تو وہ نصب دے دے گا جیسے: جَاوزتُ زيداً.

(۳) فعل اس کی ضمیر کی وجہ سے اعراض اور تسلیط فعل کے مناسب لازم کی ہو جیسے: زيدًا حُبِسْتُ عليهِ. اس مثال میں حُبِسْتُ اسم مذکور زیدًا میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے اس کی ضمیر علیه کی ہٗ ضمیر کی وجہ سے، اور اگر اس فعل کو زیدًا پر مقدم کریں گے تو اس کو نصب نہیں دے گا، ایسے ہی اس کا مناسب مرادف بھی مفعول کو نہیں چاہتا، اس لئے اس کے مناسب لازم لابَسْتُ کو مقدم کریں گے تو وہ زیدًا کو نصب دے دے گا، اور لابَسْتُ اس کا مناسب لازم اس وجہ سے ہے کہ جب ایک شئ کو دوسری شئ پر حبس (قید کیا جاتا ہے) تو وہ شئ دوسری کے ملابس (ملی ہوئی) ضروری ہوتی ہے۔

(۴) فعل اسم کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اسم مذکور میں عمل کرنے سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اعراض کرے اور تسلیط بعینہ اسی فعل کی ہو جیسے: زیداً ضربتُ غلامہ. یہاں فعل یعنی ضربتُ اسم مذکور زیدًا کے متعلق میں یعنی غلام میں عمل کرنے کی وجہ سے زیدًا میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے، لیکن یہاں فعل کی یا اس کے ہم معنیٰ کسی دوسرے فعل کی (یعنی مناسب مرادف کی) تسلیط نہیں ہوسکتی، کیونکہ ضربتُ کو اگر مقدم کریں گے تو معنیٰ ہوگا: میں نے زید کی پٹائی کی حالانکہ مضروب زید نہیں ہے بلکہ غلام ہے، اس لئے یہ صورت باطل ہے۔

(۵) فعل اسم مذکور میں اس کے متعلق کی وجہ سے عمل کرنے سے اعراض کرے، اور تسلیط اس کے مناسب مرادف کی ہو، یہ صورت بھی باطل ہے تفصیل ما قبل میں گزر چکی۔

(٦) فعل اسم مذکور میں اس کے متعلق کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط فعل کے مناسب لازم کی ہو، جیسے: زیدًا ضربتُ غلامَه. اس مثال میں ضربت کا مناسب لازم أهنتُ ہے، اس کو اگر زیداً پر مقدم کر دیں گے تو نصب دے دے گا، اور اس کے لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے غلام کی پٹائی کی وجہ سے خود اس کی توہین لازم آتی ہے۔

(۷) شبہ فعل اسم کی ضمیر کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط بعینہ شبہ فعل کی ہو جیسے: زیداً أنا ضاربُهُ أي أنا ضاربٌ زيداً.

(۸) شبہ فعل اس کی ضمیر کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط شبہ فعل کے مناسب مرادف کی ہو، جیسے: زيدًا أنا مارٌّ به أي أَنَا مُجَاوِزٌ زَيْدًا. أَنَامَارٌّبِهِ.

(۹) شبہ فعل اس کی ضمیر کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط شبہ فعل کے مناسب لازم کی ہو جیسے: زيدًا أَنَامَحْبُوْسٌ عليه أي أَنَا مُلَامِسٌ زَيْدًا. أَنَامَحْبُوْسٌ عَلَيْهِ.

(۱۰) شبہ فعل اسم کے متعلق کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط بعینہ شبہ فعل کی ہو، یہ صورت بھی باطل ہے، تفصیل ما قبل میں آچکی۔

(۱۱) شبہ فعل اسم کے متعلق کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط شبہ فعل کے مناسب مرادف کی ہو یہ صورت بھی باطل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱۲) شبہ فعل اسم کے متعلق کی وجہ سے اعراض کرے اور تسلیط شبہ فعل کے مناسب لازم کی ہو، جیسے: زیداً أناضاربٌ غُلامُهٗ أیْ أنَامُهِيْنٌ زَیْدًا أَنَاضَارِبٌ غُلَامَهٗ.

کافیہ: صفحہ/۳۷

اَلْمَفْعُوْلُ فِيْهِ هُوَ مَافُعِلَ فِيْهِ فِعْلٌ مَذْکُوْرٌ مِنْ زَمَانٍ أَوْمَکَانٍ وَشَرْطُ نَصَبِهٖ تَقْدِیْرُ فِيْ وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ کُلُّهَا تَقْبَلُ ذٰلِکَ وَظُرُوْفُ الْمَکَانِ إِنْ کَانَ مُبْهَمًا قَبِلَ ذَالِکَ وَإِلَّافَلَا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے اور مطلب لکھیے۔ (ب) فوائد قیود کی وضاحت کیجئے۔ (ج) اور بتایئے کن ظرف میں فی مقدر ہوسکتا ہے اور کن ظروف میں نہیں، نیز ظرف مبہم کو بیان کریں۔

جواب:

(الف) عبارت بااعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: مفعول فیہ وہ زمانہ یا جگہ ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا ہو اور اس کے منصوب ہونے کی شرط فی کا مقدر ہونا ہے اور ظروف زمان سب کے سب فی کی تقدیر کو قبول کرتے ہیں، اور ظروف مکان اگر مبہم ہوں تو تقدیر فی کو قبول کرتے ہیں ورنہ نہیں۔

مطلب:

المفعول فیه: مفاعیل خمسہ میں سے تیسرا مفعول فیہ ہے، مذکورہ عبارت میں مصنفؒ نے سب سے پہلے مفعول فیہ کی تعریف کی، کہ مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جس میں اس سے پہلے ذکر کیا ہوا فعل کیا گیا ہو، جیسے: صُمْتُ یوم الجمعةِ. (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) اس میں یوم الجمعة مفعول فیہ ہے، کیونکہ یوم الجمعة وہ زمانہ ہے جس میں اس سے پہلے ذکر کیا گیا فعل یعنی صوم کیا گیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مفعول فیہ کی تعریف میں فعل سے فعل لغوی یعنی معنی مصدری (کام) مراد ہے۔

مصنفؒ نے من زمان او مکان کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مفعول فیہ کی دو قسمیں ہیں، مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔(۱) ظرفِ زمان (۲) ظرفِ مکان۔

وشرط نصبہ الخ: مصنفؒ کے نزدیک اگر فی حرف جر لفظوں میں موجود ہو تو وہ بھی مفعول فیہ ہے، جبکہ جمہور کے نزدیک وہ مفعول فیہ نہیں بلکہ جار مجرور ہے، اس لئے مصنفؒ کو مفعول فیہ کے منصوب ہونے کی یہ شرط لگانی پڑی کہ مفعول فیہ منصوب اس وقت ہوگا جبکہ اس سے پہلے فی مقدر ہو، اگر مقدر نہ ہو بلکہ موجود ہو تو مصنفؒ کے نزدیک وہ مفعول فیہ تو ہوگا لیکن منصوب نہیں بلکہ مجرور ہوگا۔

وظروف الزمان کلھا الخ: اوپر بیان کیا گیا کہ مفعول فیہ کی دو قسمیں ہیں: زمان، مکان۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: مبہم، محدود۔

مبہم: وہ ظرف ہے جس کی کوئی حد متعین نہ ہو جیسے: دَھرٌ. اور محدود وہ ظرف ہے جس کی کوئی حد ہو، جیسے: یَومٌ. اس تفصیل سے ظرف کی کل چار قسمیں ہو گئیں: (۱) ظرف زمان مبہم جیسے: دَھرٌ، حِینٌ. (۲) ظرف زمان محدود جیسے: یوم، لیل، شھر.
(۳) ظرف مکان مبہم جیسے: جہات ستہ: أَمام، خَلفٌ، یَمِینٌ، شِمالٌ، فوقٌ، تحت.
(۴) ظرفِ مکان محدود جیسے: دَارٌ، مسجدٌ، بیتٌ.

مذکورہ عبارت میں مصنفؒ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ ظروف زمان خواہ مبہم ہوں یا محدود ان میں فی مقدر ہوتا ہے، اور وہ منصوب ہوتے ہیں، ظرفِ زمان مبہم اس وجہ سے منصوب ہوتے ہیں کہ فعل کے تین جز ہوتے ہیں، معنی مصدری نسبت الی الفاعل اور زمانہ۔ اور فعل میں جو زمانہ ہوتا ہے وہ مبہم ہی ہوتا ہے، اور قاعدہ ہے کہ جب جزءِ فعل کو فعل سے الگ کیا جائے تو وہ منصوب ہوتا ہے، جیسے مفعول مطلق کہ وہ مصدر ہے اور مصدر فعل کا ایک جز ہوتا ہے، اسی طرح زمان مبہم کو بھی جب حرف جر کے واسطے کے بغیر ذکر کریں گے تو منصوب ہوگا۔ اور ظرف زمان محدود کو مبہم پر حمل کر لیا گیا کیونکہ زمانیت میں دونوں شریک ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وظروف المکان ان کان الخ:

ظرف مکان اگر مبہم ہوں تو ان میں بھی فی مقدر ہوگا، اور ان کو منصوب پڑھا جائے گا، کیونکہ یہ ظروف زمان مبہم کے ساتھ ابہام میں شریک ہیں، جیسے: جَلَسْتُ خَلْفَکَ.

اور ظروف مکان محدود میں فی مقدر نہیں ہوگا، بلکہ فی لفظوں میں موجود ہوکر مجرور ہوگا، کیونکہ زمان مبہم کے ساتھ یہ ظروف نہ تو زمانیت میں شریک ہیں اور نہ ابہام میں۔

(ب) فوائد قیود:

تعریف تمام اسماء زمان ومکان کو شامل تھی لیکن مذکور کی قید سے یوم الجمعة یوم طیب جیسی مثالیں خارج ہوگئیں، کیونکہ جمعہ کے دن کوئی نہ کوئی تو کام ضرور کیا ہوگا، جو یہاں مذکور نہیں ہے۔

نیز ما جنس کے درجے میں ہے جو تمام مفاعیل کو شامل تھا فیہ کی قید سے باقی تمام مفاعیل نکل گئے۔

(ج) کن ظروف میں فی مقدر ہوسکتا ہے اور کن میں نہیں؟

ظرفِ مکان محدود کے علاوہ باقی تینوں قسموں: ظرف زمان مبہم، ظرفِ زمان محدود اور ظرفِ مکان مبہم میں فی مقدر ہوگا۔

ظرفِ مبہم: جس کی کوئی حد متعین نہ کی جائے جیسے: دَهْرٌ، حِيْنٌ وغیرہ۔

کافیہ: صفحہ/۳۹

اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهُ هُوَ مَذْكُوْرٌ بَعْدَ الْوَاوِ لِمُصَاحَبَةِ مَعْمُوْلِ فِعْلٍ لَفْظًا أَوْمَعْنًى فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا وَجَازَ الْعَطْفُ فَالْوَجْهَانِ مِثْلُ جِئْتُ أَنَا وَزَيْدٌ وَزَيْدًا وَإِلَّا تَعَيَّنَ النَّصْبُ. مِثْلُ جِئْتُ وَزَيْدًا. وَإِنْ كَانَ مَعْنًى

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ. نَحْوُ مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو وَإِلَّاتَعَيَّنَ النَّصَبُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے فعل لفظی و معنوی کی مراد واضح کیجئے۔ (ج) مالزید و عمرو. کا عامل کیا ہے متعین کیجئے، نیز بتایئے کہ مَالَکَ وزیداً میں عطف درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں تو کیوں نہیں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: مفعول معہٗ وہ اسم ہے جو واؤ کے بعد مذکور ہو، فعل کے معمول کا مصاحب بن کر (ساتھ ہو کر) خواہ فعل لفظی ہو یا معنوی، پس اگر فعل لفظی ہو اور عطف بھی جائز ہو تو دو وجہیں (جائز) ہیں، جیسے: جِئْتُ أَنَا وَزَيْدٌ وَزَيْدًا. ورنہ تو نصب متعین ہے، جیسے: جِئْتُ وَزَيْدًا. اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہے، جیسے: مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو ورنہ تو نصب متعین ہے۔

(ب) مطلب:

المفعول معهٗ الخ: مفاعیل خمسہ میں سے پانچواں اور آخری مفعول، مفعولہ معہٗ ہے۔

مفعول معہٗ وہ اسم ہے جو اس واؤ کے بعد آئے جو فعل کے معمول کی مصاحبت کے لئے آتا ہے، وہ فعل خواہ لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو یعنی معنوی ہو۔

مصاحب کا مطلب یہ ہے کہ وہ واؤ یہ بتاتا ہے کہ یہ اسم اس معمول کے ساتھ حکم میں شریک ہے، اگر فعل کا معمول فاعل ہے تو صدورِ فعل میں مصاحبت ہوگی، یعنی فاعل کی طرح مفعول معہٗ سے بھی فعل کا صدور ہوگا، جیسے: اِسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةُ. پانی لکڑی کے ساتھ برابر ہو گیا، اور اگر فعل کا معمول مفعول بہ ہے تو وقوعِ فعل میں مصاحبت ہوگی، یعنی مفعول کی طرح مفعول معہٗ پر بھی فعل واقع ہوگا، جیسے: كَفَاكَ وَزَيْدًا درهمٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فعل لفظی ومعنوی کی مراد:

مفعول معہٗ کا عامل فعل کبھی تو لفظوں میں موجود ہوتا ہے جیسے استوی الماءُ وَ وَالْخَشَبَةُ اور کبھی عامل معنوی ہوتا ہے جیسے: مَالَکَ وزَیْدًا. کہ اس مثال میں فعل لفظوں میں موجود نہیں ہے لیکن مَالَکَ سے مَاتَصْنَعُ کے معنیٰ سمجھے جاتے ہیں، اس لئے اس کو فعل معنوی کہتے ہیں۔

فإن كان الفعلُ الخ: یہاں سے مصنفؒ مفعول معہٗ کے عامل فعل کے احکام بیان فرمارہے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر مفعول معہٗ کا فعل لفظوں میں موجود ہو اور مفعول معہٗ کا عطف فعل کے معمول پر کرنا درست ہو تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔ (۱) عطف کرکے فعل کے معمول پر جو اعراب ہے وہی اعراب مفعول معہٗ کو دیا جائے جیسے: جِئْتُ أَنَا زَيْدٌ. اس مثال میں زَیْدٌ کا عطف جِئْتُ کی ضمیر متصل پر کرنا صحیح ہے، کیونکہ جب ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفصل کے ذریعہ لائی جائے تو اس ضمیر منفصل پر کسی اسم کا عطف کرنا درست ہے، اور یہاں ضمیر متصل فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، لہٰذا زَیْدٌ پر بھی وہی اعراب آئے گا۔

(۲) مفعول معہٗ بنا کر نصب دیا جائے، جیسے: جِئْتُ أَنَا زَيْدًا.

وإلاتعين النصب الخ: اور اگر مفعول معہٗ کا عطف فعل کے معمول پر کرنا درست نہ ہو تو نصب پڑھنا متعین ہوگا، جیسے: جِئْتُ وَزَيْدًا. چونکہ اس مثال میں ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفعل کے ذریعے نہیں لائی گئی اس لئے عطف درست نہیں ہے، اس لئے مفعول معہٗ پر نصب پڑھا جائے گا۔

وإن كان معنًى الخ: اور اگر فعل معنوی ہو اور مفعول معہٗ کا عطف فعل کے معمول پر درست ہو تو عطف متعین ہے کہ معطوف علیہ کا جو اعراب ہوگا وہی واؤ کے بعد والے اسم کا ہوگا، جیسے: مَالِزيدٍ وعمروٍ (زید اور عمرو کو ایک دوسرے سے کیا لینا) اس مثال میں فعل معنوی ہے اور عمرو کا عطف زید پر صحیح ہے، اس لئے عطف ہی کیا جائے گا، اور زید کی طرح عمرو بھی مجرور ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف صحیح نہ ہو تو پھر نصب متعین ہوگا، جیسے: مَالَکَ وَزَیْدًا. (آپ کو زید سے کیا لینا)۔

(ج) مالزیدٍ وعمرٍو کا عامل: ان کا عامل یَصْنَعُ ہے، کیونکہ مَا، یَصْنَعُ کے معنیٰ میں ہے، اور یہ فعل معنوی ہے۔

مالک و زیداً میں عطف درست ہے یا نہیں؟ اس میں عطف درست نہیں ہے، کیونکہ لکَ میں کاف ضمیر مجرور متصل ہے، اور ضمیر مجرور پر عطف اعادۂ جار کے بغیر درست نہیں ہے، جب کہ اس مثال میں اگر عطف کریں گے تو ضمیر مجرور پر بغیر اعادۂ جار کے عطف کرنا لازم آئے گا، جو کہ درست نہیں ہے، اس لئے مثال مذکور میں عطف درست نہیں ہے۔

کافیہ: صفحہ/ ٤٠

وَعَامِلُهَا الْفِعْلُ أَوْشِبْهُهُ أَوْمَعْنَاهُ وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُوْنَ نَكِرَةً وَصَاحِبُهَا مَعْرِفَةً غَالِبًا. وَاَرْسَلَهَا الْعِرَاكَ وَمَرَرْتُ بِهٖ وَحْدَهٗ وَنَحْوُهٗ مُتَأَوَّلٌ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) عراک کے معنیٰ لکھ کر مطلب واضح کریں۔

(ج) وارسلها العراک الخ سے جس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے آپ اس اعتراض کو پھر اس کے جواب کو لکھیں۔ (د) نیز حال کی تعریف کر کے بتلایئے کہ حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا کب واجب ہے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور حال کا عامل فعل یا شبہ فعل یا معنیٰ فعل ہوتا ہے، اور اس کی شرط یہ کہ وہ نکرہ ہو اور اس کا صاحب (ذوالحال) اکثر معرفہ ہو اور وارسلها العراک. ومررت به وحده اور ان جیسی مثالوں میں تاویل کی گئی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) عراک کے معنیٰ: عراک کے معنیٰ پانی پر اونٹوں کا ہجوم کرنا، کہا جاتا ہے:
اَوْرَدَ اِبِلَهُ الْعِرَاکَ وہ اپنے اونٹوں کو اکٹھے پانی پر لایا، ارسلھا العراک، یہ لبید شاعر کے شعر کا ایک ٹکڑا ہے۔

مطلب:

عاملها الفعل الخ: مذکورہ عبارت میں یہ بتایا گیا کہ حال کا عامل یا تو فعل ہوگا یا شبہ فعل ہوگا، یا پھر معنیٰ فعل ہوگا۔ شبہ فعل میں اسم فاعل، اسم مفعول، صفتِ مشبہ، اسم تفضیل اور مصدر سب داخل ہیں، جیسے: زَيْدٌ ذَاهِبٌ رَاكِبًا. زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ قَائِمًا. زَيْدٌ حَسَنٌ ضَاحِكًا. هٰذَا بَسْرًا أَطْيَبُ مِنْهُ رَطَبًا. ضَرَبَنِيْ زَيْدًا قَائِمًا.
اور معنیٰ فعل کا مطلب یہ ہے کہ فعل نہ تو صراحۃً موجود ہو اور نہ مقدراً بلکہ مضمون کلام سے فعل کے معنیٰ مفہوم ہو، معنیٰ فعل میں اسم اشارہ، اسم فعل، ندا، تمنی، ترجی اور تشبیہ وغیرہ سب داخل ہیں، مثلاً: هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا میں معنیٰ فعل أُشِيْرُ ہے۔
وشرطها أن تكون الخ: حال کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) ایک تو یہ کہ وہ نکرہ ہو، اگر حال معرفہ ہوگا تو پھر اس صفت کے ساتھ التباس لازم آئے گا جو منصوب ہو، مثلاً: ضَرَبْتُ زَيْدًا قَائِمًا. اگر قائماً کو معرفہ لائیں اور کہیں: ضَرَبْتُ زَيْداً القائم. تو پتہ نہیں چلے گا کہ وہ زیداً کی صفت ہے یا زیداً سے حال ہے۔
(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ ذوالحال معرفہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ ذوالحال محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ کا معرفہ ہونا ضروری ہے، محکوم علیہ اس لئے ہوتا ہے کہ ذوالحال مبتدا اور حال خبر کے درجے میں ہوتا ہے۔ لیکن ذوالحال کا معرفہ ہونا کثیر الوقوع ہے، کچھ مواقع میں ذوالحال کا معرفہ ہونا ضروری نہیں ہے، جیسے: جَاءَ نِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَارِسًا.

(ج) وارسلها العراک الخ:

اعتراض: حال کا نکرہ ہونا ضروری ہے لیکن کچھ مثالوں میں حال معرفہ ہے، لہٰذا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قاعدہ ٹوٹ گیا۔ مثلاً: اَرْسَلَهَا الْعِرَاکَ. العراک اس میں حال ہے حالانکہ وہ معرفہ ہے معرف باللام ہونے کی وجہ سے، ایسے ہی: مَرَرْتُ بِهٖ وَحْدَهٗ. وَحْدَهٗ اس میں حال ہے جبکہ وہ معرف ہے، مرکب اضافی کی وجہ سے۔

جواب:

جواب یہ ہے کہ ان میں تاویل کی گئی ہے، اور ان میں دو طریقے سے تاویل کی گئی ہے۔

(۱) یہ حال نہیں بلکہ مفعول مطلق ہیں اور ان سے پہلے فعل محذوف ہے، تقدیری عبارت یوں ہے: وارسلها تعترک العراک. اور وحدهٗ انفراده کے معنیٰ میں ہے۔ اور اس سے پہلے یَنْفَرِدُ فعل محذوف ہے۔

(۲) یہ حال ہی ہیں، لیکن نکرہ کی تاویل میں ہیں، چنانچہ العراک معترکةً کے اور وَحْدَهٗ مُنْفَرِدًا کے معنیٰ میں ہے۔ چنانچہ یہ صورۃً تو معرفہ ہیں لیکن حقیقۃً نکرہ ہیں۔

(د) حال کی تعریف: حال کے لغوی معنیٰ تغیر و تبدل کے ہیں۔ اور اصطلاح میں حال کہتے ہیں کہ حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول بہ کی حالت بیان کرے۔

حال کو مقدم کرنا: جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال کی تقدیم ضروری ہے، ورنہ حال کا صفت کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔

كافيه: صفحه/ ٤٢

وَلَابُدَّ فِي الْمَاضِيْ الْمُثْبَتِ مِنْ قَدْظَاهِرَةً اَوْ مُقَدَّرَةً وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْعَامِلِ كَقَوْلِکَ لِلْمُسَافِرِ رَاشِدًا مَهْدِيًّا. وَيَجِبُ فِي الْمُؤَكَّدَةِ مِثْلُ زَيْدٌ اَبُوْکَ عَطُوْفًا. أَیْ اُحِقُّهٗ. وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُوْنَ مُقَرِّرَةً لِمَضْمُوْنِ جُمْلَةٍ اِسْمِيَّةٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) ماقبل سے ربط بیان کریں اور حال مؤکدہ کی تعریف اور مثال لکھیں۔ (ج) عبارت کا مطلب تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور ماضی مثبت میں قد کا ہونا ضروری ہے خواہ (قَدْ) ظاہراً ہو یا مقدراً۔ اور (حال) کے عامل کا حذف کرنا جائز ہے، جیسے: مسافر کو تیرا کہنا: رَاشِـدًا مَهْدِيًّا. اور (عامل کا حذف کرنا) حال مؤکدہ میں واجب ہے جیسے: زَيْدٌ أَبُوْكَ عَطُوْفًا (زید تیرا باپ ہے اس حال میں کہ وہ مہربان ہے) یعنی میں ثابت کرتا ہوں اُس کا باپ ہونا اس حال میں کہ وہ مہربان ہے، اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ (حال مؤکدہ) جملہ اسمیہ کے مضمون کو پختہ کرنے والا ہو۔

(ب) ماقبل سے ربط: ماقبل میں بیان کیا گیا تھا کہ حال میں اصل مفرد ہونا ہے لیکن کبھی کبھی جملہ بھی حال واقع ہو جاتا ہے، اور جملہ سے جملہ خبریہ مراد ہے، اور اس کی اولاً دو قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ۔ پھر جملہ فعلیہ کی چار قسمیں ہیں: ماضی مثبت، ماضی منفی، مضارع مثبت، مضارع منفی۔

اب مذکورہ عبارت میں یہ بتلا رہے ہیں کہ جب ماضی مثبت حال واقع ہو تو قد کا ہونا ضروری ہے۔

حال مؤکدہ کی تعریف: جو اکثر اوقات ذوالحال سے جدا نہیں ہوتا، جیسے: زَيْـدٌ ابوک عطوفًا. کہ عطوفت اور مہربانی اکثر اوقات باپ کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔

(ج) عبارت کا مطلب:

ولابد في الماضي الخ:

جب فعل ماضی مثبت حال واقع ہو تو ربط کے لئے لفظ قد کا ہونا ضروری ہے، خواہ وہ لفظوں میں موجود ہو یا مقدر ہو۔

ويجوز حذف العامل الخ: اگر کوئی قرینہ پایا جائے خواہ قرینہ حالیہ ہو یا مقالیہ، تو حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے کوئی سفر میں جانے والے کو کہے: رَاشِـدًا مَهْدِيًّا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہاں قرینہ حالیہ یعنی سفر کے سامان کی تیاری کی وجہ سے سِرْ فعل عامل کو حذف کر دیا گیا، قرینہ مقالیہ کی وجہ سے عامل کو حذف کرنے کی مثال جیسے تم سے کوئی پوچھے: کَیْفَ جِئْتَ. (آپ کیسے آئے) تو تم اس کو صرف رَاکِبًا کہہ کر جواب دو۔ جبکہ اصل جِئْتُ رَاکِبًا ہے۔ قرینہ مقالیہ کی وجہ سے جِئْتُ عامل کو حذف کر دیا گیا۔

ویجب في المؤكدة الخ: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حال مؤکدہ کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: زَیْدٌ أَبُوْکَ عَطُوْفًا. یہاں عَطُوْفًا حال مؤکدہ ہے۔ اور اس کا عامل أُحِقُّهُ. محذوف ہے۔

وشرطها ان تكون الخ: حال کے عامل کے حذف کا وجوب اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید کر رہا ہو، اگر وہ مضمون کے بجائے بعض اجزاء کی تاکید کر رہا ہے تو پھر عامل کا حذف واجب نہیں ہے، جیسے: إِنَّا اَرْسَلْنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا. اس جملہ میں رَسُوْلًا حال ہے لیکن وہ پورے جملہ کی تاکید نہیں کر رہا ہے، بلکہ اس کے ایک جز یعنی رسالت کی تاکید کر رہا ہے، اس لئے عامل کا حذف واجب نہیں ہے۔

کافیہ: صفحہ/٤٦

مَاوَلَا - عَامِلَتَيْنِ بَعْدَهُ لِأَنَّهُمَا عَمِلَتَا لِلنَّفْيِ وَقَدْ انْتَقَضَ النَّفْيُ بِإِلَّا. بِخِلَافِ لَيْسَ زَيْدٌ شَيْئًا إِلَّاشَيْئًا لِأَنَّهَا عَمِلَتْ لِلْفِعْلِيَّةِ فَلَاأَثَرَ فِيْهَا لِنَقْضِ مَعْنَى النَّفْيِ لِبَقَاءِ الْأَمْرِ الْعَامِلَةِ هِيَ لِاَجْلِهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: مَاوَلَا مقدر نہیں مانے جاتے ہیں اس حال میں کہ وہ (اثبات) کے بعد عمل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرنے والے ہوں، اس لئے کہ وہ دونوں نفی کی وجہ سے عمل کرتے ہیں حالانکہ نفی تو اِلّا کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے، برخلاف لَیْسَ زیدٌ شیئًا إلا شیئًا کے، اس لئے کہ (لَیْسَ) فعل ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے پس فعلیت میں کوئی اثر نہیں نفی کے معنیٰ کے لوٹنے کا، اس چیز کے باقی رہنے کی وجہ سے جس کی وجہ سے لَیْسَ عمل کررہا ہے۔

(ب) عبارت کا مطلب:

ماو لالاتقدیر ان الخ: لااحدفیها إلا عمروٌ اورمَازَیدٌ شیئًا إلّا شیءٌ. اِن دونوں مثالوں میں مستثنیٰ منہ کے لفظ پر حمل کرکے بدل قرار نہیں دے سکتے، کیونکہ اگر لااحدفیھا إلا عمروٌ میں مستثنیٰ منہ سے بدل قرار دیا جائے اور یوں کہا جائے: لااحد فیھا إلّا عمروًا تو یہ سمجھا جائے گا کہ عمرواً پر نصب لَا عامل کی وجہ سے آیا ہے، پس لَا کو عامل مان کر مقدر ماننا پڑے گا، جیسا کہ بدل میں ہوتا ہے، کہ وہ تکریرِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے، اسی طرح مَازیدٌ شیئًا إلّاشَیءٌ میں اگر لفظ پر حمل کرتے ہوئے بدل قرار دیا جائے اور کہا جائے مَازیدٌ شیئًا إلّاشیئًا. تو اس صورت میں بھی لفظ "مَا" کو عامل ٹھہرا کر مقدر ماننا پڑے گا، تاکہ بدل میں عمل کرے، حالانکہ مَاوَلَا اثبات کے بعد عامل ٹھہرا کر مقدر نہیں مانے جاتے ہیں۔ کیونکہ لائے نفی جنس اور مــا مشابہ بلیس، نفی کی وجہ سے عمل کرتے ہیں، اور نفی دونوں مثالوں میں اِلّا کی وجہ سے ٹوٹ گئی، اسی کو مصنفؒ نے فرمایا: مَاوَلَا لَاتقدران الخ پس جب دونوں مثالوں میں مستثنیٰ منہ کے لفظ پر حمل کرتے ہوئے بدل قرار دینا دُشوار ہوگیا تو عمرو کو مستثنیٰ منہ کے محل پر حمل کرتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے گا، کیونکہ لفظ احد محلًا مرفوع ہے مبتدا ہونے کی وجہ سے، اسی طرح شَیْءٌ کو شَیْـئًـا کے محل پر حمل کرتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے گا، کیونکہ شَیئًا محلًا مرفوع ہے خبر ہونے کی وجہ سے۔

بخلاف لیس زیدٌ الخ: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اگر مَاو لَا عامل ہوں تو وہاں مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے لفظ کے اعتبار سے بدل قرار نہیں دیا جاسکتا، اب بیان فرمارہے ہیں کہ لَیْسَ کا معاملہ ان دونوں سے مختلف ہے، اگرچہ اس کے اندر بھی معنیٰ نفی ہے، مگر وہ نفی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی وجہ سے عمل نہیں کرتا، بلکہ فعل ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے، لہٰذا جو مستثنیٰ إِلَّا کے بعد ہو اس پر بھی عمل کرے گا اور اس کو مستثنیٰ منہ کے لفظ پر حمل کر کے بدل قرار دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ مذکورہ مثال یعنی لَیْسَ زَیْدٌ شَیْئًا إِلَّا شَیْئًا میں شَیْئًا ثانی کو جو کہ مستثنیٰ ہے شَیْئًا اوّل جو کہ مستثنیٰ منہ سے بدل قرار دے کر منصوب پڑھا گیا ہے، اگرچہ إِلَّا کی وجہ سے نفی ٹوٹ گئی مگر چونکہ لَیْسَ نفی کی وجہ سے عمل نہیں کرتا بلکہ فعلیت کی وجہ سے عمل کرتا ہے، لہٰذا نفی کے ٹوٹنے کے بعد اس کی فعلیت میں کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ فعلیت إِلَّا کے مابعد میں بھی باقی رہے گی، یہی مطلب ہے لبقاء الامر العاملة هی لأجله کا۔

کافیہ: صفحہ/۴۸

خَبَرُ كَانَ وَأَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا مِثْلُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا فَأَمْرُهُ كَأَمْرِ خَبَرِ الْمُبْتَدَأِ وَيَتَقَدَّمُ مَعْرِفَةً وَقَدْ يُحْذَفُ عَامِلُهُ فِي نَحْوِ النَّاسُ مَجْزِيُّوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ.

(الف) عبارت با اعراب لکھو، ترجمہ کرو، پھر مفہوم تحریر کرو۔ (ب) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (ج) الناس مجزیون الخ کی نحوی ترکیب کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: کان اور اس کے اخوات کی خبر، وہ مسند ہوتی ہے ان (کان اور اس کے اخوات کے) داخل ہونے کے بعد، جیسے: کَانَ زَیْدٌ قائمًا اور اس کا حکم مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے، اور وہ مقدم ہو جاتی ہے معرفہ ہونے کی صورت میں، اور کبھی اس (کان کی خبر) کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے، اَلنَّاسُ مجزیون الخ جیسی مثالوں میں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مطلب:

خبر کان وأخواتها: یہاں سے مصنفؒ افعالِ ناقصہ کی قسموں میں سے کان اور اس کے اخوات کو بیان فرمارہے ہیں کہ کان اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوجاتی ہے، یعنی پہلے وہ عامل مفعول کی وجہ سے مسند تھی اب وہ ان کی وجہ سے مسند ہے، جیسے: كَانَ زيدٌ قائمًا.

فائدہ: افعالِ ناقصہ کل سترہ ہیں: كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، أَصْبَحَ، أَضْحٰى، أَمْسٰى، عَادَ، آضَ، غدا، رَاحَ، مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَاانْفَكَّ، مَافَتِیٔ، مَادَمَ، لَيْسَ.

وأمره كأمر خبر الخ: کان اور اس کے اخوات کا معاملہ اقسام، احکام اور شرائط میں مبتدا کی خبر کی طرح ہے، اقسام کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مبتدا کی خبر مفرد، جمع، معرفہ اور نکرہ ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی ہوتی ہے، اور احکام کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مبتدا کی خبر واحد اور متعدد، مثبت، منفی، محذوف، مذکور ہوتی ہے اسی طرح کان اور اس کے اخوات کی خبر بھی ہوتی ہے، اور شرائط کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مبتدا کی خبر میں جب وہ جملہ ہو تو ایک عائد اور رابط کا ہونا ضروری ہے یہی حال کان اور اس کے اخوات کی خبر کا بھی ہے کہ اگر وہ جملہ ہو تو اس میں بھی ایک عائد ہونا ضروری ہے۔

ويتقدم معرفة الخ: کان اور اس کے اخوات کی خبر مبتدا کی خبر کی طرح ہے لیکن کچھ چیزوں میں دونوں میں فرق ہے، مثلاً یہ ہے کہ اگر کان اور اس کے اخوات کی خبر معرفہ یا نکرۂ مخصصہ ہو تو اس کو اسمِ کان واخواتھا سے مقدم کرنا درست ہے، کیونکہ ان کے اسم وخبر میں اعراب کے اعتبار سے فرق ہے، اگر خبر مقدم بھی ہوجائے تو التباس لازم نہیں آئے گا، معرفہ کی مثال: كَانَ الْمُنْطَلِقَ زَيْدٌ. نکرۂ مخصصہ کی مثال: كان خيراً من جاهلٍ رجلٌ عالمٌ. اس کے برخلاف مبتدا کی خبر کے کہ ان دونوں کا اعراب رفع ہے اگر اس کو مقدم کردیں گے تو التباس لازم آئے گا، لہٰذا اس صورت میں مبتدا ہی کو مقدم کرنا پڑے گا۔

وقد يحذف عاملة الخ: قرینہ کے پائے جانے کے وقت اس کی خبر کے عامل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(یعنی خود کان) کو حذف کر دیا جاتا ہے اور یہ حکم کان کے ساتھ خاص ہے کثرتِ استعمال کی وجہ سے، دوسرے اخوات کا استعمال زیادہ نہیں ہے، اس لئے ان کو حذف نہیں کیا جاتا ہے، جیسے: اَلنَّاسُ مَجْزِيُّوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ. (لوگ اپنے اعمال کا بدلہ دیئے جائیں گے، اگر عمل اچھا ہوگا تو یہ بدلہ اچھا ہوگا، اور اگر عمل بُرا ہوگا تو بدلہ بھی بُرا ہوگا)۔ النـاس الخ سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں إن شرطیہ کے بعد ایک اسم منصوب ہو اور اس کے بعد فاء ہو، پھر فاء کے بعد ایک اور اسم منصوب ہو، ان جیسی ترکیب میں چار صورتیں جائز ہیں:

(۱) دونوں اسموں کا نصب جیسے: إِنْ خَيْرًا فَخَيْرًا. تقدیری عبارت یوں ہوگی: إِنْ كَانَ عَمَلُهُمْ خَيْرًا فَيَكُوْنَ جَزَائُهُمْ خَيْرًا.

(۲) دونوں اسموں کا رفع: إن خَيْرٌ فَخَيْرٌ. أَيْ كَانَ فِيْ عَمَلِهِمْ خَيْرٌ فَجَزَائُهُمْ خَيْرٌ.

(۳) پہلے اسم کا نصب اور دوسرے کا رفع: إنْ خَيْراً فخيرٌ أَيْ إِنْ كَانَ عَمَلُهُمْ خَيْرًا فَجَزَائُهُمْ خَيْرٌ.

(۴) پہلے کا رفع دوسرے کا نصب: إِنْ خَيْرٌ فَخَيْرًا أَيْ إِنْ كَانَ فِيْ عَمَلِهِمْ خَيْرٌ فَيَكُوْنُ جَزَائُهُمْ خَيْرًا.

مذکورہ مثالوں میں کان کے حذف کا قرینہ إن حرف شرط کا اسم پر داخل ہونا اور خيراً کا منصوب ہونا ہے۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:

اَلْمُسْنَدُ: اَسْنَدَ اسنادًا سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، افعال سے ہے اس کے معنیٰ نسبت کرنا، اَلْمُسْنَدُ جس کی طرف نسبت کی جائے۔

يَتَقَدَّمُ: تَقَدَّمَ تَقَدُّمًا سے ہے، فعل مضارع مثبت معروف کا صیغہ ہے، بابِ تفعل سے ہے اس کے معنیٰ مقدم اور پہلے ہونا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

يُحْذَفُ: حَذَفَ حَذْفًا سے فعل مضارع مثبت مجہول کا صیغہ ہے، باب نصر سے ہے، اس کے معنیٰ محذوف ہونا۔

مَجْزِيُّوْنَ: یہ جَزٰی جَزَاءً سے اسم مفعول کا صیغہ ہے باب ضرب سے ہے، اس کے معنیٰ بدلہ دینا۔

(ج) الناس مجزيون الخ: الناسُ مبتدا، مجزیون شبہ فعل، اعمالهم اس سے متعلق خبر مجزيون شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، إنْ حرفِ شرط، کان محذوف فعل ناقص عملهم اس کا اسم اور خیرا اس کی خبر پورا جملہ شرط، فخیر اجزاء، اس سے پہلے کان فعل ناقص محذوف اور جزائهم اس کا اسم، اسی طرح ان شرٌّ فشرٌّ ہے۔

کافیہ: صفحہ/۴۹

اَلْـمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِيْ لِنَفْيِ الْجِنْسِ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا يَلِيْهَا نَـكِـرَـةً مُـضَافًا أَوْمُشَبَّهًا بِهٖ. فَإِنْ كَانَ مُفْرَدًا فَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰي مَايُنْصَبُ بِهٖ. وَإِنْ كَانَ مَعْرِفَةً أَوْ مَفْصُوْلًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ لَا وَجَبَ الرَّفْعُ وَالتَّكْرِيْرُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مفرد، ماینصب بہ اور مشبها بہ کی مراد متعین کر کے عبارت کا مطلب مع امثلہ لکھیں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: وہ اسم جو لاءِ نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے وہ مسند الیہ ہوتا ہے، لاء کے داخل ہونے کے بعد، اس حال میں کہ وہ (مسند الیہ) متصل ہو اس لاء کے نکرہ ہو مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو، پس اگر وہ مفرد ہو تو وہ مبنی ہوگا اس حالت پر جس کے ساتھ اس کو نصب دیا جاتا ہے، اور اگر وہ معرفہ یا اس (اسم کے) اور لا کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

درمیان فصل کیا گیا ہو تو رفع اور تکرار واجب ہے۔

(ب) مفرد سے مراد: یہاں پر مفرد، مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں ہے خواہ وہ تثنیہ وجمع ہو، پس مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔

مایـنـصـب بـه کی مراد: یعنی لاء کے داخل ہونے سے پہلے اس اسم پر یعنی نصبی حالت میں جو حرف یا حرکت آتی ہے لاء کے داخل ہونے کے بعد اس حرف یا حرکت پر مبنی ہوگا، اگر مفرد ہے تو فتحہ پر مبنی ہوگا، اگر جمع مؤنث سالم ہو تو کسرہ پر مبنی ہوگا، جیسے: لامسلماتِ فی الدار. اور تثنیہ میں یا ماقبل مفتوح ہوگا جیسے: لَا مُسْلِمَیْنَ فِی الدار اور اگر جمع مذکر سالم ہو تو یاء ماقبل کسرہ پر مبنی ہوگا، جیسے: لَا مُسْلِمِیْنَ فِی الدار.

مشبهـــابــه کی مراد: اس سے مراد مشابہ مضاف ہے، مشابہ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو، لیکن مضاف کی طرح دوسرے کلمے کے ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمل نہ ہوں۔

عبارت کا مطلب: مذکورہ عبارت میں گیارہویں منصوب کو بیان فرمارہے ہیں، اور وہ منصوب بـلاالتـی نفی الجنس ہے، منصوب بلاالتی لنفی الجنس مسندالیہ ہوتا ہے لا کے داخل ہونے کے بعد، یعنی مسندالیہ تو پہلے سے تھا لیکن لا کے داخل ہونے کے بعد اس کا مسندالیہ ہوجاتا ہے، لاء نفی جنس کا اسم تین شرطوں کے ساتھ منصوب ہوگا:

(۱) وہ اسم لاء نفی کے متصل ہو، درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو، (۲) وہ اسم نکرہ ہو معرفہ نہ ہو، (۳) وہ اسم مضاف یا مشابہ مضاف ہو، جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَـرِیْفٌ فِیْهَا. اس مثال میں لا کا اسم غلامَ اس کے متصل بھی ہے نکرہ بھی ہے اور مضاف بھی ہے، مشابہ مضاف کی مثال: لَا عِشْـرِیْـنَ دِرْهَمًـا لَکَ. اس میں عشرون مشابہ مضاف ہے، کیونکہ اس کا سمجھنا درهما پر موقوف ہے۔

فإن کان مُفْرَدًا الخ: یہاں سے مصنفؒ لاء نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کی شرائط پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ان تین شرطوں میں سے تیسری شرط مفقود ہوجائے یعنی وہ اسم مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو بلکہ مفرد ہو تو وہ مبنی ہوگا اسی حرف یا حرکت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پر جس کے ذریعے اس کو نصب دیا جاتا ہے۔ اور وہ مفرد منصرف صحیح میں فتحہ ہے جیسے: لَارَجُلَ فِي الدار. اور جمع مؤنث سالم میں کسرہ (بلا تنوین کے) جیسے: لَامسلماتِ في الدار. اور تثنیہ میں یا ماقبل میں مفتوح، جیسے: لَامُسْلِمَيْنِ في الدارِ. اور جمع میں یا ماقبل مکسور جیسے: لَامُسْلِمِيْنَ فِي الدارِ.

اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسم اُس صورت میں مِنْ کو متضمن ہے، کیونکہ یہ هَلْ مِنْ رَجُلٍ في الدار. سوال کے جواب میں ہے، اور جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے، تو معلوم ہوا کہ لارجلَ میں اسم حرف کو متضمن ہے، اور جو حرف کو متضمن ہو وہ مبنی ہوتا ہے۔

وإن كان معرفة الخ: یہاں سے یہ بتارہے ہیں کہ اوپر مذکور تین شرطوں میں سے اگر پہلی یا دوسری شرط مفقود ہو یعنی یا تو وہ نکرہ کے بجائے معرفہ ہو یا متصل ہونے کے بجائے دونوں کے درمیان انفصال ہو، یا پھر دونوں شرطیں منتفی ہوں تو ان صورتوں میں لاء کے اسم پر ابتداء کی بناء پر رفع واجب ہوگا۔

اور لاء کا تکرار مع اسم کے واجب ہوگا، رفع اس لئے کہ معرفہ ہونے کی صورت میں لاء نفی جنس اس میں اثر نہیں کرے گا، کیونکہ وہ جنس میں عمل کرتا ہے اور جنس نکرہ ہوتی ہے اس لئے لاء لفظاً عمل نہیں کرے گا اور اس کا مابعد مبتدا اور خبر ہونے کی وجہ سے مرفع ہوگا۔

اور تکرار لا اس لئے ہے کہ لا اصل میں نفی جنس کے لئے ہے اور جنس میں تعداد ہے معرفہ میں نہیں لہٰذا تکرار کو جنس کے قائم مقام کیا گیا، اور مفعول ہونے کی صورت میں تکرار لا اس لئے واجب ہے کہ وہ أَفِيها رجلٌ ام امرأة کے جواب میں بولا جاتا ہے، پس سوال کی مطابقت ضروری ہے۔

تمام صورتوں کی مثال:

(۱) لا کا اسم معرفہ اور دونوں کے درمیان فصل ہو جیسے: لافي الدار غلامُ زيدٍ ولاعَمرٍو.

(۲) لا کا اسم معرفہ ہو لیکن دونوں کے درمیان فصل نہ ہو جیسے: لازيدٌ فى الدار ولاعَمروٌ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کافیہ: صفحہ/۵۳

وَاللَّفْظِيَّةُ أَنْ يَكُوْنَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً إِلَى مَعْمُوْلِهَا مِثْلُ ضَارِبُ زَيْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَلَاتُفِيْدُ إِلَّا تَخْفِيْفًا فِي اللَّفْظِ وَمِنْ ثَمَّ جَازَ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنِ الْوَجْهِ وَامْتَنَعَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ حَسَنِ الْوَجْهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) صفت کے معنیٰ بیان کریں۔ (ج) عبارت کی تشریح کریں۔

جواب:

(الف) عبارت باعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اضافتِ لفظیہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ ہو جو اپنے معمول (فاعل یا مفعول) کی طرف مضاف ہو، جیسے: ضَارِبُ زيدٍ حسنُ الوَجْهِ اور وہ (اضافتِ لفظیہ) صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے، اسی وجہ سے مررت برجل حسنِ الوجه جائز ہے، اور مررت بزيدٍ حسن الوجهِ ممتنع ہے۔

(ب) صفت کے معنیٰ: صفت سے صیغۂ صفت یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر، صفت مشبہ وغیرہ مراد ہیں۔

(ج) عبارت کا مطلب:

واللفظية أن يكون الخ: اضافت کی دوسری قسم اضافت لفظیہ ہے، اضافتِ لفظیہ یہ ہے کہ صیغۂ صفت اپنے معمول یعنی اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو، جیسے:

ضَارِبُ زَيْدٍ. حَسَنُ الْوَجْهِ.

پہلی مثال میں صیغۂ صفت مفعول بہ کی طرف مضاف ہے اور دوسری مثال میں فاعل کی طرف مضاف ہے، پس اگر مضاف صیغۂ صفت نہ ہو تو اضافتِ لفظیہ نہیں ہوگی، جیسے:

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

غُلَامُ رَجُلٍ. اِسی طرح اگر اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو تو بھی اضافت لفظیہ نہیں ہوگی جیسے: کَرِیْمُ الْبَلَدِ (شہر کا سخی) مَصَارِعُ مِصْرٍ (شہر کا پہلوان) ان مثالوں میں صیغۂ صفت تو ہے لیکن اپنے معمول فاعل یا مفعول کی طرف مضاف نہیں ہے بلکہ وہ ظرف ہے۔

ولا تفيد الخ: اضافتِ لفظیہ اضافتِ معنویہ کی طرح تعریف وتخصیص کا فائدہ نہیں دیتی، بلکہ صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے، یعنی اس سے تنوین اور نون تثنیہ وجمع ساقط ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ کلمہ خفیف اور ہلکا ہو جاتا ہے۔

ومن ثم الخ: اس سے پہلے بیان کیا گیا کہ اضافتِ لفظیہ میں صرف تخفیف ہوتی ہے، تعریف وتخصیص نہیں ہوتی، اس پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مررث برجلٍ حسنِ الوجه جائز ہے، اس لئے کہ اضافت لفظیہ ہونے کی وجہ سے صرف تخفیف حاصل ہوئی تعریف وتخصیص نہیں، لہٰذا حسنٌ مضاف ہونے کے باوجود نکرہ ہی ہے، اس لئے یہ نکرہ رَجُلٍ کی صفت بن سکتا ہے، معرفہ کی صفت نہیں بن سکتا، صفت وموصوف کے درمیان مطابقت کے لازم ہونے کی وجہ سے؛ لہٰذا مَرَرْتُ بِزَيْدٍ حسن الوجه صحیح نہیں ہے، کیونکہ حسن نکرہ ہے مضاف ہونے کے باوجود اضافتِ لفظیہ ہونے کی وجہ سے اور یہاں پر زیدٍ کی صفت بن رہا ہے جو کہ معرفہ ہے، پس موصوف صفت میں مطابق باقی نہیں رہی، لہٰذا یہ جملہ صحیح نہیں ہے۔

كافيه: صفحه/٥٤

وَلَا يُضَافُ مَوْصُوْفٌ إِلٰي صِفَةٍ وَلَا صِفَةٌ إِلٰي مَوْصُوْفٍ. وَمِثْلُ مَسْجِدُ الْجَامِعِ وَجَانِبُ الْغَرْبِيِّ وَصَلٰوةُ الْأُوْلٰي وَبَقْلَةُ الْحَمْقَاءِ مُتَأَوَّلٌ وَمِثْلُ جَرْدُ قَطِيْفَةٍ وَاَخْلَاقُ ثِيَابٍ مُتَأَوَّلٌ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مذکورہ دونوں ضابطوں کو بالترتیب لکھتے ہوئے بتایئے کہ "اضافة الصفة إلي الموصوف" اور "اضافة الموصوف إلي الصفة"

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے ممنوع ہونے کی وجہ کیا ہے۔ (ج) مذکورہ مثالوں میں دونوں ضابطے ٹوٹ رہے ہیں آپ ہر ایک کی صحیح تاویل کیجئے۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور نہیں اضافت کی جاتی ہے کسی موصوف کی صفت کی جانب اور نہ صفت کی موصوف کی جانب اور **مسجد الجامع، جانب الغربي، صلوٰة الاولي** اور **بقلة الحمقاء** جیسی مثالوں میں تاویل کی گئی ہے اور **جرد قطيفة** اور **اخلاق ثياب** تاویل شدہ ہے۔

(ب) ضابطہ (۱): موصوف کی صفت کی جانب اضافت نہیں کی جاسکتی، کیونکہ صفت کے لئے لازم ہے کہ وہ اعراب میں موصوف کے مطابق ہو، پس اگر صفت مضاف الیہ ہو تو وہ مجرور ہو جائے گی، ایسی صورت میں صفت اعراب میں موصوف کے مطابق نہیں رہے گی، اور اس وجہ سے بھی کہ صفت عینِ موصوف ہوتی ہے، کیونکہ مثلاً زید العالم میں زید سے جو مراد ہے عالم سے بھی وہی شخص مراد ہے، اور مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے، ورنہ اضافت درست نہیں ہوگی، پس اگر صفت کو مضاف الیہ بنادیں گے تو صفت موصوف کا غیر ہو جائے گی، حالانکہ صفت عین موصوف ہے۔

ضابطہ (۲): صفت کی اضافت بھی موصوف کی جانب درست نہیں ہے، اس میں بھی وہی وجہ ہے کہ عینیت، غیریت میں بدل جائے گی، نیز صفت کے لئے ضروری ہے کہ وہ موصوف سے مؤخر ہو، پس اگر صفت کی موصوف کی طرف اضافت کی جائے گی تو صفت موصوف سے پہلے آجائے گی جو جائز نہیں ہے۔

(ج) مذکورہ مثالوں کی تاویل:

مَسجدُ الجامعِ: اس میں اَلْوَقْتُ مقدر ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: مَسْجِدُ الْوَقْتِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الْجَامِع. پس یہاں پر موصوف مسجد نہیں ہے بلکہ الوقت مقدر ہے،اسی طرح دیگر مثالوں میں۔

جَانِبُ الْغَرْبِيّ: اس میں اَلْمَكَانُ مقدر ہے،تقدیری عبارت یہ ہے: جَانِبُ الْمَكَانِ الْغَرْبِيّ.

صَلٰوةُ الْأُولٰي: اس میں السَّاعَةُ مقدر ہے،تقدیری عبارت یہ ہے: صَلَاةُ السَّاعَةِ الْأُولٰي.

بَقْلَةُ الْحمقاء: اس میں اَلْحَبَّةُ مقدر ہے،تقدیری عبارت ہے: بَقْلَةُ الْحَبَّةِ الْحَمْقَاءِ.

جرد قطيفة اور أخلاق ثياب یہ دونوں بھی تاویل شدہ ہیں، یہ دونوں اضافة الصفة الی الموصوف والے قاعدے پر اعتراض کرنے کی مثالیں ہیں۔

جَرْدَ قَطِيفَةٍ اس کی اصل قَطِيفَةٌ جَرْدٌ (پرانی چادر) ہے۔ قَطِيفَةٌ موصوف کو حذف کردیا گیا،اب صرف جَرْدٌ رہ گیا،جس میں ابہام پیدا ہوا کہ وہ پرانی چیز کیا ہے؟ جس طرح خاتم میں احتمال ہے کہ وہ چاندی کی ہے یا کسی اور دھات کی، پس خاتم میں تخصیص پیدا کرنے کے لئے اس کی اضافت فِضَّةٌ کی طرف کرکے خاتم فضةٍ کہا جاتا ہے،اسی طرح جَرْدٌ میں تخصیص پیدا کرنے کے لئے اس کی اضافت قَطِيفَةٌ کی طرف کرکے جَرْدُ قَطِيفَةٌ کہا گیا،اسی طرح ثِيَابٌ أَخْلَاقٌ سے ثیابٌ موصوف کو حذف کردیا گیا،اب أخلاقٌ میں ابہام پیدا ہوگیا کہ وہ پرانی چیز کیا ہے؟ پس تخصیص پیدا کرنے کے لئے ثیاب کی جانب اضافت کردی گئی،ان دو مثالوں میں جَرْدٌ اور اخلاقٌ کی اضافت اس حیثیت سے نہیں ہے کہ وہ صفت ہیں، بلکہ اس حیثیت سے ہے کہ وہ جنسِ مبہم ہیں، تخصیص کے لئے اضافت کردی گئی۔

كافيه: صفحه/۵۷

اَلنَّعْتُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰي مَعْنًي فِيْ مَتْبُوْعِهٖ مُطْلَقًا وَفَائِدَتُهٗ تَخْصِيْصٌ أَوْتَوْضِيْحٌ وَقَدْيَكُوْنُ لِمُجَرَّدِ الثَّنَاءِ أَوِالذَّمِّ أَوِالتَّوْكِيْدِ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) تمام توابع کی تعریف کریں۔ (ج) مطلب بیان کریں اور بتائیں کہ صفت کن کن اُمور میں اپنے موصوف کے تابع ہوتا ہے؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں ہے، ہر صورت میں اور اس (نعت) کا فائدہ تخصیص یا توضیح ہے، اور کبھی صرف تعریف، برائی یا تاکید کے لئے ہوتی ہے۔

(ب) تمام توابع کی تعریف:

توابع پانچ ہیں: نعت، معطوف بحرف، تاکید، بدل اور عطفِ بیان۔

(۱) نعت: نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں موجود ہوں، ہر حال میں یعنی کسی قید کے بغیر جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ.

(۲) معطوف بحرف: معطوف بحرف وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت میں مقصود ہوتا ہے، یعنی نسبت سے تابع و متبوع دونوں مقصود ہوتے ہیں، اور ان دونوں کے درمیان دس حروف عطف میں سے کسی نہ کسی کا آنا ضروری ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو.

(۳) تاکید: تاکید وہ تابع ہے جو فعل کی نسبت کو یا حکم کے تمام افراد کے شامل ہونے کو ایسا پختہ کرے کہ سامع کو کوئی شک باقی نہ رہے، جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ.

(۴) بدل: بدل وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف منسوب کی ہوئی چیز سے مقصود ہوتا ہے، نہ کہ متبوع، اس کو بطور تمہید کے بیان کیا جاتا ہے، جیسے: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ.

(۵) عطف بیان: عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کو واضح کرتا ہو، جیسے: أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) مطلب:

النعت تابعٌ الخ: یہاں سے مصنفؒ توابع میں سے نعت یعنی صفت کو بیان فرمارہے ہیں، کہ صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں ہو، کسی قید کے بغیر جیسے: جَاءَ نِيْ زَيْدُ نِ الْعَالِمُ میرے پاس عالم زید آیا، اس مثال میں العالمُ زید کی صفت ہے، کیونکہ العالم تابع ہے اور وہ بغیر کسی قید کے ایسے صفتِ علم پر دلالت کر رہا ہے جو اس کے متبوع یعنی زید میں موجود ہے مطلقاً کی قید کے ذریعہ تاکید سے احتراز کیا گیا ہے، کیونکہ تاکید بھی ایسے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے متبوع میں ہے، لیکن وہ نسبت کی حالت کے ساتھ مقید ہے، اور صفت نسبت کی حالت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

وفائدته الخ: یہاں سے صفت کا فائدہ بیان کیا جارہا ہے، صفت چار چیزوں کا فائدہ دیتی ہے:

(۱) اگر نکرہ کی صفت لائی جائے تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: جَاءَ نِيْ رجلٌ عالمٌ اس مثال میں عالمٌ صفت ہے، جو موصوف رجلٌ کو خاص کر رہا ہے، کیونکہ رجلٌ مرد کے تمام افراد کو شامل ہے لیکن جب عالمٌ کی قید لگادی تو اس میں تخصیص پیدا ہوگئی کہ میرے پاس وہ مرد آیا جو عالم ہے۔

(۲) اگر معرفہ کی صفت لائی جائے تو وہ توضیح کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: زیدٌ الکاتِبُ عِنْدَنَا. اس مثال میں الکاتب نے زید موصوف کی وضاحت کردی کیونکہ زیدٌ عندنا کہنے سے پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کونسا زید ہمارے پاس ہے، لیکن جب الکاتب لایا گیا تو پتا چل گیا کہ اس سے وہ زید مراد ہے جو کاتب ہے۔

(۳) کبھی صفت صرف تعریف یا برائی کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. اس میں الرحمٰن اور الرحیم جو اللّٰہ کی صفت لائی گئی ہے وہ محض اللّٰہ تعالیٰ کی تعریف کے لئے لائی گئی ہے۔ اور أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. اس میں الرجیم جو صفت لائی گئی ہے وہ الشیطان موصوف کی برائی اور مذمت کے لئے لائی گئی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴) کبھی صفت صرف تاکید کے لئے لائی جاتی ہے، جیسے: نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ. اس میں واحدۃٌ صفت محض تاکید کے لئے لائی گئی ہے، کیونکہ نفخۃٌ موصوف میں تاءِ وحدت ایک مرتبہ پھونکنے پر دلالت کر رہی ہے، لیکن محض تاکید کے لئے واحدۃٌ اس کی صفت لائی گئی ہے۔

صفت کن کن اُمور میں موصوف کے تابع ہوتی ہے؟

صفت کی دو قسمیں ہیں: صفت بحال موصوف، صفت بحال متعلق موصوف۔

صفتِ بحال موصوف: دس چیزوں میں موصوف کے تابع ہوتی ہے: معرفہ، نکرہ، مذکر، مؤنث، مفرد، تثنیہ، جمع، مرفوع، منصوب، مجرور)۔

اور صفت بحالِ متعلق موصوف: صرف پانچ چیزوں میں موصوف کے تابع ہوتی ہے: رفع، نصب، جر، تعریف، تنکیر۔

کافیہ: صفحہ/۶۳

عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوْضِحُ مَتْبُوْعَهُ مِثْلُ اَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ وَفَصْلُهُ مِنَ الْبَدَلِ لَفْظًا فِيْ مِثْلِ أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبِكْرِيِّ بِشْرٍ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے بتائیں کہ البکر بشری میں بشر کو اگر بدل بنایا جائے تو کیا خرابی لازم آئے گی؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: عطف بیان ایسا تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کو واضح کرتا ہو جیسے: اَقْسَمَ بِاللّٰهِ ابو حفص عمر. اور بدل سے اس کا جدا ہونا لفظی اعتبار سے انا ابن التارک بشر جیسی مثالوں میں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) مطلب:

عطف البیان الخ: یہاں سے توابع میں سے عطف بیان کا ذکر ہے۔ عطف بیان ایسا تابع ہے جو حقیقت میں تو صفت نہیں ہوتا مگر صفت کی طرح اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے جیسے: أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ. اس مثال میں عُمَرُ عطف بیان ہے ابوحفص کا، کیونکہ اس میں عمر، ابوحفص کی صفت تو نہیں ہے مگر ابوحفص کے بعد عمر لانے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس سے وہی مشہور صحابی مراد ہیں جن کا اسم گرامی عمر ہے۔ (ابوحفص حضرت عمرؓ کی کنیت ہے)۔

وفصله من البدل الخ: عطف بیان اور بدل کے درمیان لفظی اور معنوی دونوں طرح سے فرق ہوتا ہے، معنوی فرق تو یہ ہے کہ بدل میں مقصود تابع ہوتا ہے متبوع نہیں، لیکن عطف بیان میں دونوں مقصود ہوتے ہیں۔ البتہ دونوں کے درمیان لفظی فرق میں تھوڑی خفاءت ہے جو مذکورہ شعر سے واضح ہوتا ہے۔ اور مذکورہ شعر جیسی مثالوں سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں عطف بیان معرف باللام نہ ہو اور متبوع معرف باللام ہو۔ اور متبوع کی طرف کبھی صفت کے صیغے معرف باللام کی اضافت ہو رہی ہے۔

شعر کی وضاحت: مرار اسدی نامی ایک شخص نے قبیلۂ بنی بکر کے ایک شخص کو جنگ میں قتل کر دیا جس کا نام بشر تھا، قبیلہ بنی بکر بہادری میں مشہور ہے، مرار فخر یہ کہتا ہے: أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ ﴾ عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا. (میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو قبیلہ بنی بکر کے بشر نامی بہادر شخص کو میدانِ کارزار میں قتل کر کے چھوڑ دینے والا ہے۔ اس حال میں گوشت خور پرندے اس پر گرنے کا انتظار کر رہے ہیں کہ اس کی روح بدن سے نکلے کہ اس کو کھا جائیں)۔

اس میں بشر البکری کا عطف بیان ہے، بدل نہیں ہو سکتا۔

بشر کو بدل بنانے کی صورت میں خرابی لازم آئے گی:

خرابی یہ لازم آئے گی کہ بدل تکریرِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر بدل ہوگا تو عامل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کومکرر ماننا ضروری ہوگا۔اورعبارت اس طرح ہوجائی گی،أنا ابنُ التارکِ بِشرٍ. جبکہ یہ ترکیب جائز نہیں ہے۔کیونکہ التارک بشر. الضارب زید کی طرح ہے۔اور الضارب زید جائز اس لئے نہیں ہے کہ اس اضافت سے کوئی تخفیف حاصل نہیں ہورہی ہے۔اور الضاربُ سے جو تنوین حذف ہوئی ہے وہ الف لام کی وجہ سے ہوئی ہے نہ کہ اضافت کی وجہ سے، ورنہ فک اضافت کے وقت تنوین لوٹ آتی اور الضاربٌ پڑھا جاتا، حالانکہ وہ لوٹ کرنہیں آتی،لہٰذا التارکِ بِشرٍ جائز نہیں ہے۔

کافیہ: صفحہ/٦٤

اَلْـمَبْنِيُّ مَانَاسَبَ مَبْنِيَّ الْأَصْلِ أَوْ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ وَأَلْقَابُهُ ضَمٌّ وَفَتْحٌ وَكَسْرٌ وَوَقْفٌ. وَحُكْمُهُ أَنْ لَايَخْتَلِفَ آخِرُهُ لِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ.

(الف)عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔(ب)مبنی کی قسمیں لکھنے کے بعد عبارت کا مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف)عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: مبنی وہ اسم ہے جو مبنی الاصل سے مناسبت رکھتا ہو یا غیر مرکب واقع ہو،اور اس کے (حرکتوں) کے القاب ضمہ،فتحہ، کسرہ اور وقف ہیں،اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔

(ب)مبنی کی آٹھ قسمیں ہیں: مضمرات، اسمائے اشارات، اسمائے موصولات، مرکب بنائی،اسمائے کنایات،اسمائے افعال،اسمائے اصوات،بعض اسمائے ظروف۔

عبارت کا مطلب:

المبنی ماناسب الخ: یہاں سے مصنفؒ مبنی کو بیان فرمارہے ہیں، کہ مبنی وہ اسم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے جومبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ یا اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو، جیسے: أَیْـــنَ هٰـــذَا. یہ دونوں مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، اس وجہ سے یہ دونوں مبنی ہیں، اور جیسے: زَیدٌ، بَکرٌ، وَاحِدٌ یہ سب غیر کے ساتھ مرکب ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

وألـقـابه الخ: مبنی کے حرکات وسکنات کے نام ضمہ، فتحہ، کسرہ، اور وقف ہیں، یعنی جب مبنی کے حرکات کو تعبیر کریں گے تو ضمٌّ، فَتحٌ، کَسرٌ اور سکون میں وَقفٌ کہیں گے۔

وحـکـمـه الخ: مبنی کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدلتا، جیسے: یَـذْهَـبُ هٰؤُلَاءِ إِلٰي السُّوْقِ. لَنْ یَّطْلُبَ الْقَاضِيْ هٰؤُلَاءِ. لَمْ أَطْلُبْ عَمَّ هٰؤُلَآءِ. ان مثالوں میں هٰؤُلَاءِ مبنی ہے جس کی وجہ سے اس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدل رہا ہے۔

کافیہ: صفحہ/۷۰

اَلْـمَـوْصُـوْلُ مَـالَایَتِمُّ جُزْءً اِلَّا بِـصِـلَةٍ وَعَائِدٍ وَصِلَتُهٗ جُمْلَةٌ خَبَرِیَّةٌ. وَالْعَائِدُ ضَمِیْرٌ لَهٗ. وَصِلَةُ الْاَلِفِ وَاللَّامِ اِسْمُ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ.

(الف) عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا پوری طرح جز نہیں بنتا، مگر صلہ اور عائد کے ساتھ اور اس کا صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے، اور لوٹنے والی ضمیر ہوتی ہے، اور الف لام (بمعنیٰ اللذی) کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے۔

(ب) عبارت کا مطلب:

الـمـوصـول مـالایتم الخ: مبنیات میں سے اسمائے موصولات بھی ہیں۔ اسم موصول وہ اسم ہے جو صلہ اور عائد کے بغیر جملے کا جزء تام نہ بن سکے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور اس کا صلہ جملہ خبریہ ہی ہوگا۔ جملہ انشائیہ نہیں ہوسکتا، اور عائد صلہ میں ایک ضمیر ہوتی ہے، جو اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے، جیسے: جَاءَ اللذی اَبُوْهُ عَالِمٌ. (وہ شخص آیا جس کا باپ عالم ہے) اس میں صلہ، ابو عالم ہے جو جملہ اسمیہ خبریہ ہے، جس میں ابوہ کی ہٗ ضمیر اللذی اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اور الف لام اسمی جو اسم فاعل یا اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور اللذی کے معنیٰ میں ہوتا ہے اس کا صلہ خود وہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے، اس وقت اسم فاعل ماضی معروف کے معنیٰ میں اور اسمِ مفعول ماضی مجہول کے معنیٰ میں ہوتا ہے، جیسے: اَلضَّارِبُ، اللذي ضَرَبَ کے معنیٰ میں ہے اور اَلْمَضْرُوْبُ. اللذی ضُرِبَ کے معنیٰ میں ہے۔

کافیہ: صفحہ/ ۷۲

وَأَيٌّ وَأَيَّةٌ وَهِيَ مُعْرَبَةٌ وَحْدَهَا إِلَّا إِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهَا وَفِيْ مَاذَا صَنَعْتَ وَجْهَانِ. أَحَدُهُمَا مَا اللَّذِيْ وَجَوَابُهُ رَفْعٌ. وَالْآخَرُ أَيُّ شَيْءٍ وَجَوَابُهُ نَصْبٌ.

(الف) عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) أي أيّةٌ کن اُمور میں مَــنْ کی طرح ہیں۔ اور صــدر صلتھا کی کیا مراد ہے بوضاحت لکھیں۔ (ج) مــاذا صــنعت کی دونوں صورتوں کے جواب کا اعراب کیا ہوگا، بوضاحت لکھیں؟

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور اَيٌّ وَ أَيَّةٌ. مَنْ کی طرح ہیں۔ اور صرف یہی دونوں معرب ہیں، مگر جبکہ ان کے صلہ کا شروع حصہ حذف کر دیا جائے۔ اور ماذا صنعت میں دو وجہیں ہیں۔ ان میں سے ایک ما اللذي ہے اور اس کا جواب رفع ہے، اور دوسری وجہ أَيُّ شَيْءٍ ہے اور اس کا جواب نصب ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) أيٌّ اور أيّةٌ کن اُمور میں مَنْ کی طرح ہیں؟

أيٌّ اور أيّةٌ میں سے ہر ایک مَــنْ کی طرح، موصولہ، استفہامیہ، شرطیہ، اور موصوفہ ہوتا ہے۔ جیسے: أَيُّهُــمْ أَشَــدُّ عَـلـي الـرحـمٰنِ عِتِيًّا. اس میں أيٌّ موصولہ ہے، أَيُّهُــمْ أَيَّتُهُمْ عِنْدَکَ اس میں أيٌّ، أيّةٌ استفہامیہ ہے، أَيًّــا مَـاتَدْعُوْا. اس میں أيٌّ شرطیہ ہے، يَـا أَيُّهَا الرَّجُلُ. اس میں أيٌّ موصوفہ ہے۔

صَــدْرُ صِـلَتِهَا کی مراد: ان کے صلہ کا شروع حصہ حذف کر دیا جائے، مثلاً: أَيُّهُمْ أَشَــدُّ عَلَي الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا. اسکی اصل، أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ الخ ہے، اس میں هُوَ أَشَدُّ الخ جو صلہ ہے اس کے شروع کا جز هُوَ محذوف ہے، اس وجہ سے وہ مبنی ہوگا۔

(ج) ماذا صنعت کی دونوں صورتوں کا اعراب۔

اس میں دو احتمال ہے: (۱) مــا استفہامیہ ہو اور ذا بمعنیٰ الـلـذی ہو تو مطلب ہوگا، مـا اللذی صنعت. اس صورت میں اس کا جواب مرفوع ہوگا، تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے، کیونکہ سوال کی ترکیب ہے۔ مَـا استفہامیہ مبتدا الـلـذی اسم موصول، صنعت صلہ، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ استفہامیہ خبریہ پس جب سوال مرفوع ہے تو جواب بھی مرفوع ہونا چاہئے، تا کہ جواب سوال کے موافق ہو جائے۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ مـاذا. اسم واحد کے درجے میں ہو کر أَيُّ شَـيْءٍ کے معنیٰ میں ہو، یا مَا بمعنیٰ أَيُّ شَيْءٍ ہو اور ذَا زائدہ ہو، منصوب ہوگا، صـنـعـتَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے، تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے، پس جواب ہوگا: صَنَعْتُ خَيْرًا.

کافیہ: صفحہ/۷۵

وَلَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَكِلَاهُمَا يَقَعُ مَرْفُوْعًا وَمَنْصُوْبًا وَمَجْرُوْرًا. فَكُلُّ مَّـا بَـعْـدَهُ فِـعْـلٌ غَيْـرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِيْرِهٖ كَانَ مَنْصُوْبًا مَعْمُوْلًا عَلَي

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حَسَبِهٖ وَكُلُّ مَّاقَبْلَهُ حَرْفُ جَرٍّ. أَوْمُضَافٌ فَمَجْرُوْرٌ وَإِلَّا فَمَرْفُوْعٌ مُبْتَدَأٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ ظَرْفًا وَخَبَرٌ إِنْ كَانَ ظَرْفًا.

(الف) عبارت با اعراب لکھیں۔ (ب) ترجمہ کریں۔ (ج) مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

(ب) **ترجمہ:** اور ان دونوں کے لئے صدارتِ کلام ہے، اور وہ دونوں کبھی مرفوع ہوتے ہیں اور کبھی منصوب اور کبھی مجرور، پس ہر وہ کَمْ جس کے بعد ایسا فعل ہو جو اس کَمْ کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس میں عمل کرنے سے اعراض کرنے والا نہ ہو تو وہ کَمْ منصوب ہوگا، اپنے عامل کے مطابق معمول ہونے کے طور پر اور ہر وہ کم جس سے پہلے حرفِ جر یا مضاف ہو تو وہ مجرور ہوگا ورنہ مرفوع ہوگا، پھر وہ کم مبتدا ہوگا اگر اس کی تمیز ظرف نہ ہو اور خبر ہوگا اگر اس کی تمیز ظرف ہو۔

(ج) عبارت کا مطلب:

ولها صدر الكلام الخ: کم استفہامیہ اور کم خبریہ دونوں صدارتِ کلام کو چاہتے ہیں یعنی شروع میں آنا چاہتے ہیں، تاکہ کلام کا از قبیلِ استفہام ہونا یا از قبیلِ خبر ہونا پہلے ہی سے معلوم ہو جائے۔

وكلاهما يقع الخ: کم استفہامیہ اور کم خبریہ محلاً کبھی تو مرفوع ہوتے ہیں اور کبھی منصوب اور کبھی مجرور۔

منصوب ہونے کی صورت: اگر دونوں کے بعد ایسا فعل متعدی آئے جو کم کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے کم میں عمل کرنے سے اعراض نہ کرے تو ایسا کم فعل مذکور کے عمل کے موافق منصوب ہوتا ہے یعنی کبھی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے: **كَمْ يَوْمًا سِرْتَ.** اس میں کم مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ اور کبھی مفعول بہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہونیکی وجہ سے منصوب ہوگا، جیسے: کَمْ رَجُلًا اکرمت. اس میں کم مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، غرض جس طرح فعل مذکور کا تقاضہ ہوگا اسی طرح کم کا اعراب ہوگا۔

مجرور ہونے کی صورت: اگر کَمْ سے پہلے حرفِ جر ہو یا مضاف ہو تو اس صورت میں کَمْ محلًا مجرور ہوگا۔ جیسے: بِکَمْ دِرْهَمًا اِشْتَرَيْتَ هٰذَا الْعَبْدَ. یہ حرفِ جر ہونے کی مثال ہے، اور غُلَامُ کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ (تُو نے کتنے آدمی کے غلام کو مارا) میں مضاف کا پہلے ہونا بیان کیا گیا ہے۔

مرفوع ہونے کی صورت:

اگر مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو پھر کم محلًا مرفوع ہوگا۔ اگر اس کی تمیز ظرف نہ ہو تو اس صورت میں کم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا، جیسے: کَمْ رَجُلًا إِخْوَتُکَ اور اگر اس کی تمیز ظرف ہو تو پھر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: کَمْ يَوْمًا سَفَرُکَ.

کافیہ: صفحہ ۸۶

اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ لِلْحَدَثِ الْجَارِيْ عَلَى الْفِعْلِ وَهُوَ مِنَ الثُّلَاثِيْ الْمُجَرَّدِ سَمَاعٌ وَمِنْ غَيْرِهٖ قِيَاسٌ وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ مَاضِيًا وَغَيْرَهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا. وَلَا يَتَقَدَّمُ مَعْمُوْلُهٗ عَلَيْهِ وَلَا يُضْمَرُ فِيْهِ وَلَا يَلْزَمُ ذِكْرُ الْفَاعِلِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مصدر کی تعریف کر کے ذکر کردہ مسائل کو الگ الگ لکھیں۔ (ج) مفعول مطلق کی تعریف کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: مصدر اس نئی چیز کا نام ہے جو فعل پر جاری ہونے والی ہے اور وہ ثلاثی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مجرد سے سماعی ہے اور اس کے علاوہ سے قیاسی، اور مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے خواہ وہ ماضی کے معنیٰ میں ہو یا اس کے علاوہ کے، جبکہ مفعول مطلق نہ ہو، اور اس کا معمول اس پر مقدر نہیں ہوگا، اور نہ اس میں ضمیر ہوتی ہے اور اس کے فاعل کا ذکر بھی لازم نہیں ہوتا۔

(ب) مصدر کی تعریف: مصدر معنیٰ حدثی کا نام ہے یعنی اس معنیٰ کا نام ہے جو نیا پیدا ہوا ہو اور غیر کے ساتھ قائم ہو خواہ وہ اس کے غیر سے صادر ہوا ہو یا صادر نہ ہوا ہو، اور مصدر فعل پر جاری ہوتا یعنی اُس سے فعل بنایا جاتا ہے، پھر وہ مفعول مطلق بن کر فعل کی تاکید، وضاحت، یا تعداد بیان کرتا ہے۔

عبارت میں ذکر کردہ مسائل کی الگ الگ وضاحت:

وهو من الثلاثي الخ: ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان سماعی ہیں، کہ اہلِ عرب سے جیسا سنا گیا ویسے ہی ہیں، اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں، ان کے بنانے کے قاعدے مقرر ہیں۔

ويعمل الخ: مصدر اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے، اگر فعل لازم کا مصدر ہے تو صرف فاعل کو رفع دے گا جیسے: أَعْجَبَنِي قِيَامُ زَيْدٍ. اس مثال میں قیام فعل لازم کا مصدر ہے اس لئے وہ صرف فاعل زید کو رفع دے رہا ہے، زید محلاً مرفوع ہے، قیام کا فاعل ہونے کی وجہ سے، لیکن اضافت کی وجہ سے اس پر جر آرہا ہے۔

اور اگر فعل متعدی کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے گا۔ جیسے: اَعْجَبَنِي ضَرَبُ زَيْدٍ عَمْرواً اس مثال میں ضرب فعل متعدی کا مصدر ہے اس لئے وہ فاعل زید کو محلاً رفع دے رہا ہے اور عمرو کو نصب دے رہا ہے۔ وہ مصدر خواہ ماضی کے معنیٰ میں ہو یا حال و استقبال کے معنیٰ میں ہر حال میں عمل کرتا ہے، کسی خاص معنیٰ کی شرط نہیں ہے البتہ ایک شرط ہے کہ وہ مصدر مفعول مطلق نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں اس کا فعل موجود یا مقدر ہوگا۔ اور فعل کے ہوتے ہوئے مفعول مطلق کو عمل دینا درست نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ولا یتقدم معمولہ الخ: مصدر کا معمول مصدر سے مقدم نہیں ہوسکتا، کیونکہ مصدر عامل ضعیف ہے اور عامل ضعیف اپنے معمول مقدم پر عمل نہیں کرسکتا۔

اور مصدر میں فاعل کی ضمیر پوشیدہ اور مستتر نہیں ہوتی، اور نہ ہی مصدر کے فاعل کا ذکر ضروری ہوتا ہے، کیونکہ مصدر کا تصور فاعل پر موقوف نہیں ہے کہ اس کو ذکر کئے بغیر مصدر کا وجود ہی نہ ہو۔

(ج) مفعول مطلق کی تعریف: مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اپنے ہم معنیٰ فعل کے بعد واقع ہو۔

کافیہ: صفحہ/۸۷

وَصِيغَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ عَلَىٰ فَاعِلٍ وَمِنْ غَيْرِهِ عَلَىٰ صِيغَةِ الْمُضَارِعِ بِمِيمٍ مَضْمُومَةٍ وَكَسْرِ مَاقَبْلَ الْآخِرِ نَحْوُ مُدْخِلٍ وَمُسْتَغْفِرٍ وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ بِشَرْطِ مَعْنَى الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ وَالْاِعْتِمَادِ عَلَىٰ صَاحِبِهِ أَوِ الْهَمْزَةِ أَوْمَا.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ج) اسم فاعل کے عمل کرنے کی جملہ شرطیں مع مثال لکھیں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور اس کا وزن ثلاثی مجرد سے فاعلؔ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے مضارع کے وزن پر میم کے مضموم اور آخر کے ماقبل کسرہ ہونے کے ساتھ جیسے: مُدْخِلٌ، مُسْتَغْفِرٌ اور وہ (اسم فاعل) اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو اور اپنے صاحب یا ہمزہ پر یا پھر فا پر اعتماد کئے ہوئے ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) اسم فاعل کے عمل کرنے کی شرطیں مع امثلہ:

اسم فاعل کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

(۱) اسمِ فاعل حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو۔ اگر ماضی کے معنیٰ میں ہوگا تو عمل نہیں کرسکے گا، کیونکہ اسم فاعل فعل مضارع کے ساتھ صورۃً ومعنیً مشابہت رکھنے کی وجہ سے ہی عمل کرتا ہے، پس ضروری ہے کہ وہ حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو، تاکہ مضارع کے مشابہت معنوی متحقق ہوجائے۔

(۲) اسم فاعل سے پہلے چھ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ہو، وہ چھ چیزیں یہ ہیں: مبتدا، ذوالحال، موصوف، اسمِ موصول، ہمزہ، استفہام اور حرفِ نفی۔

مبتدا کی مثال: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ. اس میں اسم فاعل قَائِمٌ سے پہلے زَيْدٌ مبتدا ہے۔

ذوالحال کی مثال: جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا. (زید میرے پاس آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا) اس میں اسم فاعل سے پہلے ذوالحال ہے اور زیدٌ ہے۔

موصوف ہونے کی مثال: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْرًا. اس میں اسم فاعل سے پہلے رَجُلٍ موصوف ہے۔

اسم موصول ہونے کی مثال: جَاءَ نِي الْقَائِمُ أَبُوْهُ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہے) اس میں اسم فاعل سے پہلے وہ الف لام ہے جو اللذی اسم موصول کے معنیٰ میں ہے۔

ہمزہ استفہام کی مثال: أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْروًا اس میں اسم فاعل سے پہلے ہمزہ استفہام ہے۔

حرفِ نفی کی مثال: مَاقَائِمٌ زَيْدٌ. اس میں اسم فاعل سے پہلے مَا نافیہ ہے۔

کافیہ: صفحہ/۹۱

اِسْمُ التَّفْضِيْلِ مَا اشْتُقَّ مِنْ فِعْلٍ لِمَوْصُوْفٍ بِزِيَادَةٍ عَلٰي غَيْرِهٖ وَهُوَ اَفْعَلُ وَشَرْطُهٗ أَنْ يُّبْنٰى مِنْ ثُلَاثِيٍّ مُجَرَّدٍ لِيُمْكِنُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَاعَيْبٍ لِأَنَّ مِنْهُمَا اَفْعَلُ لِغَيْرِهٖ مِثْلُ زَيْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) عبارت کا مطلب تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل (فعل لغوی یعنی مصدر) سے نکالا گیا ہو کسی موصوف کے لئے اس کے علاوہ پر زیادتی کے ساتھ اور اس کا وزن اَفْعَلُ ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کو ثلاثی مجرد بنایا جائے تا کہ اس سے بنانا ممکن ہو، درانحالیکہ وہ لون وعیب کے معنیٰ میں نہ ہو، کیونکہ ان دونوں (لون وعیب) سے اَفْعَلُ کا وزن اسم تفضیل کے علاوہ کے لئے ہے۔

(ب) مطلب:

اسم التفضیل الخ: مذکورہ عبارت میں اسم تفضیل کا بیان ہے، اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اس ذات پر دلالت کرنے کے لئے جس میں معنیٰ مصدری دوسرے کے اعتبار سے زیادتی کے ساتھ پایا جائے، اور اسم تفضیل کا وزن أَفْعَلُ ہے جیسے: زَيْدٌ أَعْلَمُ مِنْ خَالِدٍ (زید خالد سے زیادہ جاننے والا ہے) اس میں أَعْلَمُ اسم تفضیل ہے جو فعل معنوی عِلْمٌ سے مشتق ہے۔ اور بنسبت خالد کے زید موصوف میں علم کی زیادتی کو بتلا رہا ہے۔

وشرطه الخ: اسم تفضیل کی دو شرطیں ہیں: (۱) اس کو ثلاثی مجرد سے بنایا جائے تا کہ اس کو اَفْعَلُ یا فُعْلَى کے وزن پر بنانا ممکن ہو، اور یہ مزید فیہ یا رباعی مجرد سے نہیں بن سکتا، کیونکہ اس صورت میں مزید فیہ اور رباعی میں حذف کرنا پڑے گا، جس کی وجہ سے مزید فیہ کا مجرد سے اور رباعی کا ثلاثی سے التباس لازم آئے گا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ ثلاثی مجرد میں بھی ایسا ہونا چاہئے کہ وہ لون وعیب کے معنیٰ میں نہ ہو، کیونکہ جو ثلاثی مجرد لون وعیب کے معنیٰ میں ہوتا ہے اس کا اَفْعَلُ کا وزن اسم تفضیل نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ صفت مشبہ کا وزن ہوتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اسم تفضیل کی مثال: زیدٌ افضل الناسِ. اس میں اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے جو فَضْلٌ سے مشتق ہے اور فَضْلٌ لون وعیب کے معنیٰ میں نہیں ہے، نیز زید میں دوسروں کی بہ نسبت فضل کی زیادتی کو بتلا رہا ہے۔

کافیہ: صفحہ/۱۰۱

وَكَلِمُ الْمُجَازَاةِ تَدْخُلُ عَلَى الْفِعْلَيْنِ لِسَبَبِيَّةِ الْأَوَّلِ وَمُسَبَّبِيَّةِ الثَّانِي وَيُسَمَّيَانِ شَرْطًا وَجَزَاءً ا فَإِنْ كَانَا مُضَارِعَيْنِ أَوِ الْأَوَّلُ فَالْجَزْمُ وَإِنْ كَانَ الثَّانِي فَالْوَجْهَانِ.

(الف) ترجمہ کیجئے (ب) ہر جزء کی الگ الگ وضاحت کیجئے؟

جواب:

(الف) **ترجمه:** اور کلمات شرط دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں، پہلے کے سبب ہونے اور دوسرے کے مسبب ہونے کو بتلانے کے لئے اور ان دونوں کا نام شرط و جزاء رکھا جاتا ہے، پس اگر دونوں مضارع ہو یا پہلا مضارع ہو تو جزم (واجب ہے) اور اگر دوسرا مضارع ہو تو دو صورتیں ہیں۔

(ب) مطلب: وکلم المجازاة الخ: کلماتِ شرط دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور پہلے فعل کے سبب ہونے اور دوسرے کے مسبب ہونے کو بتلاتے ہیں۔ اور جن دو فعلوں پر کلمات شرط داخل ہوتے ہیں ان میں سے پہلے فعل کو شرط اور دوسرے فعل کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے: إِنْ تَضْرِبْنِي أَضْرِبْكَ. اس مثال میں اِن حرفِ شرط ہے جو دو فعلوں پر داخل ہوا ہے، جس میں سے پہلا فعل شرط ہے اور دوسرا فعل جزاء ہے، پہلا فعل سبب ہونے پر دلالت کر رہا ہے اور دوسرا فعل مسبب ہونے پر۔

فإن کان مضارعین الخ: کلمات شرط جن دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اگر ان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں سے دونوں فعل مضارع ہو یا پہلا فعل، مضارع ہو اور دوسرا ماضی تو فعل مضارع پر جزم واجب ہے، جیسے: إِنْ تَـــزُرْنِـي أَزُرْكَ. (اگر تو نے میری زیارت کی تو میں بھی تیری زیارت کروں گا) صرف پہلے کے مضارع ہونے کی مثال جیسے: إِنْ تَـــزُرْنِـي زُرْتُكَ (اگر تو نے میری زیارت کی تو میں تیری زیارت کروں گا) واضح رہے کہ کلمات شرط مستقبل کے معنیٰ دیتے ہیں اگر چہ ماضی پر داخل ہوں۔

اور اگر دوسرا فعل مضارع ہو اور پہلا فعل ماضی ہو تو مضارع پر رفع اور جزم دونوں جائز ہے، جیسے: إِنْ جِـئْتَـنِي أُكْرِمُكَ، أُكْرِمْكَ. اس صورت میں جزم تو حرفِ شرط کی وجہ سے جائز ہے اور رفع اس لئے ہے کہ حرفِ شرط کا تعلق مضارع سے فعل ماضی کے توسط سے ہے اس لئے اس کا عمل ضعیف ہو گیا، جس کی وجہ سے رفع بھی جائز ہے۔

کافیہ: صفحہ/۱۰۳

فِـعْـلُ مَـالَـمْ يُسَـمَّ فَاعِلُهُ هُوَ مَاحُذِفَ فَاعِلُهُ فَإِنْ كَانَ مَاضِيًا ضُـمَّ اَوَّلُهُ وَكُسِرَ مَاقَبْلَ آخِرِهٖ وَيُضَمُّ الثَّالِثُ مَعَ هَمْزَةِ الْوَصْلِ وَالثَّانِي مَعَ التَّاءِ خَوْفَ اللَّبْسِ. وَمُعْتَلُ الْعَيْنِ الْأَفْصَحُ قِيْلَ وَبِيْعَ وَجَاءَ الْإِشْمَامُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) عبارت میں ذکر کردہ قواعد کی وضاحت کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

تـرجمه: اس فعل کا بیان جس کے فاعل کو ذکر نہیں کیا گیا وہ، وہ فعل ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو پس اگر وہ فعل ماضی ہو تو اس کے لئے پہلے کو ضمہ دیا جائے گا، اور اس کے آخر کے ماقبل کو کسرہ دیا جائے گا۔ اور تیسرے حرف کو ضمہ دیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جائے گا ہمزۂ وصل کے ساتھ اور دوسرے حرف کو (ضمہ دیا جائے گا) تاء کے ساتھ التباس کے خوف سے۔ اور معتل العین، فصیح ترین قِيلَ اور بِيعَ ہے اور اشمام بھی جائز ہے۔

(ب) عبارت کا مطلب:

فعل مالم الخ: یہاں سے فعل مجہول کا بیان ہے، فعل مجہول وہ ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو جیسے: ضُرِبَ.

فان كان ماضيا الخ: اگر فعل مجہول فعل ماضی ہو تو اس کے پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے گا اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دیا جائے گا، جیسے: ضَرَبَ سے ضُرِبَ.

اور اگر ماضی کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو تو اس کو اور تیسرے حرف کو ضمہ دیں گے، ورنہ اس باب کے امر کے ساتھ التباس لازم آئے گا، جیسے: اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ. اگر ان کو ضمہ نہ دیا جائے تو اس باب کے امر کے ساتھ اشتباہ لازم آئے گا کیونکہ جس ماضی کے شروع میں ہمزہ اور تیسرے حرف میں تاء ہو اس کا امر اس طرح آتا ہے جیسے: اِجْتَنِبْ. اب اگر اس کو کسی حرف سے ملا کر پڑھا جائے فَاجْتَنِبْ. تو اگر تاء کو مجہول بناتے وقت ضمہ نہ دیا جائے تو امر کے ساتھ التباس ہو جائے گا، اس نے ہمزہ وصل کے ساتھ تیسرے حرف کو ضمہ دیں گے۔

والثاني مع التاء: اگر ماضی کے شروع میں تاء ہو تو اس کو اور دوسرے حرف کو ضمہ دیا جائے گا، تاکہ باب تَفَعُّلْ کے صیغہ مضارع کے ساتھ اشتباہ نہ ہو جیسے: تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ اب اگر دوسرے حرف کو ضمہ نہ دیا جائے بلکہ فتحہ دیا جائے تو مضارع کے ساتھ اشتباہ ہو جائے گا، کیونکہ تقبل کا صیغہ مضارع واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر تَتَقَبَّلُ آتا ہے اور اس کے ایک تاء کو حذف کرنا بھی جائز ہے، جس کے بعد وہ تَقَبَّلَ رہ جائے گا، اب اگر فعل مجہول کے دوسرے حرف کو بھی ضمہ نہیں دیں گے تو اس سے اشتباہ ہو جائے گا۔

ومعتل العين الخ: اور اگر فعل ماضی معتل العین ہو یعنی اس کا عین کلمہ حرفِ علت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہو،خواہ واوی ہو یا یائی،تو ثلاثی مجرد سے فصیح ترین لغت کے مطابق۔قِیلَ اور بِیعَ آئے گا۔ اور اس میں اشمام بھی جائز ہے،اشمام یہ ہے کہ فاء کلمہ کے ضمہ کو کسرہ کی طرف مائل کریں اور عین کلمہ جو کہ یاء ہے اس کو واؤ کی طرف مائل کریں۔

کافیه: صفحه/۱۰۹

وَإِذَا دَخَلَ النَّفْيُ عَلٰي كَادَ فَهُوَ كَالْاَفْعَالِ عَلٰي الْاَصَحِّ وَقِيلَ يَكُوْنُ لِلْاِثْبَاتِ وَفِي الْمُسْتَقْبِلِ كَالْاَفْعَالِ تَمَسُّكًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰي وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب تحریر کرتے ہوئے افعالِ مقاربہ کی تعداد لکھیں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: جب کاد پر حرفِ نفی داخل ہو تو صحیح قول کے مطابق وہ افعال کی طرح ہے اور کہا گیا کہ وہ اثبات کے لئے ہوتی ہے،اور مستقبل میں دیگر افعال کی طرح ہوتی ہے،استدلال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قول: وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ہے۔

(ب) مطلب: اس میں اختلاف ہے کہ جب کاد پر حرفِ نفی داخل ہو تو اس کے کیا معنیٰ ہوتے ہیں،مصنفؒ کے نزدیک وہ دیگر افعال کی طرح مضمون جملہ کی نفی کرتا ہے،خواہ کاد ماضی ہو یا مضارع۔

دوسری رائے یہ ہے کہ کاد کی نفی مطلقاً اثبات کے لئے ہوتی ہے یعنی نفی خواہ ماضی پر داخل ہو مستقبل پر فعل کا اثبات کرتی ہے۔

اور تیسری رائے یہ ہے کہ ماضی میں تو نفی اثبات کے لئے ہوتی ہے البتہ مضارع میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دیگر افعال کی طرح مضمونِ جملہ کی نفی کرتا ہے اور یہ لوگ استدلال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول: وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ سے۔ اس میں حرفِ نفی کا د ماضی پر داخل ہوا ہے اس لئے یہ اثبات کے لئے ہے۔

افعالِ مقاربہ کی تعداد: یہ کل چار ہیں: عَسٰی، كَادَ، كَرِبَ، اَوْشَكَ. بعض حضرات نے طَفِقَ، جَعَلَ، اَخَذَ کو بھی افعالِ مقاربہ میں شمار کیا ہے۔

کافیہ: صفحہ/۱۱۳

فَمِنْ لِلْاِبْتِدَاءِ وَالتَّبْيِيْنِ وَالتَّبْعِيْضِ وَزَائِدَةٌ فِيْ غَيْرِ الْمُوْجَبِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) من کے ابتداء، تبیین اور تبعیض کے لئے ہونے کا مطلب تحریر کریں۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: پس مِن ابتداء، تبیین اور تبعیض کے لئے ہوتا ہے اور کلام غیر موجب میں زائد ہوتا ہے۔

(ب) مطلب: مِنْ چار معنیٰ کے لئے آتا ہے: (۱) ابتدائے غایت کے لئے یعنی کسی مسافت کی ابتداء بتانے کے لئے، جس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں إلٰی کا استعمال درست ہو، جیسے: سِرْتُ مِنْ دِهْلِيْ إِلٰي دِيُوْبَنْدَ. (۲) تبیین کے لئے یعنی کسی مبہم چیز کی وضاحت کرنے کے لئے جس کی علامت یہ ہے کہ مِنْ کی جگہ اسم موصول کا لانا درست ہو، جیسے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پس تم بچو گندگی یعنی بتوں سے) یہاں من الاوثان کی جگہ اللذی ھو الأوثان کہنا درست ہے۔

(۳) تبعیض کے لئے، یعنی کسی چیز کا کچھ حصہ بتانے کے لئے، جس کی علامت یہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے کہ مِنْ کے بجائے لفظ بَعْض کا استعمال درست ہو، جیسے: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ یہ اخذتُ بعض الدراهم کے معنیٰ میں ہے۔

(۴) کبھی کبھی مِنْ زائدہ بھی ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو حذف کر دیا جائے تو کلام میں کوئی خلل واقع نہ ہو جیسے: مَاجَاءَنِي مِنْ أَحَدٍ. اگر اس مثال میں مِنْ کو حذف کر کے صرف مَاجَاءَنِيْ أَحَدٌ کہیں گے تو کلام میں کوئی خلل نہیں ہوگا۔

کافیہ: صفحہ/۱۱۳

وَالْبَاءُ لِلْإِلْصَاقِ وَالْاِسْتِعَانَةِ وَالْمُصَاحَبَةِ وَالْمُقَابَلَةِ وَالتَّعْدِيَةِ وَالظَّرْفِيَّةِ وَزَائِدَةٌ فِي الْخَبَرِ فِي الْاِسْتِفْهَامِ وَالنَّفْيِ قِيَاسًا وَفِي غَيْرِهِ سَمَاعًا نَحْوُ بِحَسْبِكَ زَيْدٌ وَأَلْقَي بِيَدِهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) عبارت کی تشریح کیجئے، اور باء کے استعمال کی مذکورہ اغراض کا مطلب سمجھایئے۔

جواب:

(الف) عبارت با اعراب سوالیہ عبارت میں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اور باء الصاق، استعانت، مصاحبت، مقابلہ، تعدیہ اور ظرفیت کے لئے ہے، اور خبر میں زائد ہوتا ہے، استفہام اور نفی میں قاعدے کے مطابق اور خبر مذکور کے علاوہ سماع پر موقوف ہے، جیسے: بحسبک زیدٌ اور ألقی بیدہ.

(ب) عبارت کی تشریح:

باء سات معانی کے لئے آتا ہے: (۱) الصاق۔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانے کے لئے، خواہ ملنا حقیقۃً ہو جیسے: بِهٖ دَاءٌ. (اس کے ساتھ بیماری ہے)، بیماری کا اتصال آدمی کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے یا پھر ملنا حکماً ہو جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

گزرا) پاس سے گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں ایسی جگہ سے گزرا کہ زید اس کے قریب تھا۔

(۲) استعانت یعنی مدد چاہنے کے لئے جیسے: کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کی مدد سے لکھا)۔

(۳) مصاحب یعنی ساتھ ہونا بتلانے کے لئے، جیسے: خَرَجَ زَیْدٌ بِأُسْرَتِہٖ (زید اپنے خاندان کے ساتھ نکلا)۔

(۴) مقابلے کے لئے یعنی بدلہ ہونا بتلانے کے لئے جیسے: اشتریتُ الثوب بمِائَةِ درهم (میں نے کپڑا سو درہم کے بدلے خریدا)۔

(۵) تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی بنانے کے لئے جیسے: ذهبتُ بزید (میں زید کو لے گیا)۔

(۶) ظرفیت یعنی جگہ ہونا بتانے کے لئے جیسے: جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا)۔

(۷) زائدہ یعنی اس کے کچھ معنی نہیں ہوتے، نفی اور استفہام کی خبر میں تو قاعدے کے مطابق زائد ہوتا ہے جیسے: مازیدٌ بِقائمٍ. هل زیدٌ بقائمٍ.

اور ان کے علاوہ جگہوں میں سماعاً زائد ہوتا ہے۔ چنانچہ مبتدا یا اسکی خبر میں جو باء داخل ہو وہ زائد ہوتا ہے، جیسے: بِحَسْبِکَ زَیْدٌ یہاں حَسْبُکَ مبتدا ہے اور باء زائد ہے۔

اسی طرح کَفٰی کے فاعل میں جو باء ہوتا ہے وہ زائد ہوتا ہے جیسے: کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْداً. اور کبھی کبھی مفعول پر بھی باء زائد ہوتا ہے جیسے: اَلْقٰی بِیَدِہٖ.

فائدہ: باء کے دو مشہور معنٰی اور بھی ہیں: (۱) قسم کے لئے جیسے: بِاللّٰہِ لَأَفْعَلَنَّ کَذَا.

(۲) تعلیل کے لئے جیسے: إِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ.

تمت بالخیر بحمداللّٰہ تعالٰی.

۱۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ڈاک اور ٹرانسپورٹ سے کتابیں منگوانے کے لیے رابطہ کریں

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Maktaba Sautul Quran Deoband

9358911053, Ph. 01336-223460

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa